

جنات کے حالات و احکام

اُردو ترجمہ

اَکَامُ الْمَرْجَانِ فِي غَرَائِبِ الْأَخْبَارِ وَالْمَجَانِ

تصنیف

علامہ قاضی بدر الدین شیبلی حنفی محدث المتوفی ۱۰۶۹ھ

ترجمہ

حضرت مولانا مفتی محمد صاحب میرٹھی نظام فاضل العلوم دہلی
مدرس و مفتی مدرسہ تعلیم القرآن ہرہ ضلع میرٹھ، انڈیا

ادارہ ایٹن پبلشرز، ایکسپورٹرز، لاہور

☆ دہلی ایٹن پبلشرز، آل روڈ، لاہور
☆ ادارہ ایٹن پبلشرز، ایکسپورٹرز، لاہور
☆ آر جی بکس، سوہن روڈ، لاہور

☆ ۱۹۰۰، ناری ۱۰۰، پاکستان
☆ فون: ۳۲۳۲۵۵ - ۳۲۳۲۵۶

☆ ۳۲-۳۲-۳۲۳۲۵۵
☆ ۳۲-۳۲-۳۲۳۲۵۶

جملہ حقوقے بحقے ناشر محفوظ ہائے

نام کتاب _____ قیمت _____

طباعت اول _____ جون ۱۹۹۸ء / ستمبر ۱۹۹۹ء

باہتمام _____ اشرف علی خان

ناشر _____ ادارہ اسلامیات، ۱۹۰، انارکلی لاہور

فون: ۳۷۳۳۹۹۱ - ۳۷۳۳۲۵۵

پبلشرز

ادارہ اسلامیات

۱۹۰ انارکلی لاہور

۲۹۷۶

۲۳۶

۵۸۱۵۲

ملنے کے پتے

ادارہ اسلامیات - ۱۹۰ - انارکلی لاہور

ادارہ اشاعت ادوہی الار - کراچی

مکتبہ دارالعلوم - جامعہ دارالعلوم کونڈلی کراچی

ادارہ المعارف - ڈاکخانہ دارالعلوم کراچی

ادارہ القرآن، چوک سیدہ عائشہ کراچی

فہرست

(مذہب کے عقائد و احکام)

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۹	جنات کی پیدائش و ابتداء	۱۷	جنات کی پیدائش و ابتداء
۲۳	تیسرا باب	۱۵	جنات کی پیدائش و ابتداء
۳۳	جنات کی حقیقت کے بیان میں	۱۶	جنات کی پیدائش و ابتداء
۲۹	چوتھا باب	۱۷	جنات کی پیدائش و ابتداء
۳۹	جنات کے اجسام کی تحقیق	۱۸	جنات کی پیدائش و ابتداء
۲۳	پانچواں باب	۱۹	جنات کی پیدائش و ابتداء
۲۳	جنات کی قسموں کے بیان میں	۱۸	جنات کی پیدائش و ابتداء
۲۲	چھٹا باب	۱۹	جنات کی پیدائش و ابتداء
۴۴	جنات کا مختلف صورتوں میں متشکل ہونا	۱۹	جنات کی پیدائش و ابتداء
۲۹	ساتواں باب	۲۰	جنات کی پیدائش و ابتداء
۲۹	بعض کئے جنات میں سے ہوتے ہیں	۲۱	جنات کی پیدائش و ابتداء
۵۰	آٹھواں باب	۲۲	جنات کی پیدائش و ابتداء
۵۰	جنات کے مکانات کے بیان میں	۲۲	جنات کی پیدائش و ابتداء
۵۲	نواں باب	۲۳	جنات کی پیدائش و ابتداء
۵۲	جن جنہوں سے شیاطین کو	۲۵	جنات کی پیدائش و ابتداء
	انسانوں کے مکانات میں رات	۲۸	جنات کی پیدائش و ابتداء
	گزارنے سے روک دیا جاتا ہے	۲۹	جنات کی پیدائش و ابتداء

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۷۵	قیلۃ الامین کا واقعہ مستحقان میں آیا ہے	۵۲	دسواں باب
۷۹	رفیق قیامت کی آیت	۵۲	ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے
۸۳	جنت کے بارگاہ	۵۲	گیارہواں باب
۸۳	جنت کے بارگاہ	۵۲	جنت کے کھانے پینے کے بیان میں
۸۳	جنت کے بارگاہ	۵۲	بارہواں باب
۸۳	جنت کے بارگاہ	۵۲	شیطان کے بائیں ہاتھ سے کھانے پینے کے بیان میں
۸۳	جنت کے بارگاہ	۵۲	تیرہواں باب
۸۳	جنت کے بارگاہ	۵۲	جنت کو کھانے میں شریک ہونے سے کس طرح روکا جائے؟
۸۳	جنت کے بارگاہ	۵۲	چودہواں باب
۸۳	جنت کے بارگاہ	۵۲	جنت کے توالد و تناسل کے بیان میں
۸۳	جنت کے بارگاہ	۵۲	پندرہواں باب
۸۳	جنت کے بارگاہ	۵۲	جنت کے مکلف ہونے کے بیان میں
۸۳	جنت کے بارگاہ	۵۲	سولہواں باب
۸۳	جنت کے بارگاہ	۵۲	کیا حضور کے مبعوث ہونے سے قبل جنت میں کوئی نبی ہوا ہے؟
۹۲	سومن جنت کو دیدار خداوندی شامل ہے	۶۱	سترہواں باب
۹۲	چھبیسواں باب	۶۲	حضور کی بعثت عامہ جنت کو بھی شامل ہے
۹۲	کیا پرن کے بچے نماز ہو جائیں گے؟	۶۲	اٹھارہواں باب
۹۲	ستائیسواں باب	۶۶	جنت کا حضور کے پاس آنا اور قرآن سننا
۹۲	جنت کے ساتھ جماعت عقید ہونے کے بارے میں	۶۶	انیسواں باب
۹۲	اٹھائیسواں باب	۶۶	حضور کا جنت کے ساتھ قرآن کریم پڑھنا اور ان کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بھیج فرمانا
۹۲	شیطان پرین کے گناہ سے	۶۶	
۹۲	نہا کا ٹورٹ جانا کے بیان میں	۶۶	

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۱۷	۳۷ واں باب	۹۶	۱۹ واں باب
۱۱۷	جنت کا روایت حدیث کرنا	۹۶	انسان اور جنات کے درمیان
۱۱۹	۳۸ واں باب	۹۸	۳۰ واں باب
۱۱۹	انسان کا انسان سے علم حاصل کرنا	۹۸	انسان کے لئے لای جانے والے جانور
۱۱۹	انسان کا انسان کو فوتے دینا	۱۰۰	انسان کے لئے لای جانے والے جانور
۱۲۰	۳۹ واں باب	۱۰۵	انسان کے لئے لای جانے والے جانور
۱۲۰	جنت کا انسان کو وعظ و نصیحت کرنا	۱۰۵	انسان کے لئے لای جانے والے جانور
۱۲۱	۴۰ واں باب	۱۰۷	انسان کے لئے لای جانے والے جانور
۱۲۱	جنت کا حکمت کی باتیں کرنا اور مس	۱۰۹	انسان کے لئے لای جانے والے جانور
۱۲۱	شعواء کی زبان پر شعر القار کرنا	۱۰۹	انسان کے لئے لای جانے والے جانور
۱۲۳	۴۱ واں باب	۱۱۱	انسان کے لئے لای جانے والے جانور
۱۲۴	جنت کا انسان کو طب سکھانا	۱۱۱	انسان کے لئے لای جانے والے جانور
۱۲۹	۴۲ واں باب	۱۱۲	انسان کے لئے لای جانے والے جانور
۱۲۹	جنت کا انسان کا جگر انسان کے پاس	۱۱۲	انسان کے لئے لای جانے والے جانور
۱۲۹	۴۳ واں باب	۱۱۳	انسان کے لئے لای جانے والے جانور
۱۲۹	جنت کا انسانوں سے ڈرنا	۱۱۳	انسان کے لئے لای جانے والے جانور
۱۳۰	۴۴ واں باب	۱۱۳	انسان کے لئے لای جانے والے جانور
۱۳۰	جنت کا انسان سے کی تا بعداری کرنا	۱۱۳	انسان کے لئے لای جانے والے جانور
۱۳۲	۴۵ واں باب	۱۱۳	انسان کے لئے لای جانے والے جانور
۱۳۲	جنت کا انسان کو یہ بتلانا کہ کس چیز سے جنت کے ثمر سے بچا جا سکتا ہے!	۱۱۵	انسان کے لئے لای جانے والے جانور
		۱۱۵	انسان کے لئے لای جانے والے جانور

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۷۱	۵۲ واں باب	۱۳۸	۴۶ واں باب
		۱۳۸	جنات کے متر سے کیے بچا جائے
		۱۴۲	۴۷ واں باب
			قرآن، ذکر، تعویذات کا جنات کے جسم میں اثر کرنا اور ان کا بھاگنا
			۴۸ واں باب
			جنات و شیاطین کا تعویذ گندوں اور منتروں کے تابع ہونے کا سبب
			فصل
			۴۹ واں باب
			جنات کا انسان کو برائی بھلائی کا بدلہ دینا
			۵۰ واں باب
			جنات کا انسان کو پریشان کرنا
			۵۱ واں باب
			جنات کا آسیب زدہ انسان کے بدن میں داخلے ہونا
		۱۶۱	۵۲ واں باب
			آسیب زدہ کی حرکات اور مار پٹائی کرنا آیا یہ اسی کا فعل ہوتا ہے یا جنات کا فعل ہوتا ہے؟
۱۸۲	۶۳ واں باب	۱۶۲	۵۳ واں باب
	جنات کے قہقہے کہانی کا ذکر کرنا اور اس کا جائز ہونا		آسیب زدہ کے طالع سے متعلق ایک سوال
۱۸۴		۱۶۲	
	جنات کا حضورؐ کی بعثت کی اطلاع دینا اور آسمان کو لٹکے ہوئے کہنا اور جنات کو ستارے لگانا	۱۶۸	از مؤلف

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۱۱	{ ابو عبیدہؓ بن جراح کی شہادت	۱۹۸	۶۳ واں باب
۲۱۲	{ پر جنات کا نوحہ کرنا -	۱۹۸	{
۲۱۲	۴۲ واں باب		{
۲۱۲	{		{
۲۱۳	{		{
۲۱۳	۴۳ واں باب		{
۲۱۳	{		{
۲۱۵	۴۳ واں باب		{
۲۱۵	{		{
۲۱۵	۴۵ واں باب		{
۲۱۵	{		{
۲۱۶	۴۶ واں باب		{
۲۱۶	{		{
۲۱۷	۴۷ واں باب		{
۲۱۷	{		{
۲۱۸	۴۸ واں باب		{
۲۱۸	{		{
۲۱۸	از مؤلف		{
۲۱۹	۴۹ واں باب		{
۲۱۹	{		{
۲۲۰	از مؤلف		{

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۱۰	۸۰ واں باب	۲۱۰	۸۰ واں باب
۲۱۱	امام ابو حنیفہ کی وفات پر جنات کا رونا	۲۱۱	امام ابو حنیفہ کی وفات پر جنات کا رونا
۲۱۲	۸۱ واں باب	۲۱۲	۸۱ واں باب
۲۱۳	دکینح ابن براء کی وفات پر جنات کا نوکھنا	۲۱۳	دکینح ابن براء کی وفات پر جنات کا نوکھنا
۲۱۴	۸۲ واں باب	۲۱۴	۸۲ واں باب
۲۱۵	متوکل بادشاہ کے انتقال پر جنات کا نوحہ کرنا	۲۱۵	متوکل بادشاہ کے انتقال پر جنات کا نوحہ کرنا
۲۱۶	ازمولف	۲۱۶	ازمولف
۲۱۷	۸۳ واں باب	۲۱۷	۸۳ واں باب
۲۱۸	کیا تمام جنات کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت دی ہے	۲۱۸	کیا تمام جنات کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت دی ہے
۲۱۹	فصل	۲۱۹	فصل
۲۲۰	جنات کا مسحور ہونا	۲۲۰	جنات کا مسحور ہونا
۲۲۱	۸۴ واں باب	۲۲۱	۸۴ واں باب
۲۲۲	کیا ابلیس ملائکہ میں سے تھا؟	۲۲۲	کیا ابلیس ملائکہ میں سے تھا؟
۲۲۳	۸۵ واں باب	۲۲۳	۸۵ واں باب
۲۲۴	کیا اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے کلام فرمایا ہے؟	۲۲۴	کیا اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے کلام فرمایا ہے؟
۲۲۵	۸۶ واں باب	۲۲۵	۸۶ واں باب
۲۲۶	کیا ابلیس اپنے دعوے میں کہ میں آدم سے بہتر ہوں، کیونکہ آدم مٹی سے مخلوق ہیں اور میں آگ سے خلقی ہوا تھا	۲۲۶	کیا ابلیس اپنے دعوے میں کہ میں آدم سے بہتر ہوں، کیونکہ آدم مٹی سے مخلوق ہیں اور میں آگ سے خلقی ہوا تھا
۲۲۷	۸۷ واں باب	۲۲۷	۸۷ واں باب
۲۲۸	شیاطین کے دوسو سو ڈالنے کی کیفیت کا بیان	۲۲۸	شیاطین کے دوسو سو ڈالنے کی کیفیت کا بیان
۲۲۹	۸۸ واں باب	۲۲۹	۸۸ واں باب
۲۳۰	عالم ہیجان اور ہوس کی کیفیت کا بیان	۲۳۰	عالم ہیجان اور ہوس کی کیفیت کا بیان
۲۳۱	۸۹ واں باب	۲۳۱	۸۹ واں باب
۲۳۲	شیطان کا مومن کی وفات پر شدت سے رونا کیونکہ وہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور موت کے وقت اس کو بہکانے کی کوشش کرنا	۲۳۲	شیطان کا مومن کی وفات پر شدت سے رونا کیونکہ وہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور موت کے وقت اس کو بہکانے کی کوشش کرنا
۲۳۳	۹۰ واں باب	۲۳۳	۹۰ واں باب
۲۳۴	۹۱ واں باب	۲۳۴	۹۱ واں باب

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۶۳	شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح سرایت کرتا ہے	۲۵۷	شیطان کے وقت شیطان کے کپڑے
۲۶۴	۱۰۶ واں باب	۲۵۷	شیطان کے وقت شیطان کے کپڑے
۲۶۴	مذمت میں شیاطین کا منتشر ہونا اور بچوں سے تعرض کرنا	۲۵۷	۱۰۶ واں باب
۲۶۴	۱۰۷ واں باب	۲۵۷	شیطان کے وقت شیطان کے کپڑے
۲۶۴	شیطان کس چیز کے ذریعہ بچوں سے آگے ہوتا ہے	۲۵۸	۱۰۷ واں باب
۲۶۴	۱۰۸ واں باب	۲۵۸	شیطان کے وقت شیطان کے کپڑے
۲۶۴	جن بستر پر کھڑی نہیں سوتا جس پر شیطان سوتا ہے	۲۵۸	۱۰۸ واں باب
۲۶۵	۱۰۹ واں باب	۲۵۹	شیطان کے وقت شیطان کے کپڑے
۲۶۵	شیطان کا قیلولہ نہ کرنا	۲۵۹	۱۰۹ واں باب
۲۶۵	۱۱۰ واں باب	۲۵۹	شیطان کے وقت شیطان کے کپڑے
۲۶۵	شیطان کا سونے والے کے سر پر گزرنے لگانا	۲۶۰	۱۱۰ واں باب
۲۶۶	۱۱۱ واں باب	۲۶۰	شیطان کے وقت شیطان کے کپڑے
۲۶۶	بچے خواب میں شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں	۲۶۰	۱۱۱ واں باب
۲۶۱	۱۱۲ واں باب	۲۶۱	شیطان کے وقت شیطان کے کپڑے
۲۶۱	شیطان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل بلک میں متشکل نہیں ہو سکتا	۲۶۱	۱۱۲ واں باب
۲۶۴	فصل	۲۶۱	شیطان کا بیوی سے جملہ کرنے وقت حاضر ہونا
۲۶۴	اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھنا	۲۶۱	۱۰۳ واں باب
۲۶۴	فصل	۲۶۲	وہدیت کے وقت شیطان کا حاضر ہونا
۲۶۴	شیطان کی ذلت و خواری کے بیان میں سے	۲۶۲	۱۰۴ واں باب
۲۶۴		۲۶۲	شیطان انسان کے اندر اثر کرتا ہے
		۲۶۲	۱۰۵ واں باب

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۷۱	۱۱۳	۲۷۵	۱۱۳ واں باب
۲۷۲	۱۱۳	۲۷۵	قرن شیطان کا نجد کی جانب سے طلوع ہونا
۲۷۳	۱۱۳	۲۷۵	المتزجم
۲۷۴	۱۱۳	۲۷۵	فصل
۲۷۵	۱۱۳	۲۷۵	جانب مشرق میں فتنوں کے بارگاہ میں
۲۷۶	۱۱۳	۲۷۵	میں اہل سیر کی تحقیق سے
۲۷۷	۱۱۳	۲۷۵	۱۱۳ واں باب
۲۷۸	۱۱۳	۲۷۵	سورج کا شیطان کے سینگوں کے م
۲۷۹	۱۱۳	۲۷۵	درمیان میں طلوع و غروب ہونا
۲۸۰	۱۱۵	۲۷۵	۱۱۵ واں باب
۲۸۱	۱۱۵	۲۷۵	شیطان کی مجلس یعنی بیٹھک کا ہونا
۲۸۲	۱۱۶	۲۷۵	۱۱۶ واں باب
۲۸۳	۱۱۶	۲۷۵	جب قاضی ظلم کرتا ہے تو شیطان اس
۲۸۴	۱۱۶	۲۷۵	اس کو لازم پکڑ لیتا ہے !
۲۸۵	۱۱۷	۲۷۵	۱۱۷ واں باب
۲۸۶	۱۱۷	۲۷۵	اذان کے وقت شیطان کا پیٹھ سے کر جانا
۲۸۷	۱۱۸	۲۷۵	۱۱۸ واں باب
۲۸۸	۱۱۸	۲۷۵	شیطان کا مرت ایک جوتی ہین کر چلنا
۲۸۹	۱۱۹	۲۷۵	۱۱۹ واں باب
۲۹۰	۱۱۹	۲۷۵	انسان کے سجدہ کرتے وقت شیطان کا آگ لہنا
۲۹۱	۱۲۰	۲۷۵	۱۲۰ واں باب
۲۹۲	۱۲۰	۲۷۵	نمازی کے دل میں شیطان کا خروج
۲۹۳	۱۲۰	۲۷۵	دیکھ کا دوسرہ پیدا کرنا، جہائی، چھینک
۲۹۴	۱۲۰	۲۷۵	آونگہ نماز میں آنا شیطان کی طرف سے
۲۹۵	۱۲۰	۲۷۵	ہوتا ہے
۲۹۶	۱۲۱	۲۷۵	۱۲۱ واں باب
۲۹۷	۱۲۱	۲۷۵	شیطان کا آدم و حوا سے تعرض کرنا
۲۹۸	۱۲۶	۲۷۵	۱۲۶ واں باب
۲۹۹	۱۲۶	۲۷۵	شیطان کا لوح سے کشتی میں تعرض کرنا

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۲۲	غیبی مائیکہ حضرت حنظلہ ابن ابی عامر کے	۳۰۸	۱۲۷ واں باب
۳۲۳	بیٹے حضرت عبداللہ سے شیطان کا ملنا۔	۳۰۸	شیطان کا اہل ایمان سے تعرض کرنا
۳۲۳	۱۳۶ واں باب	۳۱۰	جبکہ وہ اپنے بیٹے کو ڈرنا کر رہے تھے
۳۲۳	شیطان کا قاتلون کو گمراہ کرنا	۳۱۰	فصل
۳۲۴	۱۳۷ واں باب	۳۱۰	۱۲۸ واں باب
۳۲۴	شیطان کا دارالندوہ میں شورہ کے	۳۱۰	شیطان کا امتیاز اہل ایمان سے عرض کرنا
۳۲۴	کئے آنا اور ابو جہل کی رائے کو مکرہ	۳۱۱	۱۳۱ واں باب
۳۲۴	بتلانا اور باقی آراء کی تردید کرنا	۳۱۱	۱۳۲ واں باب
۳۲۸	فصل	۳۱۲	۱۳۳ واں باب
۳۲۹	۱۳۸ واں باب	۳۱۲	شیطان کا اہل ایمان سے تعرض کرنا
۳۲۹	بیعت عقبہ کے وقت شیطان کا بیٹنا	۳۱۴	۱۳۴ واں باب
۳۳۲	۱۳۹ واں باب	۳۱۴	۱۳۵ واں باب
۳۳۲	شیطان کا جنگ بدر میں شریک ہونا	۳۱۵	۱۳۶ واں باب
۳۳۵	غزوہ بدر	۳۱۵	۱۳۷ واں باب
۳۳۶	۱۴۰ واں باب	۳۱۷	۱۳۸ واں باب
۳۳۶	ابیس کے جنگ احد کے دن جبل منین پر بیٹنا	۳۱۷	۱۳۹ واں باب
۳۴۱	خاتمہ	۳۱۹	۱۴۰ واں باب
۳۴۳	خاتمہ صالحہ	۳۱۹	حضرت علیؑ کے خطاب سے ذکر شیطان کا
۳۴۴	خاتمہ کتاب	۳۲۲	فرار ہونا اہل ایمان کو کھپاڑ دینا
	❖		۱۳۵ واں باب

بعد از آن
 در آن روز که در آن روز
 در آن روز که در آن روز
 در آن روز که در آن روز
 در آن روز که در آن روز
 در آن روز که در آن روز
 در آن روز که در آن روز
 در آن روز که در آن روز
 در آن روز که در آن روز
 در آن روز که در آن روز
 در آن روز که در آن روز
 در آن روز که در آن روز

در آن روز که در آن روز
 در آن روز که در آن روز
 در آن روز که در آن روز
 در آن روز که در آن روز
 در آن روز که در آن روز
 در آن روز که در آن روز
 در آن روز که در آن روز
 در آن روز که در آن روز
 در آن روز که در آن روز
 در آن روز که در آن روز
 در آن روز که در آن روز
 در آن روز که در آن روز

Marfat.com

تقریر

ذی قعدہ ۱۳۸۱ھ بمطابق اکتوبر ۱۹۶۲ء
 جامعہ اسلامیہ لاہور (پاکستان)

المحدثہ بعدہ علیہ السلام علی من لا نبی بعدہ

آب بعدہ

یہ نظر کتاب "جنات کے حالات و احکام"۔ "آکام المرجان" امام قاضی
 بدایین محمد بن حنفی رحمہ اللہ کی کتاب کا ترجمہ ہے "آکام المرجان"
 جنات کے حالات میں تو یہ کتاب ہے اور اس موضوع پر ماخذ کی
 حیثیت رکھتی ہے۔ لکھا وہ ہے کہ اکابر علماء نے اس پر اعتماد کرتے ہوئے
 اپنی کتاب میں اس کے حوالے نقل فرمائے ہیں۔ چنانچہ امام العصر استاذ المدین
 حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دارالعلوم دیوبند نے
 فیض الباری شرح بخاری (ص ۱۵۰ جلد ۲ کتاب الصلوٰۃ۔ باب الایہ) اور حضرت
 مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبند نے تفسیر معارف القرآن ص ۲۶۶ ج ۲ سورہ
 سبأ میں جنات کے بارے میں اس سے استفادہ فرمایا۔

گویا اس موضوع پر ایک جامع کتاب ہے مگر زبان عربی ہونے کی وجہ
 سے عوام الناس استفادہ سے محروم تھے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے
 مولانا مفتی محمد صاحب صاحب قاسمی زید مجددہ فاضل دیوبند کو کہ انہوں نے

اس کتاب کا سلیس اندو ترجمہ کر دیا کہ اب اس کتاب سے استفادہ کرنے والے
عوام الناس بھی استفادہ ہو سکیں گے۔ خصوصاً ہر وہ شخص جو انگریزی اور
ہے کہ مولانا نے ترجمہ کرتے وقت اس کتاب کو اردو اور ہندی میں
مذہب مطہق اعظم دارالعلوم دیوبند کے مولانا صاحب نے
تھے۔ اس لئے اس ترجمہ کے کاتب مولانا صاحب نے
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو ہر مسلمان کو
قبولیت عطا فرمائیں اور ادارہ اسلامیہ کے
کے دینی و دنیوی ضرور و فتنے سے محفوظ رہے۔ آمین

کتبہ شمس الدین
خادم دارالعلوم دیوبند
۴۲ رضوی قلعہ دارالعلوم دیوبند
۱۳۴۱ھ



- ۱۔ ترجمہ کے لئے اس کتاب کے نام کو تبدیل کیا گیا ہے تاکہ ہر اردو دانشور اس کتاب سے استفادہ کرے۔
- ۲۔ مصنف نے کتاب کے تقریباً سبب سے واقعات کو محدثین کے طرز پر پسندیدہ بیان کیا ہے۔ ترجمہ میں جو تبدیلیاں کی گئی ہیں صرف واقعہ کے اصل روکھ کا نام لکھا گیا ہے۔ یہ تبدیلیاں محققین کے خواہشمند حضرات اصل کتاب سے مراجعت فرمائیں۔
- ۳۔ بعض ابواب میں مصنف نے ایک سے زائد واقعات کو متعدد حضرات سے نقل کیا ہے۔ ایسے واقعہ پر صرف اصل واقعہ نقل کیا گیا ہے اور باقی بیان کرنے والوں کے نام کا حوالہ دیدیا گیا ہے۔ مزید تحقیق کے طالب اصل کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔
- ۴۔ مصنف نے جو مقام پر جنات کو شکر گوئی کا تذکرہ کیا ہے انہی اشاریہ بعض الفاظ جن سے تعلق لغات جنات سے ہے ان کا ترجمہ صرف بیاقت و باقت کو مدد سے کیا گیا ہے۔ بندہ کے پاس جو کتب سے لغت بوقت ترجمہ موجود تھیں ان

میں انہ کو تحقیق نہ ملے کہ اگر کوئی صاحب علم انہ کے تحقیق سے جو پر عمل ہے
تو براہ کرم آگاہ فرمادیں آئندہ ایڈیشن میں انہ کو شامل کیا جائے گا۔
کا احسان عظیم ہوگا۔

ان الله لا يضيع اجر من احسن عملا

۵۔ ترجمہ کا نام حضرت اقدس مولانا محمد رفیع صاحب دہلوی صاحب
المحقق فقہ الامت مفتی محمود صاحب صاحب
یا احسان المناضیر جو پسند ہو سکے یہ فرمایا جائے کہ حضرت مولانا
نامورہ کو اس طرح معزز کر کے انہ کو شرف بخشا جائے۔
اللہ تعالیٰ حضرت والہ کے سایہ کرم میں ہمیں رہنے دے۔ آمین

یہ دعا از کفر و از جملہ اہل جہان آمین

سید تعلیم القرآن صاحب مدظلہ العالی

پہلا باب

وہ کتاب کے بعد کو ثابت کرنے کے بیان میں

۱۔ ہم اس کتاب کے نام میں تحریر فرمایا ہے کہ بہت سے فلاسفہ اور تمام فرقہ
قدیہ و کفار کے خلاف سے غلطیوں و جنات کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ پھر
امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف نے فرماتے ہیں کہ جو جماعت متبع شریعت و صحیح الفکر
و ہدایت کے ہیں ان کے لئے انکار کو کوئی بعید نہیں ہے۔ البتہ تعجب فرقہ قدریہ پر ہے
کہ انہوں نے انکار کو ایک کلمہ کے ہوتے ہوئے اور احادیث مشہورہ و متواترہ کے ہوتے
ہوئے پھر بھی جنات و شیاطین کے وجود کا انکار کیا۔ پھر امام الحرمین نے وہ آیات و احادیث
تحریر فرمائیں جو جنات و شیاطین کے وجود پر دلالت کرتی ہیں۔

ابو قاسم انصاری نے شرح ارشاد میں تحریر فرمایا ہے کہ اکثر معتزلہ نے بھی ان کے

۱۔ ایک کتاب کا نام ہے۔

۲۔ جیسا کہ فلاسفہ نے اور فرقہ قدریہ

۳۔ بہت سی آیات و احادیث جن و شیطان کے وجود پر صراحت دلالت کرتی ہیں۔

۴۔ امام الحرمین کی ایک کتاب کا نام ہے اصول دین میں۔

وجود کا انکار کیا ہے اور ان کا یہ انکار صریح دلیل ہے ان کی دینی کمزوری کی اور دینی امور میں ان کے لا ابالی پن کی۔ نیز نصوص شرعیہ کے ہوتے ہوئے عقلی طور پر بھی جنات و شیاطین کے وجود میں کوئی استحالہ نہیں ہے۔

پس ہر متدین صاحب عقل کا فریضہ ہے کہ جن چیز کے وجود کے اور عقل و عقل دونوں دلالت کرتی ہوں اس کو تسلیم کرے۔

فرقہ قدریہ کا وجود جنات کے بارے میں اختلاف آرا ہے۔

قاضی ابو بکر باقی نے فرمایا ہے کہ بعض صاحبوں نے کہا ہے کہ جنات کے وجود کے بارے میں اختلاف آرا ہے۔

بھی نظر نہیں آتے چونکہ ان کے اجسام نہیں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے اجسام نہیں ہیں۔ ان کے وجود کے بارے میں اختلاف آرا ہے۔

دکھائی نہیں دیتے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے اجسام نہیں ہیں۔ ان کے وجود کے بارے میں اختلاف آرا ہے۔

رنگ نہیں ہے پھر امام الحوین نے فرمایا ہے کہ جنات و شیاطین کے وجود کے بارے میں اختلاف آرا ہے۔

سے استدلال کرنا ایک گونہ تکلف ہے چونکہ ان کے وجود کے بارے میں اختلاف آرا ہے۔

میں اور تابعین کرام کے زمانہ میں جنات و شیاطین کے وجود کے بارے میں اختلاف آرا ہے۔

شر سے خدا کی پناہ چاہی ہے پھر فرمایا کہ اس قسم کے اثنافقیہ عقائد جنات و شیاطین کے وجود کے بارے میں اختلاف آرا ہے۔

کرنا دین دار آدمی کا کام نہیں ہے اور اس کے اثبات میں متعدد شراب آیات و احادیث ذکر فرمائے۔

وجود جنات کے منکرین کا حکم شرعی

امام الحوین نے فرمایا کہ جو آدمی ان استدلالات کے ہوتے ہوتے بھی جنات کے وجود کے انکار

سے باز نہ آئے وہ منہم فی الدین اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ جبکہ جنات و شیاطین کے وجود کو تسلیم کرنے سے عقلی اصول و قضایا پر بھی کوئی زد نہیں آتی۔

منکرین وجود جنات کا استدلال اور اس کا نتیجہ | وجود جنات کے منکرین اپنے باطل

دعوے کے اثبات میں استدلال کرتے ہیں کہ جنات ہمارے سامنے آتے ہیں اور ہم ان کو دیکھ نہیں پاتے حالانکہ جنات اگر چاہیں تو وہ ہمارے سامنے اپنی ایسی صورت بنا کر آ سکتے ہیں کہ جس کو ہم بے تکلف دیکھ سکتے ہیں۔ پس ان کا کسی ظاہری صورت میں دکھائی نہ دینا دلیل ہے کہ جنات کوئی شے نہیں ہے۔

ان حضرات کا یہ استدلال بالکل مبہل و لغو ہے اس طرح کا استدلال وہی شخص کر سکتا ہے جس کو تصدیق ہو کہ وہ پھر یقیناً کامل حاصل نہ ہو اور بدیع السموات والارض اس کے گوشہ عقل سے باہر ہو گیا ہو۔ لیکن ان جنات کے بارے میں یہ نظریہ ان کو یہاں تک لے آئے گا کہ ایک روز وہ ان فرشتوں کا بھی نظارہ کر دیں گے جو انسان کی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں چونکہ بقول ان کے جو فرشتے آتے ہو وہ چاہتے ہیں اور واضح رہے کہ جس شخص کا بھی یہ رویہ ہوگا وہ لائق اسلام سے خارج ہے۔

لذکر لغت ۱۔ امام ابوحنیفہ جن آیات و احادیث سے استدلال کیا ہے ان کو صرف اس لئے ذکر نہیں کیا گیا کہ آئندہ ہر باب میں وہ آیات و احادیث مفصل ذکر کی جائیں گی بلکہ اس باب کے مناسب ہوں گی۔

وجود جنات کے اثبات میں قاضی عبد الجبار سہدانی کی تحقیق | قاضی عبد الجبار فرماتے ہیں کہ وجود جنات پر صرف نقلی

دلیل ہے عقلی دلیل کوئی نہیں ہے۔ چونکہ جنات اجسام غائبہ ہیں اور عقل اجسام غائبہ کو ثابت نہیں کر سکتی چونکہ ایک شے دوسری شے کے وجود پر اسی وقت دلالت کر سکتی ہے جبکہ ان دونوں کے درمیان کوئی علاقہ ہو جیسا کہ فعل و فاعل کا تعلق اور اعراض و محال کا تعلق پس فعل کا اپنے وجود میں فاعل کی طرف محتاج ہونا دلیل ہے فاعل کے قادر و خود مختار

سے یعنی خدا تعالیٰ نے زمین و آسمان کو انوکھے انداز پر بنایا ہے۔

وقائم بالذات ہونے کی اور اس کا فاعل و مختار ہونا دلیل ہے اس کے زمرہ ہونے کی اور اس کا زندہ ہونا دلیل ہے اس کے سبب و بصیر ہونے کی۔ پس فعل کا دلالت کرنا اپنے فاعل پر یہ دلالت ہے کہ وہ قادر بھی ہے، زندہ بھی ہے، سبب بھی ہے، بصیر بھی ہے اس کے معلوم ہوا کہ اس طرح کی دلالت کا مدار علاقہ پر ہے۔ پس چونکہ اجسام فانیہ کو معلوم کرنے کے لئے عقل کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے اس لئے کہنا پڑے گا کہ جنات کے وجود کا اثبات نقل پر موقوف ہے یہ مسئلہ عقل سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ ~~یہاں پر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جنات کے وجود کا اثبات عقل پر موقوف ہے۔ چونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے جنات ہیں جن کا وجود ان کے وجود پر موقوف ہے۔~~ کرتے ہیں بعض وجود جن کو ثابت مان کر تصدیق کرتے ہیں اور بعض ان کو کفر سے ثابت کرتے ہیں جیسا کہ فلاسفہ اور فرقہ باطنیہ والے حلقہ کو وہاں اور ان کے وجود کا اثبات عقل و شعور ہی پس اگر یہ مسئلہ بدیہی ہوتا تو اس میں اختلاف کو طے کرنا اور اس میں تو درکنار اس میں اختلاف کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ ~~یہاں پر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جنات کے وجود کا اثبات عقل پر موقوف ہے۔ چونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے جنات ہیں جن کا وجود ان کے وجود پر موقوف ہے۔~~ اس پر کوئی اثر نہ ہوتا چونکہ جو مسائل بدیہی ہوتے ہیں ان میں اختلاف نہیں ہوتا۔ ~~یہاں پر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جنات کے وجود کا اثبات عقل پر موقوف ہے۔ چونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے جنات ہیں جن کا وجود ان کے وجود پر موقوف ہے۔~~ مشکک کی تشکیک اس پر اثر انداز نہیں ہوتی جیسا کہ زمین کا نیچے پھینکا ہوا پتھر کا اور پر ہونا بدیہی ہے ان میں کسی عاقل کا اختلاف نہیں اور نہ کسی کی تشکیک اس پر اثر انداز ہو سکتی ہے پس عقلاً کا اثبات وجود جن میں اختلاف کرنا اور اس طرح کی صورتحال کا پیش آنا دلیل ہے اس بات کی کہ اثبات وجود جن کا مسئلہ بدیہی بھی نہیں ہے۔

آگے قاضی عبدالجبار فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی بہت سی آیتیں وجود جن پر دلالت کرتے ہیں اور وہ اس درجہ مشہور و معروف ہیں کہ ان کے ذکر کی حاجت نہیں ہے اور تمام مفسرین کرام نے ان آیتوں کی تفسیر میں وجود جن کے اثبات پر اجماع کیا ہے اور ہم کو بدیہتہ یہ بھی معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی جنات کے وجود کو ماننے تھے اور اس پر آپ کا یقین تھا اور اس سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر احادیث متواترہ مشہورہ مروی ہیں

کہ جن کے ذکر کی حاجت نہیں ہے اور وہ سب احادیث و وجود جنات کے اثبات پر دلالت کرتی ہیں۔ پس ثابت ہو گیا کہ وجود جنات کا مسئلہ نہ عقلی ہے نہ بدیہی ہے بلکہ نقلی ہے۔ سمع پر موقوف ہے۔

وجود جنات کے بارے میں شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی تمام جماعتیں جنات کے وجود کو تسلیم کرتی ہیں اور اہل کتاب یعنی یہود و

نصاری بھی وجود جنات کے قائل ہیں اگرچہ ان میں کچھ لوگ اس کا انکار بھی کرتے ہیں جیسا کہ مسلمانوں میں بھی بعض لوگ اس کا انکار کرتے ہیں جیسا کہ جہمیہ اور معتزلہ

باید سمجھ جو لوگ وجود جنات کے منکر ہیں ان کے ائمہ و مقتدا یا ان کرام البتہ وجود جنات کے قائل ہیں ان سے انکار ثابت نہیں ہے۔

اگے علامہ فرماتے ہیں کہ وجود جنات کی خبریں تمام انبیاء علیہم السلام سے مروی ہیں۔ ہر نبی نے ان کے وجود کے بارے میں خبر دی ہے اور یہ خبریں حد تو اترا کو پہنچی ہوتی ہیں اور سب جانتے ہیں کہ جنات زندہ ہیں عقل و شعور رکھتے ہیں اور امر و نواہی کے مکلف ہیں اور بعض بدوین جو کہتے ہیں کہ یہ احوال و اعراض ہیں جو انسان کے ساتھ قائم رہتے ہیں ان کا یہ قول مراسر باطل و گمراہی ہے۔ پس جبکہ وجود جنات کی خبریں ہر نبی سے منقول ہیں حد تو اترا پہنچی ہوئی ہیں۔ ہر خاص و عام جانتا ہے تو انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھنے والی جماعتوں کے لئے اس کے انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کی ہر جماعت وجود جنات کو تسلیم کرتی ہیں اور اسی طرح تمام کافر جماعتیں جیسا کہ اہل کتاب اور تمام مشرکین عرب و غیرہ جو اولادِ سام سے تعلق رکھتے ہیں اور اسی طرح مشرکین ہند و غیرہ جو اولادِ سام سے

لے حضرت نوح کے بیٹے یا نوح کا اولاد میں سے ہیں لے یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کی اولاد میں سے ہیں۔ لے یعنی حضرت نوح کے بیٹے حام کی اولاد میں سے ہیں۔

تعلق رکھتے ہیں اور اسی طرح تمام کنعانی اور یونانی وغیرہ جو اولادِ یافت سے تعلق رکھتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ تمام جماعتیں مسلم ہوں، کافر ہوں، مشرک ہوں، عربی ہوں، عجمی ہوں وجود جنات کو تسلیم کرتی ہیں بلکہ جنات و شیاطین کے تعاون سے جو جادو منتر وغیرہ کئے جاتے ہیں ان کو بھی تسلیم کرتی ہیں چاہے وہ مسلمانوں کے نزدیک جائز ہوں یا ناجائز ہوں اور تمام مشرکین ان جادو منتر وغیرہ کو مانتے ہیں کہ جن میں جنات و شیاطین کی تعظیم و عبادت ہے اور کفار و مشرکین کے پاس جس قسم کے جادو منتر ہیں جن کے معنی ہم نہیں سمجھ سکتے وہ سب از قبل شرک ہیں ان میں جنات و شیاطین کے ساتھ شرک کیا جاتا ہے۔ اسی لئے علمائے ان منتروں سے منع کیا ہے کہ جن کے معنی سمجھ میں نہیں آتے چونکہ ان میں شرک کا گمان ہے اگرچہ ان کا استعمال کرنے والا ان کے شرک کو نہ جانتا ہو مگر سزا اللہ بآب اس سے روکا گیا ہے۔ ایک صحیح حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان منتروں سے روکا ہے جن میں شرک ہے اور جن میں شرک نہیں ہے ان کے استعمال کی اجازت دیکھا ہے چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچانے پر قادر ہو پہنچا دے اور جادو منتر کے بارے میں عرب کے پاس اور تمام جماعتوں کے پاس بہت امور تھے اور اس بارے میں سب کا کافی انہماک تھا اور عرب وغیرہ کی خبریں منتر وغیرہ کے بارے میں حدیث تو اتر کر ہو چکی ہوتی ہیں جن کو تمام علماء مسلمین خوب جانتے ہیں اور اسی طرح غیر عرب کی بھی اس بارے میں کافی معلومات تھیں مگر مسلم علی عرب کی جاہلیت کو سب سے زیادہ جانتے ہیں۔

وجود جنات کے بارے میں فلاسفہ و اطباء کا مذہب | فلاسفہ و اطباء بھی تقریباً سبھی وجود جنات کے قائل ہیں مگر کچھ جاہل و

بے دین فلاسفہ و اطباء وجود جنات کے منکر ہیں اور فلاسفہ میں جو اونچے درجہ کے لوگ ہیں۔ ان میں سے بعض تو وجود جنات کے مذہبی اور بعض سے دیگر قسم کے اقوال منقول ہیں۔ حکیم بقراط کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے کسی خاص قسم کے پانی کے بارے میں

کہا تھا کہ یہ جنون کے لئے مفید ہے اور مرگی کے لئے بھی مفید ہے پھر کہا کہ وہ جنون مراد نہیں ہے جو جنات کے اثر سے ہوتا ہے اور جس کا علاج منتر ہے بلکہ وہ جنون مراد ہے کہ جس کا علاج اطباء کرتے ہیں اور بقراط نے یہ بھی کہا ہے کہ منتر کو اطباء کے علاج سے کوئی مناسبت نہیں ہے یعنی منتر طبی علاج کے مقابلہ میں بے حیثیت ہے۔ بقراط کے اس مقولہ سے منتر کی عدم تاثیر پر استدلال کرنا اور وجود جنات کا انکار کرنا اس کی روشنی میں کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ بقراط اس فن کا اہل نہیں تھا البتہ وہ فن طبابت کا اہل تھا اس میں اس کی رائے معتبر ہوگی جیسا کہ معالج جب انسانی بدن کو دیکھتا ہے تو وہ صرف اس کی صحت و علالت میں غور کرتا ہے اور اس کے مزاجی تغیر کو دیکھ کر علاج کرتا ہے البتہ جس مرض کا منشا اثر جن ہو یا کوئی نفسیاتی مرض ہو وہ اس کی قدرت سے باہر ہے اگرچہ وہ جانتا ہو کہ نفس انسانی کا اثر اسباب طبیہ سے کہیں زیادہ موثر ہے پس اسی طرح جنات کا بھی اثر کرنا اور بدن انسانی میں تغیر پیدا کر دینا ثابت ہے اس کو اس کے اہل ہی جان سکتے ہیں۔ لہذا بقراط کی رائے اس بارے میں معتبر نہ ہوگی اور جنات کا بدن انسانی میں موثر ہونا حدیث شریفہ سے بھی ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح سرایت کرتا ہے۔ دم سے مراد وہ بخار ہے کہ جس کو اطباء روح حیوان کہتے ہیں جو قلب سے پیدا ہو کر تمام بدن میں پہنچتی ہے اور جس کے باعث بدن زندہ رہتا ہے۔

لفظ جن کی لغوی تحقیق و تشریح | ابن درید امام لغت فرماتے ہیں کہ جن کا مفہوم انس کے مفہوم کے متضاد ہے کہا جاتا ہے

جَنَّهُ الْكَلْبُ (ثلاثی مجرد سے) اَجَنَّهُ ثلاثی مزید فیہ باب افعال سے جَنَّهُ عَلَیْہِ یہ سب کلمات غَطَّا یعنی چھپانے کے معنی میں مستقل ہوتے ہیں اور مراد وہ شئی جو نظر نہ آئے اس کو جن کہا جا سکتا ہے اور جن کو جن اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ نظروں سے

غائب رہتے ہیں نظر نہیں آتے اور زمانہ جاہلیت میں ملائکہ کو بھی جن کہا کرتے تھے کیونکہ وہ بھی نظروں سے غائب رہتے ہیں جن جن اور جنتہ ایک ہی ہیں جنتہ بالقرنصال اور زرہ کو کہتے ہیں کیونکہ اس سے انسان اپنی حفاظت کرتا ہے حن بالحاء جنات کی ایک قسم ہے شاعر نے کہا ہے

يَلْعَبْنَ أَحْوَالِي مِنْ حَنْ وَحِيَتِ

یعنی ہر قسم کے جنات میرے احوال سے کھلاڑ کرتے ہیں ابو عمر زاہد فرماتے ہیں کہ حن بالحاء وہ جنات کہلاتے ہیں جو کتوں کی شکل میں ہوتے ہیں اور ذلیل ہوتے ہیں۔

جوہریؒ فرماتے ہیں کہ جان ابو الجہن ہے یعنی جنات کا جہا علیٰ اس کی جمع جہینان ہے جیسا کہ حائط کی جمع حیطان اور جان سفید سانپ کو بھی کہتے ہیں۔

علامہ سہیلی نے نتائج میں فرمایا ہے کہ لفظ جن ملائکہ کو بھی شامل ہے اور ہر وہ چیز جو نظر نہ آئے اس کو جن کہہ سکتے ہیں چونکہ لفظ جن ملائکہ کو شامل ہونے کی وجہ سے اشرف و افضل ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر مواقع میں لفظ جن کو ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اس کے مفہوم میں ہر وہ چیز داخل ہے جو نظروں سے غائب ہے قرآن کو ہم میں خدا تعالیٰ کا فرمان ہے وجعلوا بینہ و بین الجنۃ نسبا اس آیت میں صرف جن کا ذکر ہے جس سے مراد فرشتے ہیں۔ اور کے شعر میں۔

وسخر من جن الملائک سبعة

قیاماً لہ یہ لعلون بلا اجم

اس کے اندر بھی جن کا ذکر ہے جس سے مراد فرشتے ہیں اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ قرآن کریم میں کسی جگہ انس کو جن پر مقدم کیا گیا ہے جیسا کہ لہ یطمثہن انس قبلہم ولا جان اور لا یسال عن ذنبہ انس ولا جان اور

وانا ظننا ان تقول الانس والجن على الله كذبا ما اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں پر لفظ جن ملائکہ علیہم السلام کو شامل نہیں ہے کیونکہ وہ عیوب و نقائص سے منزہ ہیں اور ان کے بارے میں کسی گناہ کا شبہ بھی نہیں کیا جاسکتا پس اس قرینہ سے معلوم ہو گیا کہ یہاں پر لفظ جن سے جنات مراد ہیں اور ظاہر ہے کہ انسان جنات سے افضل ہے اس وجہ سے لفظ انس کو لفظ جن پر مقدم کیا گیا

ابن عقیل فرماتے ہیں کہ جن کو جن اس لئے کہتے ہیں کہ وہ نظروں سے غائب رہتے ہیں اور اسی لئے بچہ کو جب وہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے جنین کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی نظروں سے اوجھل ہوتا ہے اور جنتہ (اڈھال) اس کو بھی اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ مجاہد کی حفاظت کرتی ہے اور بمن (خورد) لوسے کی ٹوپی جس کو لڑائی کے وقت استعمال کرتے ہیں یہ بھی جن جن سے مشتق ہے اگر کوئی یوں کہے کہ ملائکہ بھی نظروں سے غائب رہتے ہیں ان کو بھی جن ہی کہنا چاہیے ان کو ملائکہ کیوں کہتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس امر مشتمل میں تناقض نہیں ہوتا۔ جیسا کہ خابیہ "مشکیزہ" کو کہتے ہیں (مشکا) کیونکہ یہ خبی سے مشتق ہے اور خبی کے معنی چھپانے کے آتے ہیں اور اس کے اندر بھی چیز چھپ جاتی ہے لہذا اس کی تعریف لفظ صندوق سے نہیں لوٹ سکتی کیونکہ صندوق کے اندر بھی چھپتے ہیں اور نہ ہی صندوق کو خابیہ کہہ سکتے اگرچہ مفہوم حقیقی دونوں کا ایک ہے۔ یہی حال لفظ جن و ملائکہ کا ہے اگرچہ مفہوم حقیقی ایک ہے مگر ایک کی تعریف کو دوسرے کی تعریف سے توڑ نہیں سکتے۔

لفظ شیطن کی لغوی تحقیق و تشریح

شیاطین نام فرمان جنات کو کہتے ہیں اور یہ

ابلیس کی اولاد میں سے ہیں (مردہ)

وہ جنات کہلاتے ہیں جو زیادہ سرکش ہیں اور زیادہ گمراہ ہیں اور یہ جنات ابلیس کے معاون ہیں جو اس کی نگرانی میں گمراہی کا کام انجام دیتے ہیں اور انہیں کو شیاطین کے اعوان بھی

کہتے ہیں۔

جو ہرگز نے فرمایا ہے کہ ہر کوشش نافرمان چاہے انسان ہو یا جن ہو یا چوپایہ ہو اس کو شیطن کہتے ہیں۔

جو رینے کہا ہے۔

ایام يدعو ننی الشیطان من غزل

وہن یھو یذنی اذ کنت شیطان

جس زمانہ میں وہ عورت میں مجھے غزل خوانی کا وجہ سے شیطان کہا کرتی تھیں۔ اسی

زمانہ میں میرے شیطان ہونے کے باوجود مجھے محبت کرتی تھیں۔

✽ ~~کسی شاعر نے اپنی اونٹنی کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے۔~~

تلاعب مثنیٰ حضومی کا نہ

تسمع شیطن بذی فروع قعر

یعنی میری حضومی بار بار اس طرح اچھلتی ہے جیسا کہ سانپ چٹیل میدان میں

پہنچ و تاب کھاتا ہوا جا رہا ہو۔

اس جگہ پر طلعا کا نہ روس الشیاطین قرآن کریم کی آیت کے بارے میں

قرآن کے تین اقوال کا تذکرہ ہے۔ مگر بڑھ کے پاس جو نسخہ ہے اس میں وہ تین اقوال نہیں

ہیں اس لئے اگر کوئی صاحب علم کہ جس کے پاس کوئی دوسرا نسخہ ہو وہ عبارت نکال کر صحیح

دیں کر م فرمائی ہوگی اس نسخہ کی عبارت اس جگہ مندرج ہے۔ اس لئے اس کو ترک کر دیا

گیا۔ لفظ شیطان کا نون اصلی ہے۔ امیہ نے کہا ہے۔

ایسات طن عصاه عکاه

ثم یلقى فی الحسن والاعطال

جو بھی نافرمان نافرمانی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو پکڑیں گے اور میٹرہوں میں بائذھ کر جہنم میں ڈال دیں گے اور ایک راتے یہ ہے کہ اس کا وزن زائد ہے۔ لہذا اگر اس کو فیعال کے وزن پر کہیں تو اس وقت یہ مشتق ہوگا شیطن سے یعنی رباعی مجرد سے منصرف پڑھا جائے گا اور اگر اس کو مشتق مانیں شیطن سے تو اس وقت یہ فعلان کے وزن پر ہوگا اور غیر منصرف پڑھا جائے گا۔

ابو البقار فرماتے ہیں کہ شیطن فیعال کے وزن پر ہے مشتق ہے شَطْنٌ شَطْنٌ سے بمعنی دور ہونا اور اس میں ایک لغت شاطن باب مفاعلة اور شیطن باب تفصیل تلاتی مزید فیہ لمع رباعی مزید فیہ بھی ہے شیطن ہر رکش نافرمان کو کہتے ہیں چونکہ اس کا شر پڑھا ہوا ہوتا ہے اور وہ خیر سے دور ہو جاتا ہے۔ اور ایک ضعیف قول یہ بھی ہے کہ یہ فعلان کے وزن پر ہے۔ شاطِ شیط سے مشتق ہے جس کے معنی ہلاک ہونے کے آتے ہیں۔ پس شیطن کے معنی ہلاک ہونے والا رکش۔ یہ معنی اس وقت ہوں گے جبکہ اس کو صیغہ صفت کہیں اور اگر اس کو مبالغہ کا صیغہ مان لیا جائے اس وقت معنی یہ ہوں گے دوسروں کو ہلاک کرنے والا۔

قاضی ابویعلیٰ فرماتے ہیں کہ شیطا طین غبیث اور رائدہ درگاہ جنات کا نام ہے اور برے آدمی کو مار د بھی کہتے ہیں اور کبھی برے آدمی کو شیطن بھی کہہ دیتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے کہ شیطن مار د یعنی دھتکارا ہوا شیطان۔

جوہری فرماتے ہیں کہ عرب والے بولتے ہیں شَطْنٌ عَنہ یعنی دور ہو گیا۔ اَشَطْنہ یعنی دور کر دیا۔

ابن سکیت فرماتے ہیں کہ عرب والے کہتے ہیں شَطْنٌ شَطْنٌ، شَطْنًا جب کوئی شخص اپنی نیت بدل دے؛ بے شطون وہ کنواں جو بہت گہرا ہو، و فوی شطون یعنی دور کی نیت کرنے والا۔

لفظ ابلیس کی لغوی تحقیق و تشریح | ابن درید فرماتے ہیں کہ کچھ اہل لغت کی

راتے یہ ہے کہ ابلیس مشتق ہے ابلاس

سے ابلاس کے معنی مایوس ہونے کے آتے ہیں کیونکہ شیطن بھی خدا کی رحمت سے مایوس ہے عرب والے کہتے ہیں ابلس الرجل ابلاسا فهو مبلس جب کوئی مایوس ہو جائے۔

از مؤلف :- صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ ابلیس کا یہ نام اس وقت رکھا گیا تھا جب وہ خدا تعالیٰ کے دربار سے مردود ہو چکا تھا۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب ابلیس کو اللہ تعالیٰ نے

پہلے اس وقت تک کہ اس کا نام عزراہیل تھا پھر جب اسے اللہ تعالیٰ نے

جلائے گا اور یہ چلا رہا تھا اسے فرشتہ میں سے تھا۔

اور ابوالمثنیٰ سے مروی ہے کہ ابلیس کا نام نائل تھا پس جب وہ مفضوب ہوا تو شیطان کہا جانے لگا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب ابلیس نے نافرمانی کی تو ملعون ہوا اور شیطان بن گیا

☆ حضرت یحییٰ بن یزید نے فرمایا کہ ابلیس کا نام عزراہیل تھا۔

ابوالبقار فرماتے ہیں کہ ابلیس عجمی لفظ ہے عجم اور معرفہ ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔

اور ایک ضعیف قول یہ بھی ہے کہ وہ عربی لفظ سے مشتق ہے ابلاس سے معرفہ ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہے اور اس جیسا اور کوئی اسم نہیں ہے مگر یہ بات مسلم نہیں ہے کیونکہ اس جیسے اور اسماء بھی ہیں جیسا کہ اخریطہ، اصغیل، اصلیت وغیرہ۔ ابن عبد البر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اہل علم کے نزدیک جنات کے چند

درجے ہیں جب خالص جن بولنا مقصود ہوتا ہے تو جن کہتے ہیں اور جب آبادی میں رہنے والے جنات مراد ہوتے ہیں تو عام کہتے ہیں اس کی جمع عمار ہے اور جب بچوں کو تانے والے مراد ہوتے ہیں تو ارواح کہتے ہیں اور نہایت گندے خبیث جنات کو شیطان کہتے ہیں اور جو بہت ہی شریر ہو اس کو مار د کہتے ہیں اور جو سب سے زیادہ مکار ہو اس کو عفریت کہتے ہیں اس کی جمع عفاریت ہے۔

دوسرا باب

جنات کی پیدائش کی ابتداء

حضرت عبداللہ ابن عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال قبل پیدا فرمایا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جنات زمین پر رہتے تھے اور فرشتے آسمان پر اور زمین و آسمان انہی سے آباد تھے اور ہر آسمان کے الگ فرشتے ہیں اور ہر آسمان والوں کی الگ الگ تسبیح ہے اور ہر اوپر والے آسمان کے فرشتے نیچے آسمان والوں سے زیادہ ذکر و تسبیح کرتے ہیں پس زمین جنات سے آباد تھی اور آسمان فرشتوں سے آباد ہے اور بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ زمین جنات سے دو ہزار سال تک آباد رہی اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس سال تک آباد رہی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابوالحسن کو پیدا کیا بھڑکتے ہوئے شعلہ سے پیدا کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا کہ تیرا

تنا کیا ہے اس نے کہا کہ ہماری تمنا یہ ہے کہ ہم سب کو دیکھ لیں اور ہم کسی کو نظر نہ آویں اور مرنے کے بعد ہم تختِ لثرتی میں چلے جاویں اور ہمارے بوڑھے جوان ہو جاویں پس اس کی یہ تمنا پوری کر دی گئی وہ سب کو دیکھتے ہیں اور خود کسی کو نظر نہیں آتے اور مرنے کے بعد تختِ لثرتی میں چلے جاتے ہیں اور ان کو بڑھا پے سے پہلے موت نہیں آتی یعنی ارذلِ عمر کو پہنچنے کے بعد موت آتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا کہ ان سے پوچھا کہ تیری تمنا کیا ہے انہوں نے کہا میں جنت میں رہنا پسند کرتا ہوں پس ان کو جنت دیدی گئی۔ حضرت اسحاقؑ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو پیدا فرمایا کہ ان کو دنیا آباد کرنے کا حکم دیا پس انہوں نے خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا شروع کر دی اور آپس میں خون بہانے لگے یہاں تک کہ جب ایک طویل عرصہ گزر گیا تو انہوں نے نافرمانی شروع کر دی اور آپس میں خون بہانے لگے اور ان میں ایک بادشاہ تھا جس کا نام یوسف تھا اس کو قتل کر دیا پس خدا نے ان کو برباد کرنے کے لئے آسمان دنیا سے فرشتوں کا ایک لشکر بھیجا جس کا لقب جن تھا انہیں میں ابلیس بھی تھا اور ان کی تعداد چار ہزار تھی پس انہوں نے تمام جنات کو زمین سے بھگایا اور دریا کے جزیروں میں چھوڑ دیا اور وہ فرشتے اور ابلیس زمین پر رہنے لگے۔

حضرت حبیب ابن ثابت رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ابلیس اور اس کا لشکر آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے قبل چالیس سال تک زمین پر رہے۔ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابلیس آسمان دنیا اور زمین کا بادشاہ تھا اور خدا تعالیٰ نے رفیع اعلیٰ میں یہ طے فرما رکھا تھا کہ ہم عنقریب زمین پر اپنا خلیفہ پیدا کریں گے پس ابلیس کو اس کی اطلاع ہو گئی اور اس نے بڑھ لیا کہ یہ خلیفہ ملائکہ میں سے نہیں ہوگا پس جب اللہ تعالیٰ نے اس کا تذکرہ فرشتوں سے کیا تو ابلیس نے فرشتوں سے کہا کہ اس خلیفہ کے لئے ملائکہ کو سزا کا حکم دیا

بائے گا اور اپنے دل میں یہ سوچ لیا کہ میں تو اس کو ہرگز سجدہ نہ کروں گا اور ملائکہ کو یہ بھی بتلا دیا کہ یہ خلیفہ خون بہائے گا اور زمین میں فساد برپا کرے گا۔ پس جب اللہ نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بناؤں گا تو ان کو ابلیس کی بات یاد تھی انہوں نے فوراً کہا کہ آپ ایسی مخلوق پیدا کر رہے ہیں جو زمین میں فساد برپا کرے گی۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا اور فرشتوں سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ فساد برپا کرنے والی مخلوق بنا رہے ہیں یہ اس واسطے کہا کہ فرشتے زمین پر خود رہنا پسند کرتے تھے اور زمین پر عبادت کرنے سے راضی تھے۔

☆ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ عالم الغیب نہیں ہیں اور انہوں نے ابن آدم کے اعمال کو جنات کے اعمال پر قیاس کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ اس طرح فساد کریں گے جس طرح جنات نے فساد کیا تھا اور اس طرح خونریزی کریں گے جس طرح جنات نے اپنے بادشاہ کو قتل کیا تھا جس کا نام یوسف تھا جیسا کہ یہ سچے گدڑ چکا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے یہ بھی مروی ہے وہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جنات کی طرف اپنے رسول مبعوث کئے تھے انہوں نے خدا تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیا اور شرک سے باز رہنے کی تعلیم دی اور آپس میں خونریزی سے ڈرایا۔ پس جنات نے خدا کی نافرمانی کی اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا اور خون ریزی کا شروع کر دی پس ان کو تباہ کر دیا گیا پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پیدائش کا تذکرہ کیا تو فرشتوں نے آدم کو جنات پر قیاس کرتے ہوئے کہا کہ یہ بھی خون ریزی کرے گا۔ اور کفر و شرک میں مبتلا ہو گا پس اللہ تعالیٰ نے ان کے اس باطل قیاس کو رد فرمایا اور کہا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ پس فرشتوں کو ندامت ہوئی اور وہ ڈر سے کہیں یہ نافرمانی نہ ہو اور خدا سے استغفار کرنے لگے اور عرش کے چہلوں طرف استغفار کرتے ہوئے گھومنے لگے اور اپنی اس تردید کی معافی چاہنے لگے۔

اللہ تعالیٰ بار بار فرما رہے تھے کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ میں جانتا ہوں کہ آدم اور اس کی اولاد زمین کے باشندے ہوں گے اور اس کو آباد کریں گے اور تم آسمانوں کو آباد کرو گے ابن جریر فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے سامنے تخلیقِ آدم کا تذکرہ کیا تو انہوں نے سن کر کہا کہ آپ فساد کرنے والی مخلوق پیدا فرما رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور میں تمہارے ظاہر و باطن سے ابھی طرح باخبر ہوں تو فرشتوں نے آپس میں کہا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے زیادہ مکرم و معظّم مخلوق پیدا نہیں فرمائیں گے اور ہم کو جو علم دیا گیا ہے وہ اس کو نہیں ملے گا پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو ان کا یہ گمان بھی ختم ہو گیا کہ ہم ہی زیادہ مکرم ہیں مگر یہ گمان اب رہا کہ ہم زیادہ علم والے ہیں پھر جب اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کے اعداد پیش کئے اور ان کو شمار کرنے کا حکم دیا گیا تو فرشتے شمار کرنے سے عاجز رہے اور آدم علیہ السلام نے بالترتیب سب سنا دیتے تو ان کا یہ گمان بھی ختم ہو گیا کہ ہم ہی زیادہ علم والے ہیں۔

علامہ زمخشری نے اپنی کتاب ربیع الابرار میں تحریر فرمایا ہے کہ ابو ہریرہؓ مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چار قسم کی مخلوق پیدا فرمائی۔ ملائکہ، شیاطین، جنات، انسان پھر ان کے دس حصّے کئے۔ نو حصّے ملائکہ اور ایک حصّہ شیاطین جنات انسان پھر ان جنوں کے دس حصّے کئے نو حصّے شیاطین اور ایک حصّہ جنات انسان پھر جنات اور انسان کے دس حصّے کئے نو حصّے جنات اور ایک حصّہ انسان۔ اس طرح پر انسان کو تمام مخلوق سے ایسی نسبت ہے جیسے کرکے کو ہزار سے اور جنات کو ایسی نسبت ہے جیسے نو کو ہزار سے۔

(واللہ اعلم)

تیسرا باب

جنات کی حقیقت کے بیان میں

فرمایا اللہ تعالیٰ نے والجان خلقناہ من قبل من نار السموم یعنی اور جن کو اس سے قبل کہ وہ گرم ہوا تھا پیدا کر چکے تھے۔ دوسری آیت میں ہے وخلق الجنان من مارج من نار یعنی جنات کو خالص آگ سے پیدا کیا۔ تیسری آیت میں ابلیس کے قہقے میں ہے خلقتنی من نار وخلقته من طین یعنی آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا۔

قاضی عبد الجبار فرماتے ہیں کہ جنات کی پیدائش آگ سے ہوتی ہے اس کا مدار سمیع پر ہے عقل کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے چونکہ تمام جوہر مجرہ عن المادہ آپس میں متماثل ہیں اور ایک جوہر کو دوسرے کی جگہ قائم کر سکتے ہیں جبکہ دوسرے کے اوصاف و احوال اس کے ساتھ منظم کر دیتے جاتے ہیں اور یہی معنی ہے متماثل ہونے کے جوہر مجرہ میں اختلاف صرف احوال و اعراض سے ہوتا ہے در نہ حقیقت میں سب برابر ہیں جب یہ بات ثابت ہوگئی تو اللہ تعالیٰ کو کوئی مشکل نہیں بلکہ وہ قادر ہیں کہ جس جوہر سے جس طرح کے الوان و اعراض چاہے بنا دے اور ان کو جس طرح چاہے ترتیب دے کر تیار کر دے اس میں کوئی استحالہ نہیں ہے جیسا کہ حیات اپنے وجود میں ایک مخصوص ترکیب کی محتاج ہے اور جیسا کہ صفت علم اپنے وجود میں قلب کی محتاج ہے یہی حال تمام اعراض و احوال کا ہے کہ وہ اپنے وجود میں خاص خاص ترکیب کے محتاج ہیں اور جب یہ ثابت

ہے یعنی آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے پہلے

ہو چکا تو اب ہم کو عقلی طور پر کوئی راستہ نہیں ہے کہ ہم سمجھ سکیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو آگ
 سے کس طرح پیدا کر دیا کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے ہمارا فریضہ یہ ہے کہ ہم اس پر ایمان
 لائیں اور اس کی تصدیق کریں عقل سمجھے یا نہ سمجھے نیز تخلیق جنات کا مسئلہ بدیہی بھی
 نہیں ہے کیونکہ اگر یہ بدیہی ہوتا تو اس میں اختلاف نہ ہوتا بلکہ تمام عقلاء ان کے وجود
 کو بلا چون و چرا تسلیم کر لیتے حالانکہ اس میں بڑا اختلاف ہے جیسا کہ باب دوم میں مفصل
 گزر چکا ہے دوسری بات یہ ہے کہ جنات کے تخلیقی عنصر کا جان لینا یہ فرع ہے اس کی
 کہ وہ مخلوق ہیں موجود ہیں اور یہ ممکن نہیں کہ فرع کا علم بدیہی ہو اور اصل کا علم اکتسابی
 ہو چونکہ جو چیز اکتسابی ہوتی ہے اس کو بھلایا جاسکتا ہے اور جو چیز بدیہی ہوتی ہے
 اس کو بھلایا نہیں جاسکتا پس ثابت ہو گیا کہ جنات کے تخلیقی عنصر کا پتہ چلانے کا مسئلہ بدیہی
 نہیں ہے اور اسی طرح عقل بھی نہیں ہے کیونکہ ان کے نفس وجود میں اختلاف ہے۔
 نتیجہ یہ نکلا کہ جنات کے تخلیقی عنصر کا علم نہ بدیہی ہے اور نہ عقلی ہے بلکہ اس کا مدار مع
 پر ہے قرآن و حدیث کی تصرحات پر ہے شروع باب میں جنات کے آگ سے پیدا
 ہونے پر شیطان کے قول سے استدلال کیا گیا تھا کہ جب اس کو آدم کے لئے سجدہ کرنے
 کے لئے کہا گیا تو اس نے جواب دیا تھا کہ آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو
 مٹی سے اس پر اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ ممکن ہے شیطن اپنے قول میں جھوٹا ہو یا اس
 نے محض گمان سے کہا ہو اور حقیقت کچھ اور ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر شیطان جھوٹا
 ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کے جھوٹ کی تردید کرتے کیونکہ خود مختار ذات کا جھوٹ کو غلط قرار
 نہ دینا عیب ہے اور اللہ عیب سے بری نہیں۔ پس پتہ چل گیا کہ شیطن کا اپنے تخلیقی عنصر
 کے بارے میں خبر دینا کہ میں آگ سے پیدا ہوا ہوں درست تھا۔ جیسا کہ سلیمان علیہ السلام
 کے قصہ میں ہے کہ جب انہوں نے بلقیس کے عرش کو لانے کے لئے کہا تو ایک حضرت
 جن بولا کہ میں آپ کی مجلس برخاست ہونے سے پہلے لاؤں گا اور میں اس پر قادر ہوں

پس یسایان علیہ السلام کا اس کو سن کر خاموش رہنا اور کوئی تردید وغیرہ نہ کرنا دلیل ہے اس بات کی کہ وہ جن اپنے اس دعوت میں سچا تھا اور حقیقتاً وہ قادر تھا یہ دعویٰ بھی شیطان کے اس دعویٰ کے مانند ہے کیونکہ اگر یہ جھوٹے ہوتے تو ان کی تردید کی جاتی اور جنات کا آگ سے پیدا ہونا اس میں کسی مسلمان کا اختلاف نہیں ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی عقیدہ تھا اور اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ آگ میں پوست تخمیف کی خاصیت ہے اور زندگی اپنے وجود میں رطوبت کو چاہتی ہے اور اسی طرح ایک مخصوص قالب کو چاہتی ہے اور ان دونوں میں ظاہر ہے کہ منافاة ہے پس ممکن ہے کہ قرآن کریم کی آیت والجان خلقنہ من قبل من نار السموم اپنے ظاہر پر محمول نہ ہو بلکہ اس سے مراد کچھ اور ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف اتنی رطوبت پیدا کی ہو جس سے حیات باقی رہ سکے اور آگ پر کوئی اثر نہ ہو اس لئے کہ آگ اور پانی کا ملنا اور جمع ہونا محال نہیں ہے جیسا کہ گرم پانی جس کو آگ کے اجزاء سے گرم کیا جاتا ہے بعد وہ اجزاء نار یہ اجزاء مائتہ کے ساتھ مل جاتے ہیں اور دونوں ایک ہو جاتے ہیں پھر جب ان کو ہوا میں لایا جاتا ہے تو ہوا کے اثر سے اجزاء نار یہ اوپر چڑھ جاتے ہیں اور پانی کو چھوڑ دیتے ہیں اور پانی پھر حسب سابق برودۃ اختیار کر لیتا ہے دیکھتے ہیں جب گرم پانی سے بھاپ نکلتی ہے تو اس کے ساتھ اجزاء مائتہ بھی اوپر چڑھ جاتے ہیں مگر چونکہ اجزاء مائتہ ثقیل ہوتے ہیں اس لئے اگر کوئی عاجز آجاتا ہے تو پھر اجزاء نار یہ اجزاء مائتہ کو چھوڑ کر اوپر چلے جاتے ہیں پس بھاپ میں اگرچہ اجزاء مائتہ بھی ہوتے ہیں مگر چونکہ اجزاء نار یہ کا غلبہ ہوتا ہے اس لئے وہ ان کو اوپر لے کر چڑھ جاتے ہیں۔ اس تمام تر تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ رطوبت اور ندر میں منافاة نہیں ہے اور خدا تعالیٰ نے اس انوکھے انداز سے ان دونوں کو جمع کیا ہے اس حقیقت کے منکشف ہو جانے کے بعد یہ بات خود بخود واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی دشوار نہیں کہ وہ آگ میں اجزاء رطوبت پیدا کر دے جس سے حیات کا وجود باقی

رہے اور اسی طرح اس مادہ ناریہ میں روح پیدا کر دے کیونکہ نار اور روح میں بھی منافات نہیں ہے
نار ہوا سے ہمارے ہوجاتی ہے اور روح درحقیقت ہوا ہی ہے پس مادہ ناریہ اور مادہ مائتہ اور
روح ان سب کو ایک خاص ترکیب دیکر خدا تعالیٰ نے جنات کی تخلیق کی ہے جس سے خدا
تعالیٰ کی عجیب و غریب کاریگری آشکارا ہے۔ ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر شیطان
کے مادہ ناریہ سے مخلوق ہونے پر ایک اور اشکال کیا جاتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو
آدم کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا اور اس نے سجدہ سے انکار کر دیا تھا پس یہ دو حال سے
خالی نہیں یا تو وہ ملائکہ میں سے تھا یا نہیں تھا۔ اگر وہ ملائکہ میں سے تھا تو پھر اس کو مخلوق میں
اللہ کہنا کیونکر درست ہوگا اور اگر ملائکہ میں سے نہیں تھا تو پھر اس کو سجدہ نہ کرنے کا وجہ سے
مردود کیوں قرار دیا گیا۔ جبکہ وہ ملائکہ میں سے نہیں تھا اس کا جواب یہ ہے کہ حکم سجدہ ملائکہ
اور شیطان سب کے واسطے تھا پس جب شیطان نے سجدہ نہیں کیا تو چونکہ وہ ساجدین کی ذہنیت
سے نکل گیا اس لئے اس کو مردود قرار دیا گیا اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ اصل
حقیقت کے اعتبار سے ملائکہ میں تھا جیسا کہ معترضین نے سمجھا ہے۔

ابوالوفا ابن عقیل نے فرمایا ہے کہ کسی نے ان سے معلوم کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے

ہیں کہ ہم نے جنات کو آگ سے پیدا کیا ہے اور قرآن کریم میں ہے کہ جب جنات آسمان
پر چڑھتے ہیں تو ان کے آگ کے ستارے مارے جاتے ہیں جس سے وہ جل جاتے ہیں
پس آگ کو آگ کس طرح جلا دیتی ہے انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق
کو مٹی کی طرف منسوب کیا اسی طرح جنات کی تخلیق کو آگ کی طرف منسوب کیا ہے اس کے
معنی یہ ہیں کہ انسان کی اصل حقیقت مٹی ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان مٹی ہے۔
اسی طرح جنات کے بارے میں ہے کہ ان کی اصل حقیقت آگ ہے یہ معنی نہیں کہ جنات

لے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی اصل ملائکہ میں سے ہے صنف کا دعویٰ کہ شیطان آگ بنا ہے متعجب ہو گیا

آگ میں۔ اور دلیل اس کی کہ جنات کی اصل حقیقت آگ ہے جنات حقیقتاً آگ نہیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک شیطان نے میری نماز خراب کرنا چاہی پس میں نے اس کا گلا گھونٹ دیا اور میں نے اپنے ہاتھ پر اس کے لعاب دہن کی برودت محسوس کی اور اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو میں اس کو قتل کر دیتا اس سے اشارہ ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کی اس دعا کی طرف جس کا تذکرہ سورہ ص میں ہے کہ اے اللہ مجھ کو ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد اس جیسی کسی کو نہ ملے۔ اس حدیث شریف میں ہے کہ میں نے اس کے لعاب کی برودت محسوس کی بھلا جو آگ ہوگا اس میں برودت کا کیا مطلب اگر حقیقتاً آگ ہوتی تو آپ یوں فرماتے کہ اس کی زبان اور گیسو آگ کے تھے پس ثابت ہو گیا کہ جنات کے آگ سے مخلوق ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ان کی اصل حقیقت آگ ہے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ سراسر آگ ہیں اور ایک حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کو بنطیوں کے ساتھ تشبیہ و تمثیل کی ہے اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ حقیقتاً آگ نہیں ہیں کیونکہ اگر وہ سراسر آگ ہوتے تو ان کی صورتوں کا ذکر کرنے کی بجائے شعلہ اور چنگاری و حمیرہ کا ذکر کرتے جو آگ کے لوصاف ہیں گزشتہ حدیث شریف میں ہے کہ آپ نے فرمایا اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد دہوتی تو میں اس کو قتل کر دیتا یہ روایت معروف نہیں ہے معروف روایت یہ ہے کہ میں اس کو بازو دیتا اور صبح کو تم بھی دیکھ لیتے مجھین کی روایت ہے آپ نے فرمایا میں نے ارادہ کیا تھا کہ اس کو ایک ستون سے صبح تک بازو رکھوں تاکہ صبح کو لوگ بھی دیکھ لیں مگر مجھ کو سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آگئی اور جنات کے عفر تاری کے باقی نہ رہنے کی ایک دلیل یہ بھی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ابلیس ایک آگ کا شعلہ لے آیا اور اس کو میرے منہ میں دینے لگا اور ایک

لے ایک بھی قوم تھی جو عراق میں آباد ہوئی تھی پھر علوم الناس کے لئے یہ کلمہ استعمال ہونے لگا۔

روایت میں ہے کہ شبِ معراج میں ایک عنقریب شیطان آگ کا شعلہ لئے ہوئے مجھ کو تلاش کر رہا تھا میں نے اس کو پھرتے ہوئے دیکھا ہے ان دونوں روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ شیاطین کا عنقریب باقی نہیں ہے کیونکہ اگر وہ حقیقتاً آگ ہوتے تو ان کو آگ کا شعلہ لینے کی کیا ضرورت تھی بلکہ وہ تو اپنا کوئی بھی عضو لگا دیتے جس سے انسان جل جاتا جیسا کہ حقیقی آگ میں مسکتے ہی جلا ڈالتی ہے پس اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا حقیقی عنقریب کی بعینہ موجود نہیں ہے بلکہ وہ تمام عناصر کے ساتھ مل کر گڑھ ہو گیا ہے۔ اور تمام عناصر کے ساتھ مل کر ہونے کا وجہ سے اس کا اثر احراق بھی فوت ہو گیا ہے اور ان کے اجسام برودہ رطوبت کے ساتھ متصف ہو گئے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں گزر چکا ہے کہ آپ نے اس کے لعاب کی برودہ کو محسوس فرمایا۔

خدا تعالیٰ نے غذاؤں کے اندر یہ تاثیر رکھی ہے کہ وہ اجسام کی نشوونما کرتی ہیں اور جس قسم کی غذا ہوتی ہے اسی قسم کا اثر اجسام میں پیدا کرتی ہیں بارہ غذائیں برودت پیدا کرتی ہیں اور چار غذائیں حرارت پیدا کرتی ہیں اور انسان اپنے خود و نوشی میں جن چیزوں کا استعمال کرتا ہے جنات کی غذا بھی تقریباً وہی ہوتی ہے اور یہ غذائیں جس قسم کا اثر انسان کے اجسام میں پیدا کرتی ہیں اس قسم کا اثر جنات کے اجسام میں پیدا کرتی ہیں۔ چار غذائیں حرارت پیدا کرتی ہیں اور بارہ غذائیں برودت پیدا کرتی ہیں پس جنات جب تو والد و تناسل کے لئے جنسی اختلاط کرتے ہیں تو مایرِ غذا عنقریب کی کے ساتھ مل کر ایک ہو جاتی ہے جس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والا بچہ عناصرِ اربعہ کا مجموعہ ہوتا ہے اور حرارت و برودہ اور رطوبت و ہوس کے ہاتھ متصف ہوتا ہے یہ ہے حقیقتِ تخلیق جنات کی اور ان کے آگ سے پیدا ہونے کی۔

قاضی ابو بکر فرماتے ہیں کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ جنات آگ سے پیدا نہیں ہوتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اجسام غلیظ و کثیف بنائے ہیں اور ان کے اندر ایسے

اعراض پیدا کئے ہیں جو آگ کی صفت اتراق سے متبائن ہیں جس کے نتیجہ میں ان کو سہرا، آگ
کہنا درست نہیں ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کے متناسب ان کی مختلف صورتیں بھی پیدا
فرمادی ہیں۔

پہلو تھاباب

جنات کے اجسام کی تحقیق . ۶

قاضی ابویعلیٰ اجلی فرماتے ہیں کہ جنات کے اجسام مشخص و معین ہیں اور ان کے اعضاء انسانوں
کی طرح مرکب ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے اجسام کشیف و غلیظ ہوں معتزلہ کہتے ہیں کہ ان کے
اجسام نہایت لطیف ہیں یہاں وجہ ہے کہ وہ ہم کو نظر نہیں آتے۔ قاضی ابویعلیٰ کے کلام میں
بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے کہ جب ان کے اجسام انسانوں کی طرح معین و مشخص ہیں تو پھر
نظر نہ آنے کے کیا معنی اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں دونوں امکان ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ
وہ لطیف الاجسام ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کشیف الاجسام ہو حتمی طور پر کسی ایک جہت
کو ترجیح نہیں ہے جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں کہ ان کے اجسام رقیق ہی ہیں۔ اس واسطے وہ نظر
نہیں آتے کیونکہ کسی چیز کے بارے میں حتمی طور پر فیصلہ کرنے کے لئے یا تو مشاہدہ ہو یا خبرِ رسول ہو
یا حکمِ خداوندی ہو اور جنات کے اجسام کے بارے میں یہ تینوں چیزیں مفقود ہیں اس لئے جنات
کے اجسام کے بارے میں رقت کا حتمی فیصلہ کرنا جیسا کہ معتزلہ نے کیا ہے درست نہیں ہے بلکہ
لطافت و کثافت دونوں جہت برابر ہیں اور معتزلہ کا یہ کہنا کہ وہ لطیف ہیں اس لئے ہم کو نظر نہیں
آتے یہ درست نہیں ہے کیونکہ رقت مانع رویت نہیں ہے بہت سی لطیف اشیاء ہم کو نظر آجاتی
گی جبکہ اللہ تعالیٰ ہمارے امدان کا ادراک پیدا فرمادے اور بہت سی اشیاء کشیفہ غلیظہ ہرگز نظر
نہیں آئیں گی جب کہ اللہ تعالیٰ ہمارے امدان کا ادراک پیدا نہ فرمادیں پس کثافت علی الاطلاق

دلیلِ دیت نہیں بن سکتی اور اسی طرح رقت علی الاطلاق دلیلِ عدمِ رویت نہیں بن سکتی بلکہ اس کا
ادراک و عدمِ ادراک پر ہے۔ ابو قاسم انصاری نے شرح ارشاد میں فرمایا ہے کہ قاضی ابو بکر فرماتے
ہیں کہ جن لوگوں کے اندر اللہ تعالیٰ ادراک پیدا فرمادیتے ہیں وہ جنات کو دیکھ لیتے ہیں اور جن
کے اندر ادراک پیدا نہیں فرماتے وہ نہیں دیکھ پاتے اور قاضی ابو بکر نے یہ بھی فرمایا کہ وہ انسانوں
کی طرح دو اجسام ہیں اور انسانوں کی طرح ان کے جتنے ہیں اور انسانوں کی طرح ان کے
اعضا ہیں اور بہت سے معتزلہ کی رائے ہے کہ جنات کے اجسام رقیق ہیں بسیل میں دو
اجزاء نہیں ہیں۔ قاضی صاحب نے معتزلہ کے اس قائل پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ
اس طرح کے اجسام ہمارے نزدیک ممکن ہیں بشرطیکہ کوئی دلیل نقلی اس پر موجود ہو اور ہم
کو اس بارے میں کوئی دلیل نقلی نہیں مل سکی۔ اگر کوئی یہ اشکال کرے کہ جنات کا آگ سے
پیدا ہونا ممکن نہیں ہے چونکہ آگ کی صفت احراق و انزاع کو چاہتی ہے اور تخلیق و اتصال
کو چاہتی ہے اور ان دونوں میں منافاة ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حیات کا تعلق
سے یہ کلی طور پر تعلق کا مقتضی نہیں ہے بلکہ حیات کا محل ہوتا ہے پس ممکن ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے نار سے اس اشتعال کے باوجود بھی اس کے اندر ایک جسم مؤلف بنا دیا ہو اور
اگر کوئی یہ اشکال کرے کہ جنات اور ملائکہ کا رقیق الاجسام ہونا کس طرح ممکن ہے حالانکہ
بہت سے فرشتے عرش کو اٹھانے والے ہیں اور بہت سے آباویں کو خدا کے حکم سے
تہاہ کر دیتے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام اپنے دونوں بازوؤں سے مشرق و مغرب کو ڈھانپ
لیتے ہیں اور یہ سب چیزیں رقت و لطافت کے منافی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو
کوئی مشکل نہیں کہ جنات و ملائکہ کے رقیق الاجسام ہونے کے باوجود ان کے اندر ایسی قوت پیدا
فرمادیں جس سے وہ اس قسم کے افعال انجام دسکیں۔ ان اللہ علی کل شیء قدید۔
قاضی عبد الجبار بھڑائی فرماتے ہیں کہ جنات کا نظریہ آنا صنفِ بھارت
کی وجہ سے ہے اگر خدا تعالیٰ ہمارے ادراک کو توڑ کر دیں تو ان

فصل ۵-

ان کے اجسام کو کشیف بنا دیں تو یقیناً ہم ان کو دیکھنے لگیں پھر فرماتے ہیں کہ ان کے اجسام کا قریب ہونا اس کی دلیل قرآن کریم کا ارشاد ہے **اِنَّ يَوْمَئِذٍ لِّلرَّاهِبِیْنَ عَذَابٌ اَلَمٌ لَّذِیْ هُمْ یُقْبَلُوْنَ مِنْ حَیْثُ لَا یُرْتَدُّوْنَ** یعنی جنات تم کو دیکھ لیتے ہیں اور تم ان کو نہیں دیکھتے۔ جنات انسان کے قریب بھی اگر رہیں اور کوئی عاجز بھی نہ ہو تب بھی انسان نہیں دیکھ سکتا اگر ان کے اجسام کشیف ہوتے تو پھر ہم بھی ان کو دیکھ لیتے جیسا کہ وہ ہم کو دیکھ لیتے ہیں پس ثابت ہو گیا کہ جنات کا نظر نہ اتنا ضعیف بصارت اور رقتِ اجسام کی وجہ سے ہے اگر ان میں سے کوئی ایک مانع بھی مرتفع ہو جاتے تو پھر بلا تکلف ہم ان کو دیکھ سکتے ہیں۔ اسی واسطے علمائے کہا ہے کہ عدم رویت کے موانع میں سے ایک مانع ورقۃ مع ضعف البصر بھی ہے درست ہے بہت سی چیزیں غایتِ بُعد کی وجہ سے نظر نہیں آتیں اور جس طرح بہت سی چیزیں نہایت لطیف ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آتیں اس طرح بعض مرتبہ ضعفِ بصر کی وجہ سے رقیق چیزیں نظر نہیں آتی۔ پس ممکن ہے کہ جب ہماری آنکھ کی بصارت تیز کر دی جائے تو ہم ان کو بلا تکلف دیکھ سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ قریب الموت آدمی کے پاس جب فرشتے آتے ہیں تو وہ ان کو دیکھتا ہے اور وہ حاضرین میں سے اور کسی کو نظر نہیں آتے اور اسی طرح انبیاء علیہم السلام بھی مائیکہ اور جنات کو دیکھ لیتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جنات کے اجسام اگر کشیف بھی ہوں تب بھی ممکن ہے کہ وہ ہم کو نظر نہ آتیں اسی طرح پر کہ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی عاجز واقع ہو جائے اور وہ عاجز ہمارا بصارت کو ان کے اجسام تک پہنچنے سے روک دے جیسا کہ ہم دیوار کے پیچھے کی چیزوں کو نہیں دیکھ سکتے۔

بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ جنات کے نظر نہ آنے کی وجہ رقتِ اجسام نہیں ہے بلکہ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر الوان پیدا نہیں کئے ہیں اگر اللہ تعالیٰ ان کے اندر الوان پیدا فرمادیں تو ان کو دیکھنے میں کوئی مانع نہ رہے۔ قاضی عبدالجبار فرماتے

کہ ان لوگوں کی یہ رائے درست نہیں ہے (پہنچدوجہ) اول یہ کہ بات مسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو دیکھتے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ پس اگر ان کے الوان نہیں ہیں تو وہ خود آپس میں ایک دوسرے کو کس طرح دیکھ لیتے ہیں اور اگر الوان ہیں تو ہم کو نظر کیوں نہیں آتے پس لون کو علتِ رویت قرار دے کر پھر یہ تفریق کرنا باطل ہے بے اصل بات ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جب جنات کے اجسام تسلیم کر لئے گئے تو ان کے لئے ضروری ہے الوان کا ہونا یہ الگ بات ہے کہ وہ لون کس نوعیت کے ہوں گے اور پہلے سے حاسہ بصر سے ان کا ادراک ممکن ہو گا یا نہیں ہو گا؟ مگر یہ ہرگز تسلیم نہیں کیا جائے گا کہ اجسام کے ہوتے ہوئے پھر ان کو خالی عن اللون کہا جائے گا۔ لہذا وہ رائے زیادہ وقیع ثابت نہیں ہوتی کہ جنات کا نظر نہ آنا عدمِ لون کی وجہ سے ہے کیونکہ جب ہم نے ان کو اجسام تسلیم کر لیا تو ہم پر لازم ہے کہ ان کے الوان بھی تسلیم کریں کیونکہ اجسام چاہیں وہ رقیق ہوں یا کثیف ہوں وہ تمام اعراض جہانیہ سے خالی ہو سکتے ہیں مگر لون ایسا ایک عرض لازم ہے کہ اس سے کوئی جسم خالی نہیں ہو سکتا۔ پس ثابت ہو گیا کہ لون کا ہونا اجسام جنات کے لئے ضروری ہے پھر ان کا نظر نہ آنا ان کے اجسام کے رقیق ہونے کی وجہ سے ہے جیسا کہ شروع میں بیان کر دیا گیا کہ عدمِ لون کی وجہ سے جیسا کہ انہوں نے سمجھا ہے اور جنات کا آپس میں ایک دوسرے کو دیکھ لینا ان کے حاسہ کے لطیف ہونے کی وجہ سے ہے۔ کہ ان کا حاسہ خدا نے ایسا لطیف بنایا ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو بے تکلف دیکھ لیتے ہیں اور ان کے ادراک کی تاثیر اتنی قوی ہے کہ اس کو دیکھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ دیکھیے انسان اپنی پتلی سے ہر قسم کی اشیاء کو تیزی سے معلوم کر لیتا ہے کیونکہ اس کی قوتِ ادراک قوی ہے بخلاف قدم کے کہ اس کے نیچے کی چیزیں محسوس نہیں ہوتیں مگر بہت سستی سے اس کی وجہ قوتِ ادراک ہی ہے کہ آنکھ کی پتلی کی قوتِ ادراک قوی ہے اس لئے وہ جلد ادراک کر لیتی ہے اور قدم کی قوتِ ادراک ضعیف ہے اس لئے

وہ دیر میں ادراک کرتی ہے یہی حال جنات کی قوتِ ادراک کا ہے کیونکہ ان کی قوتِ ادراک قوی ہے اس لئے وہ آپس میں ایک دوسرے کو بے تکلف دیکھ لیتے ہیں بخلاف انسان کے کہ اس کی قوتِ ادراک ضعیف ہے اس لئے اس کو نظر نہیں آتے۔ پس اگر کوئی یہ کہے کہ اس کا پتہ چلتا ہے کہ لطیف چیز کے ادراک کے لئے قوتِ ادراک کی ضرورت ہے پھر آپ نے یہ شرط کیوں لگائی کہ اللہ تعالیٰ ان کے اجسام کو کشیف بنا دیں تو ان کا دیکھنا ممکن ہے حالانکہ کشیف اجسام کے ادراک کے لئے قوتِ ادراک کی ضرورت نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ لطیف اجسام کے ادراک کے لئے زیادہ قوت کی حاجت ہے اور کشیف اجسام کے ادراک کے لئے معمولی ادراک بھی کافی ہے۔ دیکھئے ہوا ایک جسمِ لطیف ہے جب تک وہ لطیف و رقیق رہے گی نظر نہیں آئیگی اور جب بخار کے ساتھ مل جائے گی اب اس کا دیکھنا بہت آسان ہے۔ پس یہی حال جنات کے دیکھنے کا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کے اجسام کو کشیف بنا دیں اور ہماری نظر کو تیز کر دیں تو دیکھنا ممکن ہے۔ اس میں کوئی استحالہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المزیع والمآب

پانچواں باب

جنات کی قسموں کے بیان میں

ابوقاسم سہیلی فرماتے ہیں کہ جنات کی تین قسمیں ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے ایک قسم سانپوں کی شکل کی ہے اور ایک قسم کالے کتوں کی شکل کی ہے اور ایک قسم ہوا کی شکل کی ہے ان کے پر بھی ہوتے ہیں اور بعض حضرات نے ایک قسم کا اور اعضاء کی مانند جو چلتی پھرتی رہتی ہے وہ بھوت کہلاتی ہے اور جن حضرات کی رائے یہ ہے کہ وہ جنات کھاتے پیتے نہیں ممکن ہے وہ یہی قسم ہو یعنی جو ہوا کی شکل میں ہوتی

ابن ابی الدنیانے اپنی کتاب مکایہ الشیطن میں حضرت ابو درداہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جنات تین قسم کے پیدا کیئے ہیں۔ ایک قسم سانپ بچھو کیرے کورٹے لدر ایک ہوا کی مانند ہے اور ایک قسم ہے جس سے حساب کتاب ہوگا اور اسی طرح انسان کی بھی تین قسمیں ہیں ایک بہائم کی طرح ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا ولہم اذان لا یسمعون بہا یعنی نہ وہ سمجھنے والے دل رکھتے ہیں اور نہ دیکھنے والی آنکھیں رکھتے ہیں اور نہ سننے والے کان رکھتے ہیں وہ جانوروں کی طرح ہیں اور ان کی رو میں شیاطین کی رو میں ہیں اور ایک قسم وہ ہے کہ جن کے اجسام بنی آدم کی طرح ہیں اور ان کی رو میں شیاطین کی رو میں ہیں اور ایک قسم خدا کے نیک بندے ہیں جو خدا کے عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے۔ ابو بکر خراطلی نے اپنی کتاب ”ہوائف السجان“ میں حضرت ابو ثعلبہ کی روایت ذکر فرمائی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنات تین قسم کے ہیں ایک قسم پردوں والی ہے جو ہوا میں اٹتے ہیں اور ایک قسم سانپ بچھو کا شکل میں ہے اور ایک قسم چلتی پھرتی رہتی ہے۔ علامہ زمخشری فرماتے ہیں کہ ہم کو جنات کے بارے میں ایسی ایسی خبریں ملتی ہیں جن کو سن کر تعجب ہوتا ہے جنات کی ایک قسم ہے جس کا آدھا جسم انسانوں جیسا ہوتا ہے اس کا نام شق ہے وہ تنہا مسافروں کو پریشان کرتے ہیں اور بعض مرتبہ مار بھی دیتے ہیں۔

پچھٹاباب

جنات کا مختلف صورتوں میں متشکل ہونا

اس میں کوئی شک نہیں کہ جنات مختلف صورتیں اپنا لیتے ہیں کبھی سانپ بچھو کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی اونٹ گائے بکری گدھے گھوڑے خچر وغیرہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی پرندوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی انسانوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں جیسا کہ شیطان سزاۃ ابن مالک کی شکل میں کفار کے پاس آیا تھا جب وہ بد کی طرف نکل رہے تھے جیسا کہ قرآن کریم نے واذ ذین لهم الشیطن اعمالهم الایۃ میں اس طرف اشارہ کیا ہے اور جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ شیطان ایک نجدی بوڑھے کی شکل میں آیا تھا جبکہ کفار دارالندوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مشورہ کرنے کے لئے جھے ہوئے تھے جیسا کہ قرآن کریم نے واذ منکر ویک الذین کفروا الایۃ میں اس کو ذکر کیا ہے۔

ترمذی اور نسائی شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ مدینہ منورہ میں کچھ مسلمان جنات بھی رہتے ہیں اگر تم کو کوئی سانپ بچھو نظر پڑے تو پہلے اس کو تین بار ڈرا دو اگر اب بھی وہ نہ جائے تو اس کو مار دو۔

قاضی ابویعلیٰ فرماتے ہیں کہ جنات و شیاطین کو اپنی صورتیں بدلنے کی طاقت نہیں ہے بلکہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے کلمات و افعال سکھا رکھے ہوں کہ جب وہ ان کلمات کا تکلم کرتے ہوں یا ان افعال کو کرتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کی صورتوں کو بدل دیتے ہوں پس ان کے اشکال مختلف میں متشکل ہونے کے معنی یہی ہیں کہ جب بھی وہ ان کلمات کا تکلم کرتے ہیں یا ان افعال کو کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی مختلف صورتیں بنا دیتے ہیں۔ ان کا بذات خود صورتیں بدلنا محال ہے اس لئے کہ ایک صورت کو چھوڑ کر دوسری صورت اختیار کرنا یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ پہلے ڈھانچہ کو ختم کر دیا جائے اور اجزاء جسمانی کو متفرق کر دیا جائے اور حیب اجزاء جسمانی متفرق

تہ بصرہ ہر ماہ لکھو گیا

ہو جائیں گے تو حیات ہی ختم ہو جائے گی۔ پس ان کے مختلف صورتوں میں متشکل ہونے کے معنی یہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کچھ کلمات سکھا رکھے ہیں ان کو پڑھنے سے ان کی صورتیں بدل جاتی ہیں جیسا کہ ملائکہ علیہم السلام کے بارے میں بھی کہا گیا ہے کہ ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے کچھ کلمات سکھا رکھے ہیں ان کو پڑھ کر وہ مختلف صورتیں بنا لیتے ہیں۔ پس شیطان کا سراؤ بن مانک کی صورت میں متشکل ہونا اور جبرائیل علیہ السلام کا جیکبلی کی صورت میں آنا اور اسی طرح مریم علیہا السلام کے قصہ میں کہ وہ ان کے سامنے کامل انسان کی صورت میں آئے تھے ان سب کے معنی یہی ہیں کہ انہوں نے وہ کلمات پڑھے پس وہ مختلف صورتوں میں متشکل ہو گئے اور یہ تاثیر من جانب اللہ ہے اختیار کی چیز نہیں ہے قاضی ابوبکر نے اپنی کتاب مکاید الشیطن میں سیر ابن عمرو کا اثر نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمر ابن الخطاب کے سامنے بھوت پریت کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی صورتیں بدلنے کی طاقت نہیں دی لیکن جنات میں کچھ جنات جادوگر بھی ہوتے ہیں۔ پس اگر تم کو کچھ دکھائی دے تو اذان دینی شروع کر دو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے چڑیل کے بارے میں معلوم کیا گیا آپ نے فرمایا وہ جادوگر جنات ہوتے ہیں۔

☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب بھی نماز کے لئے کھڑا ہوتا تو شیطان حضرت ابن عباس کی شکل میں میرے سامنے آتا پس مجھ کو حضرت ابن عباس کی بات یاد آگئی پس ایک روز میں نے اپنے پاس ایک چھری رکھ لی پس وہ آیا میں نے اس پر حملہ کیا اور وہ چھری اس کے پیٹ میں گھسا دی پس وہ دھڑام سے گرا اور اس کے بعد میرے سامنے نہیں آیا۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر نے اپنے کھانسی کے کبیل

پراکٹک شخص دیکھا جو صرف دو بالشت کا تھا آپ نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں
 اذنب ہوں آپ نے پوچھا کہ اذنب کون ہوتا ہے اس نے کہا کہ میں جن ہوں پس آپ نے
 اس کے سر پر ڈنڈا مارا اور وہ بھاگ گیا بعض لوگوں نے جنات کے اشکال مختلف میں
 مشکل ہونے کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ جنات اشکال مختلف کا تصور کرتے ہیں
 اور خدا تعالیٰ اس پر بطور اثر یہ مرتب کرتے ہیں کہ دیکھنے والوں کو ان کی وہی صورتیں معلوم
 ہوتی ہیں جن کا وہ تصور کرتے ہیں ان کا حقیقتاً اپنی صورتوں کا مشکل کر دینا یہ محال
 ہے یعنی یہ محض قوت خیالیہ کی کرشمہ ساز کا ہے حقیقت اس کی کچھ بھی نہیں ہوتی
 بہر حال تبدیل صورت کی نوعیت چاہے جو ہو مگر یہ بات ثابت ہے کہ ملائکہ اور جنات اپنی
 صورتوں کو بدل دیتے ہیں اور مختلف صورتیں بناتے رہتے ہیں جیسا کہ شروع باب
 میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔

فصل ۱۔
 شروع میں معتزل کا مذہب بیان کیا گیا تھا کہ وہ کہتے ہیں کہ
 جنات کے اجسام بہت رقیق ہوتے ہیں اسی لئے وہ ہم کو نظر نہیں
 آتے البتہ اللہ تعالیٰ جس کو دکھانا چاہتے ہیں اس کے لئے ان کے اجسام کو کثیف بنا
 دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیث خود ان کا مشاہدہ کیا تھا مگر سب
 کے لئے یہ بات ضروری نہیں بلکہ یہ انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت ہوتی ہے۔
 قاضی عہد الجبار فرماتے ہیں کہ اس کی دلیل قرآن مجید میں موجود ہے حضرت سلیمان
 علیہ السلام کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اجسام کثیف کر دیئے تھے چنانچہ لوگ
 ان کو دیکھا کرتے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے واسطے بڑی بڑی عمارتیں بنایا
 کرتے تھے اور بڑے بڑے دیگ بنایا کرتے تھے اور جو سرکش ہوتا تھا آپ اس کو
 بیٹوں میں بندھا کر دریا میں ڈال دیا کرتے تھے یہ تمام صورتیں اس وقت ہو سکتی
 ہیں جبکہ ان کے اجسام کثیف ہوں اور یہ خصوصیت تھی سلیمان علیہ السلام کی۔

پس اگر اب بھی وہ کسی کو اس طرح نظر آنے لگیں تو اس میں خصوصیت باقی نہ رہے گی۔
 پس یہ بات ثابت ہے کہ اس طرح عیاں جنات کا دیکھنا یہ انبیاء کی خصوصیت ہے۔
 ابو قاسم ابن علی نے اپنی کتاب میں تحریر فرمایا ہے کہ جو آدمی یہ کہے کہ میں جنات کو دیکھتا
 دیکھتا ہوں اس کی شہادت مردود ہے کیونکہ اس طرح دیکھنا خلافِ عادت ہے
 اور جو یوں کہے کہ جنات سے میرا اخوت ہے وہ بھی مردود الشہادہ ہے۔ حضرت امام
 شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ میں جنات کو دیکھتا ہوں وہ مردود
 الشہادہ ہے چونکہ قرآن کریم میں ہے۔ اِنَّهٗ يَرٰكُمْ هُوَ وَقَبِيْلَهٗ مِنْ حَيْثُ
 لَا تُوَدُّنَهٗۤ اٰتٰنِيْ جَنٰتٍ تَمْ كُوْرِيْكَهٗۤ هِيَ اُوْرْتَمُ اِن كُوْنِهِيَۤ دِيْكَهٗۤ۔ ربيع ابن سليمان
 سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا
 ہے کہ جو شخص چاہے وہ دیندار ہو یہ کہے کہ میں جنات کو دیکھ لیتا ہوں وہ مردود الشہادہ
 ہے اس طرح کی بات علاوہ انبیاء کے کہی کے حق میں قابل قبول نہیں ہے۔

ابو قاسم الفصاری شرح ارشاد میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان

فصل ۱۰

جنات ملائکہ شیطین جس طرح ان کے الگ الگ صفات پیدا

کئے ہیں اسی طرح ان کے قد و قامت بھی الگ الگ ہیں جو بھی انسان کے قد و قامت
 کا ہو گا اس کو انسان ہی کہا جائے گا اور انسان روح اور ڈھانچہ کا نام ہے جیسا کہ
 مضمون کارل نے بھی یہی ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ انسان روح کا نام ہے اور
 روح مٹی سے پیدا نہیں کی گئی ہے اور اس پر موت طارک نہیں ہوتی۔ ان کا یہ
 قول باطل ہے صحیح رائے وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی پس اگر اللہ تعالیٰ کسی فرشتے
 کو انسانی ڈھانچہ میں تبدیل فرمادیں تو وہ اس وقت انسان ہی شمار ہوگا اور اس طرح
 اگر کسی شیطان کو انسانی ڈھانچہ میں تبدیل فرمادیں تو وہ بھی اس وقت انسان ہی
 شمار ہوگا۔ پھر لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی شیطان کو یا فرشتے کو انسان کی

صورت میں تبدیلی فرمادیں تو وہ انسان ہی بن جاتے ہیں اسی وجہ سے علماء نے کہا ہے کہ بنی اسرائیل سے جو لوگ بند بنا دیئے گئے تھے وہ بند ہی ہو گئے تھے انسانی خصوصیات ان سے ختم کر دی گئی تھیں۔ حالانکہ کی صورت انسان کی صورت سے مختلف ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ اگر ہم نبی فرشتے کو بناتے تو انسانی شکل ہی میں ہوتا۔ واللہ اعلم

سائواں باب

بعض کتے جنات میں سے ہوتے ہیں۔

حضرت بشر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بصرہ میں منبر پر بربہ کہتے سنا ہے کہ کتے بھی جنات میں سے ہوتے ہیں مگر وہ کمزور قسم کے جنات ہوتے ہیں پس اگر کھانا کھاتے وقت کسی کے پاس کتا آجائے یا تو اس کو بھی کھانا دیوے ورنہ کھانے کو مؤخر کر دے۔ حضرت علی نے اپنے دوستوں سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ جنات کیسے ہوتے ہیں انہوں نے کہا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ شریر کتے جنات ہی ہوتے ہیں۔

ایک اور روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ کتے جنات میں سے ہوتے ہیں اگر کھانا کھاتے وقت کوئی کتا آجائے تو اس کو مگر اڈال دو ان کے بھی جی ہوتا ہے۔

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر کتے ایک امت نہ ہوتی تو میں تمام کتوں کو مار ڈالنے کا حکم کرتا مجھے اندیشہ ہے کہ میں ایک امت کو ہلاک نہ کر دوں۔ کتے کی ایک امت ہے جنات میں سے ہوتا ہے ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ کالے کتے کے نمازی کے سامنے سے گزر جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کالے اور سفید میں کیا

☆ زرقانے اپنے دور اور طریقہ کار کے مطابق ~~.....~~

ایک روایت میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ کالا کتا شیطان ہوتا ہے اور شیاطین عموماً کالے کتے کی شکل میں آتے ہیں اور اس طرح کالی بلی بھی شیاطین سے ہوتی ہے کیونکہ سیاہی میں قوت شیطانی زیادہ اثر کرتی ہے اور اس میں حرارت زیادہ ہوتی ہے اگر کوئی یہ اشکال کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کالے کتے کو شیطان قرار دیا حالانکہ وہ کتوں سے پیدا ہوتا ہے اور اسی طرح اونٹ کو بھی شیطان قرار دیا حالانکہ وہ اونٹ سے پیدا ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس کو حقیقتاً جن کہنا مراد نہیں بلکہ صرف شرارت میں تشبیہ دینا مقصود ہے کیونکہ کالا کتا زیادہ شریر ہوتا ہے اور اس سے نفع بھی کم ہوتا ہے اور اونٹ کو جنات سے تشبیہ دینا اس سے مراد اس کی سختی ہے۔ کہ وہ جنات کی طرح سخت اور شدید الانتقام ہوتا ہے اور اس طرح کے استعمالات عرف میں خوب ہوتے ہیں بعض آدمی کو بھی لوگ کہہ دیتے ہیں کہ بڑا شیطان ہے

اکٹھواں باب

جنات کے مکانات کے بیان میں

حضرت بلال ابن عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے پس ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضا حاجت کے لئے دور تشریف لے گئے اور میں آپ کے لئے پانی لے کر آپ کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ جھگڑے کا سا شور مچا اور میں اس کو

۱۵ یہ حدیث اپنے ظاہر پر مہمل نہیں ہے۔

ابھی طرح سمجھ نہیں سکا پس میں نے آپ سے دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ مسلم اور مشرک جنات مکانات کے بارے میں جھگڑا کر رہے تھے پس میں نے مسلم جنات کو بستیوں میں اور پہاڑوں کی چوٹیوں میں رہنے کے لئے کہا اور مشرک جنات کو پہاڑوں کی وادیوں میں اور جزیروں میں رہنے کے لئے کہا۔ اس روایت کے راوی کہتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ بستیوں کے جنات جس کو لپٹ جاتے ہیں وہ زیادہ پریشان نہیں کرتے اور پہاڑوں کے جنات زیادہ پریشان کرتے ہیں۔

علامہ زمخشری نے ربیع الا برار میں فرمایا کہ بہت سے گاؤں والوں نے ہم سے بیان کیا کہ ہم نے جنگوں میں غصے دیکھے اور ان کے پاس آدمی بھی تھے پھر یکایک وہ غائب ہو گئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنات ہی ہوتے ہیں۔

موطا امام مالک میں ایک روایت ہے کہ حضرت عمر ابن الخطابؓ نے عراق جانے کا ارادہ فرمایا تو ان کو کعب اجبار نے کہا کہ آپ وہاں نہ جاویں چونکہ وہاں پر جادو کا بہت چرچا ہے اور بے جنات بہت رہتے ہیں اور وہاں ایک ہلک مرض چل رہا ہے یزید ابن جابر سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں معاذ اللہ عنہم انہم یسکنون فی الجبال والہضب والوادی والہضب والوادی اور صبح و شام انہم یسکنون فی الجبال والہضب والوادی والہضب والوادی ان کی حفاظت کرتے ہیں۔

ابو الحسن سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نالی کے پاس بیٹا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت زید ابن ارقم سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت الخلا میں جنات رہتے ہیں پس جب تم آیا کرو تو یہ دعا پڑھ لیا کرو اللہم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث اس دعا پڑھنے والا آدمی جنات کو نظر نہیں آئے گا اور وہ اس کے ستر کو بھی نہ دیکھ سکیں گے۔ ترمذی شریف میں حدیث ہے کہ اس دعا کے پڑھنے سے اس شخص کے درمیان

اور جنات کے درمیان ایک آرٹ ہو جاتی ہے جنات عموماً گندہ اور ناپاک جگہوں میں رہتے ہیں اور وہ لوگ جو شیاطین سے اپنے کچھ کام انجام دلاتے ہیں اور جلاوٹ وغیرہ کرتے ہیں وہ بھی عموماً ایسی ہی جگہوں میں بیٹھ کر جنات کا تواب حاصل کرتے ہیں اور ان سے جو تعزیرات اور خرق عادت امور صادر ہوتے ہیں وہ سب شیاطین کے اثر سے ہوتے ہیں اور شیطان قوت اس میں کار فرما ہوتی ہے اور چونکہ وہ لوگ شیطان کی مرضی کے موافق اپنے عقیدے بنا لیتے ہیں اس سے شیاطین ان کی آرزو بھی پورے کر دیتے ہیں اور بعض اوقات ان کے ایمان سے جنات لوگوں کو مار بھی دیتے ہیں یا کوئی مرض لاحق کر دیتے ہیں اور کبھی ان کے لئے کسی کا مال چرا کر لادیتے ہیں مگر واضح رہے کہ اس کے اندر نفع سے زیادہ نقصان ہے اور یہ تمام امور خلاف شرح ہیں عند اللہ واجب الموائذہ ہیں اور ان امور کے ہوتے ہوئے ایمان سلامت رہنا دشوار ہے بلکہ جب تک آدمی خدا کے ساتھ شریک نہیں کرتا اس وقت تک شیاطین اس کے تابع ہی نہیں ہوتے۔

نواں باب

جن چیزوں سے شیاطین کو انسانوں کے مکانات میں رات گزارنے

سے روک دیا جاتا ہے

مسلم شریف ابوداؤد شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب آدمی اپنے مکان میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام پوتا ہے تو شیطان خدا کا نام لینے کی وجہ سے شیطان کا حصہ ختم ہو جاتا ہے اس لئے وہ بطور بے اختیار کہ نہ تم کو آرام نصیب ہو اور نہ کھانا اور جب داخل ہوتے وقت اللہ کا نام پوتا ہے تو

کھانے کے وقت بھول جاتا ہے تو شیطان کہتا ہے تجھے آرام ملے مگر کھانا نصیب نہ ہو اور جب روزوں وقت اللہ کا نام لینا بھول جاتا ہے تو شیطان کہتا ہے تجھے آرام بھی نصیب ہو اور کھانا بھی اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کا نام لینے سے شیطان نہ گھر میں رہ سکتا ہے اور نہ کھانے میں شریک ہو سکتا ہے۔

دسواں باب

ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے۔

مسلم شریف اور دیگر کتب احادیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے رات میں تشریف لے گئے ہیں مجھ کو غیرت آئی اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ پھر تشریف لائے اور میرا حال دیکھ کر فرمایا کہ کیا تجھ کو غیرت آرہی ہے۔ میں نے کہا آپ جیسی ہستی پر غیرت کیوں نہ آوے آپ نے فرمایا کہ یہ تیرے شیطان کا اثر ہے میں نے کہا کیا میرے ساتھ شیطان رہتا ہے آپ نے فرمایا کہ ہر آدمی کے ساتھ شیطان رہتا ہے میں نے پوچھا کیا آپ کے ساتھ بھی رہتا ہے آپ نے فرمایا ہاں مگر وہ میرا تابع رہتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے اور ایک میں بعینہ یہی عنوان ہے مگر اس میں ایک فرشتے کا بھی ذکر ہے جو انسان کو خیر بردار بنا رہتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جن مسلمان ہو گیا تھا اس کو حافظ ابو نعیم نے اپنی کتاب دلائل میں حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو آدم علیہ السلام پر دو چیزوں میں فضیلت ہے اہل یہ کہ میرا شیطان کافر تھا وہ مسلمان ہو گیا دوم یہ کہ میرے اہل میرے معاون ہیں بخلاف آدم علیہ السلام کے ان کا شیطان کافر تھا اور ان کی بیویوں نے ان کو غلطی پر لگایا تھا جو جنت سے نکلنے کا سبب بنی۔ امام طحاوی نے اپنی کتاب مشکل الآثار میں

اس روایت کو چند طبقہ سے بیان کیا ہے جن کا مفہوم قریب قریب ہے اور امام طحاوی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ان سب روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں تمام انسانوں کی طرح ہیں مگر خدا تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے شر سے محفوظ رکھا دیا اور وہ آپ کا مطیع بن گیا اور اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ایسے تھے تو شیطان سے پناہ مانگتے تھے چنانچہ آپ دعا پڑھتے تھے۔ بسم اللہ وضعت جنبی اللہم انی اعوذ بک من واجس شیطانى دفک ہاتی وثقل مینوائی واجعلنی فی الندی الاعلیٰ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شیطان مسلمان نہیں ہوا تھا شیطان کے مسلمان ہو جانے کے بعد پھر یہ دعا پڑھنا محال ہے واللہ اعلم۔

گیارہواں باب

جنات کے کھانے پینے کے بیان میں

قاضی ابویعلیٰ فرماتے ہیں کہ جنات ہمارے طرح کھاتے ہیں پیتے ہیں جماع کرتے ہیں صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جنات کے کھانے پینے کے بارے میں تین قول ہیں۔

- ۱۔ تمام جنات نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں یہ قول سراسر باطل ہے۔
- ۲۔ جنات کی ایک قسم کھاتی پیتی ہے اور ایک قسم نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے۔
- ۳۔ تمام قسم کے جنات کھاتے پیتے ہیں۔

پھر جنات کی کیفیت اکل میں اختلاف ہے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ان کا کھانا پینا ہماری طرح نہیں ہے بلکہ وہ صرف سوگتے ہیں مگر اس کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اور ایک راتے یہ ہے کہ وہ ہماری طرح کھاتے پیتے ہیں اس لیے کہ یہ بہت

کی احادیث میں ہے کہ صحیحہ موجود ہیں۔ ابو داؤد شریف میں شیطان کا انسان کے ساتھ کھانے کا ذکر موجود ہے اگلے باب میں یہ حدیث شریف آرہی ہے۔ وہب ابن منبہ سے لوگوں نے حکمت کے بارے میں معلوم کیا کہ وہ کیا ہیں اور کیا وہ کھاتے پیتے بھی ہیں آپ نے جواب دیا کہ ان کی چند قسمیں ہیں ایک قسم ہوا کے مانند ہے وہ کھاتے پیتے نہیں ہیں اور ایک قسم کھاتی پیتی ہے وہ بھوت پریت ہیں۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنات کے کھانے پینے کے بارے میں دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا کہ جس بڑی پر خدا کا نام لیا جاتا ہے وہ جنات کے ہاتھ جا کر پڑ گوشت بن جاتی ہے اور لیدینگنی ان کے جانوروں کا چلہ ہے وہ بزرگم کا گھاس بن جاتی ہے اسی واسطے آپ نے بڑی اور لید سے استنبی کرنے سے منع فرمایا ہے کہ یہ جنات کا کھانا ہے۔ متعدد۔

۴ احادیث میں اس کا ذکر موجود ہے۔ ایک حدیث جنات کا قاصد آپ کے پاس آیا آپ ان کے ساتھ نظر کیا تو ان کے ہاتھوں میں بڑی گوشت کی ٹکڑیاں تھیں جنات کے ہاتھوں سے کھانے کی ایک ٹکڑی آپ کے ہاتھوں میں آئی تو آپ نے اسے کھانے کی اجازت نہیں دی بلکہ فرمایا کہ تم میری خدمت میں نہ آؤ گے کیونکہ تم میری خدمت میں نہ آؤ گے۔

ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وصالے طلب کیئے اور یہ فرمایا کہ بڑی لیدمت لانا میں نے آپ سے دریافت کیا کہ اس میں کیا بات ہے آپ نے جواب دیا کہ یہ جنات کا کھانا ہے۔ جس وقت ضعیبین کا وفد میرے پاس آیا اور وہ صالح جنات تھے مجھ سے کھانے کی درخواست کی میں نے خدا سے دعا کی پس ہر بڑی ان کے لئے پڑ گوشت ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نہے ایک جگہ کا نام ہے وہاں کے جنات اسلام لائے تھے۔

مسلم شریف کی روایت میں ذکر ہے غیر مذکور ہڈی کا اور ابو داؤد شریف میں ذکر ہے مذکور

ہڈی کا اور اکثر روایتیں ابو داؤد کے موافق ہیں اس میں تطبیق یہ ہے کہ جس ہڈی پر خدا کا لیا جاتا ہے وہ مسلم جنات کا کھانا ہے اور جس پر خدا کا نام نہیں لیا جاتا وہ کافر جنات کا کھانا ہے۔ ابو القاسم سبیلی فرماتے ہیں کہ یہ تطبیق درست ہے اور بہت سی احادیث اس کی مؤید ہیں اور اس میں تردید ہے ان لوگوں کی جو جنات کے بارے میں یوں کہتے ہیں کہ وہ کھاتے پیتے نہیں ہیں۔ اور جن روایتوں میں کھانے پینے کا ذکر ہے ان کو ظاہر پر محمول نہیں کرتے بلکہ ان میں تاویل کرتے ہیں یہ رائے ان کی غلط ہے اور جن روایتوں میں کھانے پینے کا ذکر ہے وہ اپنے ظاہر پر ہی محمول ہیں۔

ابن العربی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ذکر کی ہے وہ فرماتے ہیں

کہ ایک مرتبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا۔ پس ایک سانپ آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کان کے قریب اپنا منہ کر دیا اور سر گوشی کرنے لگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں ہاں فرمایا اور وہ چلا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک جن تھا۔ مجھ کو یوں کہہ رہا تھا کہ آپ اپنی امت کو ہڈی اور لید سے استنجا کرنے سے منع فرمادیں کیونکہ یہ ہمارا کھانا ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جنات کھاتے پیتے ہیں اور شروع میں ایک حدیث آئی تھی جس میں مذکور تھا کہ جنات مسلمانوں کے گھروں کی چھت میں رہتے ہیں اور ان کے ساتھ کھانے پینے میں شریک رہتے ہیں اس روایت کا ان لوگوں کے پاس کوئی جواب نہیں ہے جو یوں کہتے ہیں کہ جنات کھاتے پیتے نہیں۔ عام روایتیں اسی کو بتلا رہی ہیں کہ تمام جنات کھاتے پیتے ہیں۔ قاضی عبدالجبار فرماتے ہیں کہ جنات کا لطیف الاجسام ہونا کھانے پینے کے منافی نہیں ہے البتہ ملائکہ علیہم السلام کے بارے میں تمام علما کا اجماع ہے کہ وہ کھاتے پیتے نہیں ہیں اور صحیح روایتوں میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔

بارہواں باب

شیطان کے بائیں ہاتھ سے کھانے پینے کے

بیان میں

سلم ابو داؤد ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بائیں ہاتھ سے ہرگز مت کھاؤ اور اس لئے ~~کھانا بائیں ہاتھ سے کھانا پینے اور حضرت عائشہ کی روایت میں اس کا احوال ہے~~ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داہنے ہاتھ سے کھاؤ داہنے ہاتھ سے پیو داہنے ہاتھ لو داہنے ہاتھ دو اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اسی سے پیتا ہے اسی سے لیتا ہے اسی سے دیتا ہے۔ ہو مگر فرماتے ہیں کہ اسی روایت میں دلیل ہے کہ شیاطین کھاتے پیتے ہیں اگرچہ بعض حضرات نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کھانا پینا شیاطین کو پسند ہے مگر یہ تاویل پسندیدہ نہیں ہے بلکہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے کیونکہ جب تک کسی لفظ کے حقیقی معنی مراد لینے کا موقع ہوتا ہے معنی مجازی کی طرف رجوع کرنا مناسب نہیں ہے اور کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ شیاطین کھاتے پیتے ہیں مگر ان کا کھانا صرف سوکھنا ہوتا ہے چنانچہ نہیں ہوتا اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کھانے کو بائیں ہاتھ میں لے کر سونگتے ہیں مضر بن کرام کی رائے ہے کہ "وشارکم فی الاموال والاولاد" سے مراد حرام جگہ مال خرچ کرنا اور زنا سے حرام بچہ ہونا ہے۔

۱ والنذائے سلم

تیرہواں باب

جنات کو کھانے میں شریک ہونے سے کس طرح روکا جائے
 حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
 شریک ہوتے تو جب تک آپ بنفس خود کھانا شروع نہ فرماتے کوئی شروع نہ کرتا ایک
 مرتبہ ہم کھانا کھا رہے تھے اور ایک لونڈی آئی اور اس نے کھانے میں شریک ہونا چاہا
 آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ایک درہماتی آیا اس نے بھی شریک ہونا چاہا آپ نے اس کا
 بھی ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ شیطان بغیر اللہ کے نام کے کھانے میں شریک ہونا چاہتا
 ہے اور وہ ان دونوں کو اس مقصد سے لایا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں
 میری جان ہے ان دونوں کے ہاتھ کے ساتھ شیطان کا ہاتھ بھی میرے ہاتھ میں ہے
 (اسلم، البوداؤد)

حضرت امیہ ابن بخشی سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
 فرماتے اور ایک شخص کھانا کھا رہا تھا جب اس کے کھانے میں سے صرف ایک لقمہ
 گیا تو اس نے "بسم اللہ اولہ و آخرہ" کہا پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منسی آئی پھر
 آپ نے فرمایا کہ شیطان برابر اس کے کھانے میں شریک تھا جب اس نے اللہ کا نام
 لیا تو شیطان نے کھانے کی قے کر دی (البوداؤد شریف)

معاویہ ابن نضیل فرماتے ہیں کہ میں عنیبہ ابن سعید کے پاس بیٹھا ہوا تھا اسی اثنا
 میں ان کے ثعلبہ ابن سہیل آتے پس عنیبہ نے ان سے کہا اپنا چشمہ دیکھ کوئی دلفقہ نہاؤ
 جو عجیب ہوا نہوں نے کہا میں روزانہ سحری میں پینے کے لئے پانی رکھا کرتا تھا اور سحری میں
 وہ نہ ملتا تھا پس ایک روز میں نے سورہ یس دم کر کے رکھا پس وہ پانی وہیں ملا اور
 دیکھتا کیا ہوں کہ ایک اندھا شیطان گھر کے چاروں طرف گھوم رہا ہے۔

پیدا ہوتی ہے علامہ زمخشری نے کشاف میں تحریر فرمایا ہے کہ میں نے بہت سی مرتبہ پرانی کتابوں کے اندر دیکھا ہے کہ ان میں بہت جگہ ایک کپڑے ہوتے ہیں جو تیز نظر والوں کو بھی بغیر حرکت کئے ہوئے نظر نہیں آتے تھے جب وہ ساکن ہوتے ہیں تو سکون کی وجہ سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں اگر انہیں ہاتھ سے چھیڑا جائے تو حرکت کرتے ہیں اور اپنا پہلا رنگتے ہیں اس سے خدا کی کاریگری کا پتہ چلتا ہے کہ اس نے کس قدر با یکسانیت مخلوق کو بنا کر پیر دل و دماغ بنائے اور ان کے اندر روح پھونکی اور اس سے یہی لطیف الخلق سے جانور ہو سکتے ہیں خدا کی ذات کو کوئی مشکل نہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں بناتے ہیں خدا ہر چیز پر قادر ہیں۔

پندرہواں باب

جنات کے مکلف ہونے کے بیان میں

ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک جنات احکام شرعیہ کے مکلف ہیں قرآن کریم کا ارشاد ہے فبأی الآءد بکما تکذبان اور جنات اس آیت کے مخاطب باتفاق جن وانس ہیں۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ تمام علیا کا اتفاق ہے کہ جنات احکام شرعیہ کے مکلف ہیں۔

قاضی عبد الجبار فرماتے ہیں کہ تمام ائمہ مجتہدین کا جنات کے مکلف ہونے پر اتفاق ہے۔ فرقہ والے کہتے ہیں کہ جنات اپنے افعال کے صلہ کرنے میں مجبور ہیں مکلف نہیں ہیں ان کی یراتے باطل ہے کیونکہ قرآن کریم میں جا بجا شیاطین کی مذمت ہے اور ان پر لعنت کی ہے اور ان کے شر سے ڈرایا گیا ہے اور ان کے عذاب کا ذکر ہے

کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ اس طرح کی زبرد تو بیخ اسی کو ہو سکتی ہے جو محارم کا مرتکب ہو اور اوامر و نواہی کا منکر ہو۔ پس یہ صریح دلیل ہے ان کے مکلف ہونے کی نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شیاطین پر لعنت فرمائی اور لوگوں کو ہدایت کی کہ شیاطین معاصی کی طرف بلاتے ہیں اور دلوں میں برسے برسے ڈالتے ہیں اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ جنات مکلف ہیں اور قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جنات نے آن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی قرآن کریم سنا اور اس کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لائے اور کفر و شرک سے توبہ کی اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ احکام شرعیہ کے مکلف ہیں اور اس کے علاوہ بہت سی آیات ہیں ان کے مکلف ہونے کا ذکر ہے عرضیکہ جنات کا مکلف ہونا اس پر تمام علماء کا اجماع ہے کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

سولہواں باب

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے قبل جنات میں
کوئی نبی ہوا ہے

تمام متقدمین و متاخرین کا اتفاق ہے کہ جنات میں سے کبھی کوئی نبی نہیں ہوا بلکہ ہمیشہ انسانوں ہی میں سے نبی اور رسول ہوتے ہیں۔ ابن عباس، ابن جریر، مجاہد وغیرہ سے بھی اسی طرح مروی ہے اور شروع کتاب میں دوسرے باب کے آخر میں گذر چکا ہے کہ جنات نے آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے قبل اپنے نبی بادشاہ یوسف کو قتل کر دیا تھا اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ جنات میں سے جنات کی طرف نبی مبعوث کئے گئے ہیں حضرت قتادہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے قبل جنات میں سے کوئی نبی جنات کی طرف مبعوث کیا گیا ہے آپ نے قرآن

کریم کی آیت پڑھی جس میں ذکر ہے کہ انسان اور جنات میں ان ہی جنس سے بنائے گئے ہیں۔ یا معشرا الجن والانس الم یاتکم رسول منکم یقصدون علیکم آیاتی۔ حضرت ضحاک نے اس سے استدلال کیا ہے کہ جنات میں سے کچھ جنات بنی ہوتے ہیں جس طرح انسانوں میں سے ہوتے ہیں۔ ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ جن بنی انسانوں کی طرف بھی مبعوث کئے گئے ہوں جس طرح یہ ممکن ہے کہ انسان بھی جنات کی طرف بھیجے گئے ہوں مگر یہ احتمال فاسد ہے بلکہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ انسانوں کی طرف انسان بنی بھیجے گئے اور جنات کی طرف جنات بنی بھیجے گئے ابن حزم فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کوئی انسان بنی جنات کی طرف مبعوث نہیں کیا گیا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پہلے بنی صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوا کرتا تھا اور ظاہر ہے کہ جنات انسانوں کی قوم و جنس سے نہیں ہیں اس لئے یہ طے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کوئی انسان بنی جنات کی طرف مبعوث نہیں کیا گیا ابن حزم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم بالیقین جانتے ہیں کہ جنات نے بھی اپنی قوم کو خدا کے عذاب سے ڈرایا ہے اور ان میں بھی بنیا ہوتے ہیں قرآن کریم کی آیت یا معشرا الجن والانس (الآیہ) دلالت کر رہی ہے اس سے بھی حضرت ضحاک کی رائے کو تقویت ملتی ہے کہ جنات میں بھی نبوت کا سلسلہ رہا ہے نیز حضرت ضحاک کی رائے کے موافق ابن عباس کی حدیث ہے جس کو حاکم نے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ ومن الارض مثلہن اس سے مراد سات زمینیں ہیں ہرزہ میں ہیں تمہارے طرح بنی ہوتے ہیں اور تمہارے آدم کی طرح آدم ہوتے ہیں اور تمہارے نوح کی طرح نوح ہوتے ہیں اور تمہارے ابراہیم کی طرح ابراہیم ہوتے ہیں اور تمہارے عیسیٰ کی طرح عیسیٰ ہوتے ہیں۔ حافظ ذہبی نے فرمایا ہے کہ ابن عدیث کا سبب صحیح ہے۔

اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت اور ذکر کی ہے سبع سموات
 و من الارض مثلہن کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ہرزہ میں میں تمہارے جیسے ابراہیم
 آئے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث علی شرط الشیخین ہے
 اور اس کے تمام رجال آئمہ ہیں اور جمہور علماء نے اس آیت کی تفسیر جس میں جنات
 کے رسول ہونے کا ذکر ہے یہ کیا ہے کہ انسانوں کی طرف اللہ نے رسول بھیجے ہیں
 اور جنات کے رسولوں سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے انسان رسولوں سے خدا کا کلام
 سنا اور اپنی قوم کو ڈرایا انسانوں کی طرح رسول ہونا مراد نہیں ہے۔ ابن عباس، مجاہد
 ابن جریج وغیرہ سے بھی اس کی تفسیر اسی طرح مروی ہے۔

شہواں باب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عامہ جنات کو بھی شامل ہے

تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت جن و انس سب
 کی طرف ہوئی ہے صحیحین میں جابر بن عبد اللہ کی حدیث ہے وہ فرماتے ہیں کہ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو پانچ چیزیں ایسی ملی ہیں جو کسی نبی کو نہیں
 ملی ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ پہلے نبی صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث کئے
 جاتے تھے اور میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں اس حدیث شریف میں
 لفظ "ناس" واقع ہے۔ ناس کے معنی سمجھدار اور صاحب فکر جو ان کے آتے
 ہیں آئمہ سنت کا اتفاق ہے کہ لفظ ناس کے عموم میں جنات بھی داخل ہیں۔
 صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اسود اور احمر کی طرف اسود کے معنی

سیاہ کے آتے ہیں اور امر کے معنی سرخ کے آتے ہیں۔ اسود و امر سے کیا مراد ہے اس میں
 علما کا اختلاف ہے کچھ علماء کی رائے ہے کہ اس سے مراد عرب اور عجم ہیں کیونکہ عجمی لوگوں
 سرخ اور سفید ہوتے ہیں اور عربی لوگوں گندم گوں اور سیاہ ہوتے ہیں اور بعض نے
 کہا ہے کہ اس سے مراد جن وانس ہیں اور بعض نے کہا اس سے مراد سیاہ و سرخ
 ہیں البتہ اسود سے جنات مراد لینا یہ قرین قیاس ہے چونکہ جنات ارواح کے مشابہ
 ہیں اور ارواح کو اسودہ کہتے ہیں جیسا کہ حدیث معراج میں ذکر ہے کہ آپ نے
 آدم علیہ السلام کو دیکھا اور ان کے دائیں ہاتھیں اسودہ یعنی ارواح تھیں اور حضرت
 ابن مسعود لیلیٰ البیہن کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 کچھ اسودہ یعنی ارواح مراد جنات ہیں آئیں اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی
 حدیث میں صراحتاً جنات کا ذکر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو جن
 وانس اور ہر سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔

ابن عبدالبر نے فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام جن وانس کی طرف
 بشیر و نذیر بنا کر مبعوث کئے گئے ہیں اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور مجملہ فضائل
 کے ایک فضیلت آپ کو تمام نبیوں پر یہ ہے کہ آپ کی بعثت عام ہوئی ہے
 اور آپ کو اپنی قوم کی زبان کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے۔

اور ابن حزم نے فرمایا ہے کہ اکثر علماء نے اپنی تصانیف میں یہی ذکر فرمایا ہے
 کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن وانس کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں اور امام الحرمین نے
 اپنی کتاب ارشاد میں تحریر فرمایا ہے کہ ہم بالیقین اس بات کو جانتے ہیں کہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم جن وانس کی طرف مبعوث کئے گئے تھے اور علامہ ابن تیمیہ نے

نے ایک کتاب کا نام ہے۔

فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جن دامن کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور
 لوگوں پر واجب ہے کہ وہ ایمان لائیں اور آپ کی اطاعت کریں اور جس چیز کو آپ
 حلال کہیں اس کو حلال مانیں اور جس کو حرام کہیں اس کو حرام مانیں اور اللہ اور اس
 کے رسول جس چیز کو واجب قرار دیں اس کو واجب جانیں اور جس چیز کو وہ پسند
 کریں اس کو لوگ بھی پسند کریں۔ اور ان کی ناپسندیدہ چیزوں کو بُرا جانیں اور واضح رہے
 کہ جس آدمی کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کی واضح دلیلیں آچکی ہوں
 اور پھر بھی وہ آپ پر ایمان نہ لائے چاہے وہ جن ہو یا انسان مستحق عذاب ہو گا اس
 پر تمام صحابہ تابعین اور آئمہ مسلمین اور تمام اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے۔
 انتہی کلام قرآن کریم میں جنات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی قرآن پاک سننے
 کا واقعہ مذکور ہے اور اسی میں یہ بھی ہے کہ وہ جنات آپ پر ایمان لے آئے تھے
 سورہ احقاف میں اس کی تفصیل ہے، جب یہ واقعہ آپ کو پیش آیا تو منجانب
 اللہ آپ کو حکم ملا کہ اس کو لوگوں کو سنا دیں چنانچہ آپ نے قل اوحی الی
 انہ السمع الخ یہ سورت تلاوت فرمائی تاکہ لوگ جان سکیں کہ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم جن دامن سب کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں اور اس سورت میں تذکرہ ہے
 کہ تمام انسانوں پر اور تمام جنات پر واجب ہے خدا پر ایمان لانا اور آخرت کے دن
 پر ایمان لانا اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک
 نہ ٹھہرانا جب کہ اسی صورت میں ذکر ہے کہ کچھ انسان جنات کو خدا کے ساتھ شریک
 کیا کرتے تھے جس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ بہت سے لوگ وادیوں میں آیا کرتے
 تھے چونکہ وہاں پر جنات کی کثرت ہوتی ہے بمقابلہ دیگر جگہوں کے پس یوں کہا کرتے
 تھے کہ میں اس وادی کے سردار کی پناہ چاہتا ہوں بیوقوفوں سے اور اس کے علاوہ
 بھی دیگر افعال شریک کیا کرتے تھے۔ ملاح ابن علاط سمی کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے کہ

وہ کسی قافلہ کے ساتھ مکہ میں آئے راستہ میں ایک پرخطر وادی میں پڑاؤ کیا جس میں کثرت سے درندے بہا کرتے تھے ان سے کسی سوار نے کہا کہ کھڑے ہو جائیے اور قافلہ کے واسطے جنات وغیرہ سے امن طلب کیجئے پس انہوں نے قافلہ کا چکر کاٹتے ہوئے ایک شعر پڑھا جس کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنے لئے اور اپنے ساتھیوں کے لئے اس وادی کے جنات کی پناہ چاہتا ہوں تاکہ ہم صحیح سلامت واپس چلے جاویں پس اسی اثناء میں انہوں نے کسی پڑھنے والے کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا یا معشر العین والانس۔ الایہ۔ پس جب وہ مکہ پہنچے تو کفار قریش کو اپنا واقعہ سنایا انہوں نے سن کر کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی محمدؐ پر ایمان لا کر بددین ہو گیا ہے یہ کلام تو محمدؐ پر اترتا ہے انہوں نے کہا ہم سب نے سنا ہے اور وہ سچ ہے پس آپ ایمان لے آئے اور ہجرت فرما کر مدینہ منورہ چلے گئے اور وہاں جا کر ایک مسجد تعمیر کی جو ان ہی کے نام سے مشہور ہوئی اس واقعہ میں بھی ذکر ہے کہ بہت سے انسان جنات کی پناہ مانگا کرتے تھے جیسا کہ خود انہوں نے پناہ مانگی تھی۔

جب جنات دیکھتے ہیں کہ انسان ان کی پناہ مانگ رہا ہے اور ان کے سامنے اپنے کو ذلیل کر رہا ہے تو ان کی سرکشی اور بڑھ جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ جو آدمی ان کے بادشاہوں کے نام کی قسم کھا کر منتر کرتا ہے تو وہ اس کو پورا کر دیتے ہیں اور اس کو لوگوں میں کچھ برتری حاصل ہو جاتی ہے اور جنات خوب جانتے ہیں کہ انسان کا مرتبہ ان سے بلند ہے مگر جب وہ اس کے باوجود اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے تو وہ اس کی حاجت روائی کر دیتے ہیں جیسا کہ کوئی بڑا آدمی چھوٹے کے سامنے گڑگڑاتے اور وہ اس کی تنگ حالی دیکھ کر اس کی حاجت روائی کر دے یہی حال جنات کا ہے کہ وہ انسان کی خستہ حالی دیکھ کر اپنی تعظیم کے گھڑ میں آکر اس کی حاجت روائی کر دیتے ہیں جنات کا جو وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا اور اس نے

ایمان قبول کیا تھا اور پھر جا کر اپنی قوم سے کہا تھا کہ خدا کے رسول کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عامہ جنات کو بھی شامل ہے اور پھر جنات کا اپنی قوم سے یہ کہنا کہ جو خدا کے رسول کی بات نہیں منے گا وہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا بلکہ وہ خود ہی گمراہ ہو رہا ہے یہ واضح دلیل ہے اس بات کی جو بھی جن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاوے گا وہ کافر ہے۔

اٹھارہواں باب

جنات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا اور قرآن سننا

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل طائف سے مایوس ہو کر مکہ واپس آ رہے تھے راستہ میں آپ نے ایک کھجور کے باغ کے پاس قیام فرمایا پس جب رات ہوئی آپ نے تہجد کی نماز شروع فرمائی اسی اثناء میں نصیبین کے سات جنات کا وہاں سے گذر ہوا انہوں نے قرآن کریم سنا اور وہ آپ پر ایمان لے آئے اور جا کر اپنی قوم کو ڈرایا اور ان کو دعوت دین پیش کی جس کو اللہ تعالیٰ نے سورہ احقاف میں ذکر فرمایا ہے صحیحین کی حدیث میں ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جنات کو قرآن سنایا ہے اور نہ ان کو دیکھا ہے بلکہ واقعہ یہ پیش آیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے چند اصحاب کے سوق عکاظ میں تشریف لے جا رہے تھے اسی اثناء میں شیاطین کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا اور ان کے اوپر آگ کے تارے ٹوٹنے لگے پس جب شیاطین اپنی قوم کے پاس آئے اور انہوں

نے ایک جگہ کا نام ہے۔

نے قہقہہ سنایا تو انہوں نے کہا یقیناً کوئی نئی بات دنیا میں پیش آئی ہے جس کی وجہ سے یہ معاملہ
 ہمارے ساتھ پیش آیا ہے پس وہ اس کی تحقیق کے لئے تمام دنیا میں پھیل گئے پس ان
 میں سے کچھ لوگ جو حجاز کی طرف آئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ان کا گذر
 ہوا اس وقت آپ اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے پس جب ان کے کانوں
 میں قرآن کی آواز آئی تو انہوں نے غور سے سنا شروع کر دیا اور اپنی قوم سے جا کر کہا
 کہ اس وجہ سے ہم کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا ہے جس کو قرآن کریم نے تفصیل
 سے بیان کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا منع فرمانا کہ حضور نے جنات کے
 سامنے قرآن نہیں پڑھا ہے اور نہ ان کو دیکھا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس
 واقعہ میں آپ نے نہ قصداً ان کو سنایا ہے اور نہ دیکھا ہے بلکہ آپ تو فجر کی نماز پڑھا رہے
 تھے یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ نے بالکل ہی ان کو سنایا اور دیکھا نہیں ہے چونکہ
 ابن عباسؓ ہی سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ وہ جنات ہی تھے اور حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ان کو ان کی قوم کی طرف قاصد بنا کر بھیجا تھا اور ان کے ذریعہ دعوت
 دین جنات کے پاس پہنچائی تھی اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابن عباس کا یہ کہنا کہ آپ
 نے ان کو کلام نہیں سنایا اور نہ ان کو دیکھا کہ اس سے مراد نماز فجر ہے جب آپ نماز
 پڑھا رہے تھے اور نماز سے فراغت کے بعد بھی کلام نہ کرنا اس سے ثابت نہیں ہے
 بلکہ آپ کا ان کو قاصد بنا کر بھیجنا دلیل ہے کہ آپ نے ان سے کلام بھی فرمایا ہے
 اور ان کو دیکھا بھی ہے جیسا کہ قرآن نے بیان کیا ہے کہ جب جنات اپنی قوم کے پاس
 پہنچے تو انہوں نے کہا کہ اے قوم خدا کے داعی کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ۔
 تمہاری مغفرت کر دی جائے گی اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ نماز سے فراغت پر
 آپ نے جنات کو جمع کیا اور ان کو دعوت دین پیش کی اور وہ مشرف بالاسلام ہوئے
 اس کے بعد اپنی قوم کو جا کر ڈرایا۔ نیز حضرت عبداللہ ابن مسعود کے واقعہ سے بھی پتہ

چلتا ہے کہ حضرت ابن عباس کا انکار کرنا یہ مطلقاً نہیں ہے بلکہ اس خاص واقعہ کے ساتھ محض ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود آپ کے ساتھ تھے آپ جنات کو دعوتِ دین دینے کے واسطے تشریف لے گئے اس وقت آپ نے ایک دائرہ بنایا کہ اسے ابن مسعود جب تک میں نہ آؤں تو یہاں سے نہ ہٹنا اس کے بعد آپ آگے تشریف لے گئے اور جنات کو قرآن سنایا اور ان کو دعوتِ دین پیش کی اس واقعہ کے باوجود ابن عباس کا منع فرمانا ظاہر ہے کہ وہ نماز کی حالت مراد ہے مطلقاً عدم کلام مقصود نہیں ہے۔ علامہ بیہقی نے فرمایا ہے کہ ابن عباس سے جو مروی ہے کہ آپ نے جنات کو قرآن نہیں سنایا اور نہ ان کو دیکھا اس سے مراد وہ پہلا واقعہ ہے جبکہ جنات کو آپ کی اطلاع ہوئی تھی اس وقت نہ آپ نے ان کے سامنے قرآن پڑھا اور نہ ان کو دیکھا جیسا کہ ابن عباس نے بیان فرمایا ہے پھر دوبارہ جنات کا قاصد آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا آپ اس کے ساتھ تشریف لے گئے اور ان کو قرآن سنایا جیسا کہ عبداللہ ابن مسعود کی روایت میں ہے اور انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ان کے نشانات بھی دکھائے اور ان کے کھانے کے تیار کرتے وقت جو آگ کے نشانات رہ گئے تھے وہ بھی دکھائے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابن عباس کا وہ لگا پہلے قہقہے کے ساتھ متعلق ہے جبکہ آپ سوتے ہوئے تشریف لے جا رہے تھے جیسا کہ صحیحین کے حوالہ سے اوپر گزر چکا ابن مسعود کو دونوں قصے یاد تھے اس لئے وہ دونوں کی روایت کرتے ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قصہ یہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولوی نخلہ میں قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے جب جنات نے سنا تو آپس میں کہا کہ چپ ہو کر سنو پس اس پر قرآن کی آیت واذ صوفنا الیلک نعوا من الجن الایہ۔ نازل ہوئی اور دوسرا قصہ صحیحین میں ہے کہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جنات کے آنے کی اطلاع ایک درخت

نے دیکھی اس کی تفصیل عنقریب آرہی ہے علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ حدیث ابن عباس کے معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قصداً جنات کو قرآن نہیں سنایا تھا بلکہ انہوں نے خود سنا تھا اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے سننے کا علم نہ تھا اور نہ ہی آپ نے ان سے کلام فرمایا تھا بلکہ جب قرآن کریم کی سورت قل اوحی الی۔ الخ۔ نازل ہوئی اس وقت آپ کو خدا نے بتلایا کہ تمہاری زبانی جنات نے قرآن سنا تھا اور وہ مسلمان ہو گئے تھے۔ علامہ قرطبی کی اس تحقیق کے ابن عباس کی اس روایت میں جس میں ذکر ہے کہ آپ نے ان کو قرآن سنایا اور نہ ان سے کلام کیا اور ان کی اولیاء میں جن میں ذکر ہے کہ آپ نے جنات کو قرآن سنایا اور ان سے کلام فرمایا جیسا کہ ابن مسعود کی حدیث میں گذر چکا تطبیق ظاہر ہے اور روایات میں کوئی تضاد نہیں ہے علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے جو کچھ بیان کیا وہ قرآن کو کم کی روشنی میں بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جنات کے آنے کی خبر نہیں تھی اور نہ آپ نے ان کو قرآن سنایا تھا بلکہ آپ تو فجر میں نماز کے اندر تلاوت فرما رہے تھے اور جنات اس بات کی تحقیق کے لئے نکلے ہوئے تھے کہ آج ہمیں آسمان پر جانے سے کیوں روک دیا گیا اور ہمارے آگ کے انگارے کیوں مارے جا رہے ہیں اس وقت جنات نے قرآن سنا اور ایمان لائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر بذریعہ قرآن دیا گئی قل اوحی الی۔ الخ۔ نازل فرما کر ابن عباس اسی واقعہ کو نقل فرماتے ہیں اور وہ اس طرح ہے جس طرح آپ نقل فرماتے ہیں کہ نہ آپ نے ان کو قرآن سنایا اور نہ ان سے کلام فرمایا اور ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ حضرات دوسرے واقعہ کو نقل فرماتے جو اس طرح پر ہے کہ اس کے بعد پھر دوبارہ جنات آپ کے پاس حاضر ہوئے آپ نے ان کے سامنے سورۃ رخصن کی تلاوت فرمائی جب بھی آپ نبای الآءد بکسما تکذبان تلاوت فرماتے جس کا ترجمہ یہ ہے

کہ اسے جن و انس اپنے رب کی کس کس نعمت کی ناشکری کر دے تو وہ جنات کہتے کہ اسے ہمارے رب تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں ہم آپ کی کسی نعمت کی ناشکری نہیں کرتے ان دونوں واقعوں میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ دونوں واقعے الگ الگ ہیں اور ابن عباسؓ اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دونوں روایتوں کے عمل الگ الگ ہیں پس ابن عباسؓ کا یہ فرمانا کہ آپ نے جنات سے کلام نہیں فرمایا اور نہ ان کو قرآن سنایا یہ بھی درست اور ابن مسعود کا یہ فرمانا کہ آپ نے جنات سے کلام فرمایا تھا اور ان کو قرآن بھی سنایا تھا یہ بھی درست یہ سب اس وقت ہے جبکہ دونوں واقعوں کو الگ الگ قرار دیا جائے اور اگر ایک ہی واقعہ قرار دیا جائے تو اس وقت ابن مسعود کی رائے زیادہ معتبر ہوگی کیونکہ ابن مسعود خود لیلۃ البیّن کے واقعہ میں شریک تھے جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط کسینھا تھا اور مجھ کو فرمایا تھا کہ میرے آنے تک اس سے مت نکلنا اور ابن عباس اس وقت دودھ پیتے پکے تھے کیونکہ قصہ جن ایک قول کے مطابق ہجرت سے تین سال قبل پیش آیا اور واقعہ کا یہ فرمایا کہ نبوت کے گیارہویں سال میں پیش آیا اور ابن عباسؓ حجۃ الوداع کے سال میں بارہ تیرہ سال کی عمر میں تھے اس لئے ابن مسعود کی رائے زیادہ معتبر ہوگی۔ علامہ سہیلی نے فرمایا کہ وہ جنات جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے وہ قبل از اسلام یہودی تھے اسی لئے انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد وہ نبی آیا ہے یوں نہیں کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آیا ہے اور جنات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہلی مرتبہ آنا ہجرت سے تین سال کے قریب پہلے واقع ہوا ہے اور معراج سے پہلے ہوا ہے واقعہ کا یہ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم طائف دعوت دین کے لئے تیس شوال کو تشریف لے گئے تھے اور آپ پچیس دن تشریف فرما رہے اور مکہ مکرمہ میں آپ کی واپسی تیس ذی قعدہ بروز منگل کو ہوئی پھر آپ مکہ مکرمہ میں

تین ماہ رہے اور مجوں کے جنات آپ کے پاس ربیع الاول سالۃ نبوی کو آئے تھے۔

جو جنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایمان لائے تھے اور وہ پہلی مرتبہ آپ کے پاس آئے تھے ان کے اعداد میں علی کا اعلان

فصل ۱۰

ہے۔ ابن اسحاق نے فرمایا کہ وہ سات تھے حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ وہ سات تھے تین حوران کے رہنے والے تھے اور چار نصیبین کے رہنے والے تھے اور حضرت ثوری سے مروی ہے کہ وہ نو تھے اور حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ وہ بارہ ہزار تھے علامہ ہبیلی نے فرمایا کہ تفاسیر میں ان کے نام بھی ذکر کیے گئے ہیں وہ یہ ہیں۔ شامرا، ماص، منشی، ماشی، اصعب۔ ابن درید نے بھی انہیں بائع کا تذکرہ کیا ہے۔ عمر ابن عبدالعزیز کے فضائل میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ ایک مرتبہ کسی جنگل میں جا رہے تھے پس انہوں نے ایک مراہو اسانپ دیکھا اور اس کو اپنی چادر کے ٹکڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا پس انہوں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ اسے سرق میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سرق تو کسی جنگل میں مرے گا اور تجھ کو ایک صالح آدمی دفن کرے گا پس حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے کہا کہ خدا تجھ پر رحم کرے تو کون ہے اس نے کہا میں ان جنات میں سے ہوں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سن کر ایمان لائے تھے ان میں سے میں اور یہ سرق زندہ ہیں اب یہ بھی مر گیا ہے یہ روایت بہت ہی متعدد طرق سے مروی ہے جو سب کے سب قریب المفہوم ہیں نہایت لطیف فرق سے متعدد راویوں نے اس کا ذکر کیا ہے مناسبت کا ایک ہی ہے اس لئے ان متعدد طرق کو ترک کر دیا گیا۔

۱۰ ایک گھائی کا نام ہے۔

۱۱ ایک جگہ کا نام ہے۔

اہل علم اصل کتاب کی مراجعت فرمادیں۔

ابن اسحاق نے ان کے اسماء نو شمار کرائے ہیں۔ حامسا، شامرا، ماصرا،
زین، رخصم، سرق، عمرو ابن الجومانتہ، عمرو بن جابر

انیسواں باب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جنات کے سامنے قرآن کریم پڑھنا اور

ان کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں جمع فرمانا

حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ
کیا تم میں سے کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیلۃ الجن میں تھا انہوں نے جواب
دیا کہ ہم میں سے کوئی آپ کے ساتھ نہیں تھا بلکہ صورتِ حال یہ تھی کہ ایک مرتبہ ہم
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پس اچانک ہم سے غائب ہو گئے پس ہم نے
آپ کو وادیوں میں گھاٹیوں میں تلاش کرنا شروع کر دیا جب آپ نہیں مل سکے تو ہم
نے سوچا کہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں نے نہ پکڑ لیا ہو اور ہماری پورکاریات
شدید اضطراب میں گذری پس جب صبح ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ آپ حراء کی جانب
سے آ رہے ہیں پس ہم نے آپ سے سارا قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا میرے پاس
جنات کا قاصد آیا تھا میں نے جا کر ان کو قرآن سنایا اور انہوں نے مجھے کھانے کے
بارے میں سوال کیا میں نے کہا کہ بربذ بوبہ بڈی تمہارے لئے پر گوشت کر دیا جابا کرے
گی اور لید تمہارے جانوروں کا چارہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ
بڈی اور لید سے استنجانہ کیا کریں یہ جنات کا کھانا ہے اور آپ نے ہم کو ان کے
نشانات اور ان کی آگ کے نشانات بھی دکھائے اور یہ جنات جزیرہ کے رہنے

والے تھے۔ (مسلم ابوداؤد)

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ یہ رات اس رات سے دوسری کا ہے جس میں ابن مسعود
 آپ کے ساتھ تھے اور آپ نے ایک دائرہ بنایا تھا اور ابن مسعود کو اس میں سے باہر
 نکلنے سے منع فرمادیا تھا۔ ابن مسعود کا آپ کے ساتھ جانا اس کو علامہ بیہقی نے اپنی
 کتاب دلائل النبوة میں بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ
 جنات کو دعوت دین دینے کے لئے میرے ساتھ کون چلے گا پس ابن مسعود کے علاوہ
 کوئی نہیں آیا اور ابن مسعود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کی بالائی سمت کی طرف
 چلے گئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدم مبارک سے ایک دائرہ بنایا اور ابن
 مسعود سے فرمایا کہ میرے آنے تک اس سے باہر نہ نکلنا پس آپ آگے چلے گئے اور
 آپ نے کھڑے ہو کر قرآن کریم کی تلاوت شروع فرمادی پھر آپ کے پاس بہت سے
 جنات جمع ہو گئے اور صبح تک آپ ان کے ساتھ مشغول رہے۔ جب آپ واپس
 تشریف لائے تو آپ نے لید بڑی ان کے لئے بطور کھانا دیا اور فرمایا کہ اس سے استنجامت
 کیا کرو اور بعض روایات میں یہ بھی اضافہ ہے کہ جنات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
 کہا کہ آپ کے رسول ہونے کا گواہی کون دے تاکہ ہم ایمان لے آویں آپ نے ان سے
 کہا کہ اگر یہ درخت گواہی دیدے تو تم ایمان لے آؤ گے انہوں نے کہا کہ بیشک ایمان
 لے آویں گے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کو بلایا وہ آگیا آپ نے اس سے
 کہا کہ تو گواہی دے کہ میں رسول ہوں اس نے کہا کہ بیشک آپ خدا کے رسول ہیں۔
 میں گواہی دیتا ہوں اس حدیث شریفہ سے پتہ چلتا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ
 لیلۃ البجن میں آپ کے ساتھ تھے پھر ابن مسعود کا یہ کہنا کہ آپ کے ساتھ ہم میں سے
 کوئی نہیں گیا کا ہر ہے کہ اس سے مراد کوئی دوسری لیلۃ البجن ہے کیونکہ لیلۃ البجن کا
 واقعہ متعدد بار پیش آیا ہے جیسا کہ عنقریب آ رہا ہے اور یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ

آپ جس وقت قرآن سننے کے لئے جنات کے پاس گئے تھے اور آپ ان کو قرآن سنا رہے تھے اس خاص مجلس میں ہم میں سے کوئی نہیں تھا چونکہ آپ کا صحابہ میں اعلان فرمایا کہ میرے ساتھ کون چلے گا جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا اور پھر صحابہ کا آپ کو تلاش کرنا جیسا کہ علقمہ کی حدیث میں گذر چکا ان دونوں میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے۔ ان دو متضاد باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ دونوں واقعے الگ الگ ہیں جس میں آپ نے صحابہ میں اعلان فرمایا کہ اگر کوئی جانا چاہے تو چل سکتا ہے اور صرف ابن مسعود آپ کے ساتھ گئے یہ اور ہے اور جس رات میں صحابہ نے آپ کو تلاش کیا اور یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ کہیں دشمنوں نے نہ آپ کو ادھر ادھر کر دیا ہو یہ اور ہے۔ اس کے بغیر کلام کے تعارض کو ختم نہیں کیا جاسکتا پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں واقعے الگ الگ ہیں ایک نہیں ہیں اگرچہ علامہ ہبیلی نے لیلۃ الجمن کا واقعہ ایک ہی بتلایا ہے مگر یہ درست نہیں بلکہ متعدد بار پیش آیا ہے۔

لیلۃ الجمن کا واقعہ متعدد بار پیش آیا ہے

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جنات کا آپ کے پاس آنا اور آپ کا ان کو

دعوت دین پیش کرنا مکہ مدینہ میں متعدد بار پیش آیا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ میں بھی لیلۃ الجمن میں آپ کے ساتھ رہے ہیں۔ جیسا کہ حافظ ابوالنعیم نے دلائل النبوة میں ابن مسعود کی حدیث سے ذکر کیا ہے کہ عمرو بن غیلان فرماتے ہیں کہ میں ابن مسعود کے پاس آیا اور ان سے معلوم کیا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ لیلۃ الجمن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے فرامیجھ کو وہ فقہ سناد بھیجئے کس طرح پیش آیا پس آپ نے فرمایا کہ ایک روز اصحاب صفہ میں سے ہر آدمی کو ایک ایک صحابی اپنے اپنے گھر کھانا کھلانے کے واسطے لے گئے اور میں رہ گیا مجھ کو کوئی نہیں لے گیا پس اسی اثناء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گذرے آپ نے فرمایا یہ کون ہے میں نے کہا کہ ابن مسعود ہوں آپ نے فرمایا کہ تجھ کو کوئی نہیں لے گیا میں نے کہا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ چل

کہ شاید میں تجھ کو کوئی چیز کھلا دوں پس میں آپ کے ساتھ چل دیا اور آپ حضرت ام سلمہ کے حجرہ کے پاس تشریف لائے مجھ کو باہر کھڑا کر دیا اور آپ اندر تشریف لے گئے تھوڑی دیر بعد ایک بچی اندر سے آئی اس نے کہا کہ ابن مسعود گھر میں کوئی نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس جانے کے لئے فرما رہے ہیں پس میں واپس آگیا اور مسجد میں جا کر زمین پر لیٹ گیا تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ وہ بچی پھر آئی اور اس نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو یاد فرما رہے ہیں میں اس کے پیچھے چل دیا کہ شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانا دیں گے جب میں اس پہلی جگہ پہنچ گیا تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لارہے ہیں اور آپ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ کی چھڑی ہے آپ نے اس کو میرے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ میں جہاں جاؤں گا تو وہاں میرے ساتھ چلے گا۔ میں نے کہا حضور چلوں گا آپ نے یہ جملہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا میں نے تینوں بار یہی جواب دیا اس کے بعد آپ چل پڑے اور میں بھی آپ کے ساتھ چل دیا یہاں تک کہ ہم یقیناً اللہ کے میں پہنچ گئے پس آپ نے اپنی چھڑی سے ایک دائرہ بنایا اور مجھ کو حکم فرمایا کہ اس میں بیٹھ جا اور میرے آنے تک اس سے مت نکلنا پس آپ آگے چلے گئے اور آپ مجھ کو نظر آ رہے تھے پس میں دیکھتا ہوں کہ ایک سیاہ غبار سا اڑا اور پھر ختم ہو گیا پس میں نے سوچا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا جاؤں ہو سکتا ہے کہ قبیلہ ہوازن آپ کو قتل کرنے کی کوشش کر رہا ہو اور میں جا کر آپ کی مدد کروں اور شور مچا دوں مگر ساتھ ہی مجھ کو آپ کی بات یاد آگئی کہ آپ نے اس سے نکلنے سے منع فرمایا ہے پس میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنی چھڑی سے بھگا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ بیٹھ جاؤ پس وہ بیٹھ گئے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور وہ چلے گئے

۱۔ ایک جگہ کا نام ہے۔

پھر میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھ سے دریافت کیا کہ تو میرے بعد میں سو گیا تھا میں نے کہا کہ نہیں بلکہ میں تو ڈر گیا تھا کہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قبیلہ ہوازن نے نہ پکڑ لیا ہو اور میں آپ کی مدد کے لئے آواز دینے ہی والا تھا کہ اچانک مجھ کو آپ کی چھڑی کی آہٹ سنائی دی جبکہ آپ ان کو بھگا رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو اس دائرہ سے نکل جاتا تو کوئی نہ کوئی جن تجھے ضرور مزاحمت کرتا پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا تو نے کچھ دیکھا ہے میں نے کہا کہ ہاں سیاہ قسم کے گندہ بغل لوگ تھے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کہ نصیبین کے جنات کا وفد تھا اور انہوں نے مجھے کھانے کے بارے میں بھی پوچھا تھا پس میں نے ان کو بڑی اور لید بتلا دیا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس سے کیا ہوگا آپ نے جواب دیا کہ جب وہ بڑی اٹھائیں گے تو وہ ان کے ہاتھ میں پر گوشت ہو جاوے گی اور لید کے اوپر وہ دلنے پیدا ہو جائیں گے جو اس کے اندر اس دن تھے جس دن اس کو کسی جانور نے کھایا تھا پس تم ان سے استنجامت کیا کرو یہ لیلۃ الجن کا وقتہ ہجرت کے بعد مدینہ کا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں بھی آپ کے ساتھ تھے اور بقیع الفرقہ میں آپ نے حلقہ بنایا تھا اور اس میں ابن مسعود بیٹھے تھے اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ لیلۃ الجن کا واقعہ متعدد بار پیش آیا تھا۔ امام احمد ابن حنبل نے ابن مسعود کی ایک اور روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیلۃ الجن میں تھا کہ اچانک آپ کا سانس پھولنے لگا میں نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا ہوا آپ نے فرمایا کہ میری جان نکلنے کو ہو رہی ہے میں نے کہا کہ پھر آپ اپنا خلیفہ متعین فرمادیں۔

آپ نے پوچھا کہ کس کو؟ میں نے کہا کہ ابو بکرؓ کو۔ آپ نے سکوت فرمایا۔ اور کچھ دیر بعد آپ کی وہی حالت ہوئی۔ میں نے پھر کہا کہ آپ اپنا خلیفہ

متعین فرمادیں آپ نے فرمایا کس کو میں نے کہا مگر آپ نے پھر سکوت فرمایا اور کچھ دیر کے
 بعد آپ کی پھر وہی حالت ہوئی میں نے پھر کہا کہ اپنا خلیفہ متعین فرمادیں آپ نے بوجھا
 کس کو میں نے کہا علیؑ کو اس وقت آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری
 جان ہے اگر لوگ اس کی اطاعت کریں گے تو سب کے سب جنت میں داخل ہو
 جائیں گے اس حدیث شریف میں اگرچہ مدینہ کا ذکر نہیں ہے مگر ظاہر یہ معلوم ہوتا
 ہے کہ یہ واقعہ مدینہ ہی میں پیش آیا تھا۔ اس لئے کہ جب لیلۃ الجمن کا واقعہ مکہ میں
 پیش آیا تھا اس وقت حضرت علیؑ خلیفہ بننے کی عمر میں نہیں تھے اس لئے کہ حضرت
 علیؑ کا انتقال ۳۵ھ میں رمضان شریف میں ہوا تھا اور آپ کی کل عمر اٹھاون سال ہوئی
 ہے اور لیلۃ الجمن کا واقعہ مکہ میں ہجرت سے تین سال قبل پیش آیا تھا جیسا کہ پیچھے
 گزر چکا ہے اس وقت حضرت علیؑ کی عمر چودہ پندرہ سال کے قریب ہو گی ایسی عمر میں
 خلافت کے بارے میں ان کا نام پیش کرنا بعید ہے پس معلوم ہوا کہ یہ مدینہ کا واقعہ
 ہے جبکہ آپ کی عمر کافی ہو چکی تھی اور آپ خلیفہ بننے کے لائق ہو چکے تھے۔ اس سے
 معلوم ہوتا ہے کہ یہ لیلۃ الجمن کا واقعہ مدینہ منورہ ہی میں پیش آیا نیز آپ کا یہ فرمانا کہ
 میری وفات کا وقت قریب آ رہا ہے اور میری جان نکلنے کو ہو رہی ہے جیسا کہ ابھی
 اس واقعہ میں گزر چکا ہے اس سے بھی لیلۃ الجمن کے مدینہ میں واقع ہونے کی تائید ہوتی
 ہے اگرچہ حافظ ابو نعیم نے ایک حدیث ذکر کی ہے جس کے اندر عثمان بن علیؑ کا ذکر ہے اور
 اس میں یہ ہے کہ یہ واقعہ مکہ کا ہے عنقریب اس کا ذکر آئے گا اس سے مذکورہ بالا تحقیق
 پر زور پڑتی ہے بہر حال جو بھی صورت حال ہو ہر ایک سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جنات
 کے وفود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں متعدد بار مکہ میں مدینہ میں آتے ہیں
 حضرت زبیر بن العوام نے بھی ایک واقعہ لیلۃ الجمن کا ذکر فرمایا ہے اور یہ بھی مدینہ ہی
 میں پیش آیا تھا ابن مسعود کا واقعہ بقیع الفرقد میں پیش آیا تھا اور ابن مسعود کا واقعہ جبال مدینہ

سے دور کی جگہ میں پیش آیا تھا اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ متعدد بار جنات کو مکہ میں مدینہ میں آپ نے دعوت دین دی تھی۔

دفعہ جنات کی توجیہ تطبیق روایات مختلفہ و یقین و فوج جنات -

حافظ ابو نعیم فرماتے ہیں کہ جب ابو طالب کا انتقال ہو گیا تو آپ کو کچھ پریشانی لاحق ہوئی اور آپ تعاون کے لئے اہل طائف کے پاس تشریف لے گئے پس انہوں نے آپ کے ساتھ مکہ والوں سے بھی زیادہ برابری کیا اور آپ وہاں سے آزرہ خاطر ہو کر واپس لوٹے جبریل علیہ السلام ملک الجبال کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ کی مدد کریں اور ان کو تباہ کریں آپ نے فرمایا کہ ان کو معاف کرنا ہوں شاید ان کی پشت سے کوئی دیندار موجد پیدا ہووے جب آپ واپس آ رہے تھے تو باذن خداوندی آپ کی خدمت میں کچھ جنات حاضر ہوئے اور مشرف باسلام ہوئے۔ اور دعوت دین انہوں نے اپنی قوم کو بھی پیش کیا یہ سب اس واسطے کیا گیا تاکہ آپ کو تسلی ہو کہ میری امت میں جنات بھی شامل ہیں اور وہ بھی دین کو قبول کرتے ہیں اور اہل طائف کا انکار کرنا دعوت کو قبول نہ کرنا اور ان کی تکلیفوں پر صبر کرنا اس میں بھی آپ کے درجات بلند ہوتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین تھا کہ خدا میری مدد کریں گے۔ مگر چونکہ انسانی طبیعتیں جلدی متاثر ہو جاتی ہیں اس لئے آپ کو ایک گونہ ان کے انکار سے اذیت ہوئی مگر اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ یہ دیا کہ آپ کے ہاتھ پر جنات کی ایک جماعت اسی وقت ایمان لائی جو آپ کی تسلی کا باعث بنا اور وہ تقریباً تین سو تھے پھر انہوں نے جا کر اپنی قوم کو ڈرایا اور آپ کے دین کی دعوت پیش کی اس کے بعد پھر تین ماہ کے بعد آپ کے پاس آئے اور آپ نے رات کو ان کو قرآن سنایا اور کھانے کے لئے ہڈی کا اور لید بتلائی کہ اس میں تمہارے لئے گوشت اور دانے منجانب اللہ پیدا کر دیتے جائیں گے پس آپ کے اس معجزے

سے جنات کو یقین ہو گیا کہ یقیناً آپ سچے نبی ہیں اور آپ کا دین سچا دین ہے اور اسی طرح وہ واقعہ جس میں آپ نے عبد اللہ بن مسعود کے لئے ایک دائرہ بنا کر ان کو اس میں بٹھایا تھا اور آپ جنات کو دعوت دینے کے لئے آگے تشریف لے گئے تھے اور اسی طرح زبیر ابن العوام کا واقعہ ان کو بھی ایک بار آپ اپنے ساتھ لیلۃ الجمن میں لے گئے تھے اور ان کو ایک قسم کی دہشت طاری ہو گئی تھی یہ واقعات اس لئے پیش آئے تھے تا کہ آپ کو تسلی ہو جائے کہ اگرچہ انسانوں نے اس وقت میری دعوت پر لبیک نہیں کہا مگر جنات نے میری دعوت کو قبول کر لیا ہے اور وہ ایمان لے آئے ہیں۔ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ لیلۃ الجمن میں تنہا نہیں تھے بلکہ آپ کے ساتھ صحابی بھی تھے جیسا کہ ان دونوں واقعوں سے معلوم ہو رہا ہے پھر حضرت علقمہ کا یہ کہنا کہ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا تھا کہ آپ کے ساتھ لیلۃ الجمن میں کوئی نہیں تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت آپ ان کے سامنے تلاوت فرما رہے تھے اس خاص مجلس میں کوئی نہیں بلکہ آپ تنہا تھے کیونکہ ابن مسعود کو تو آپ ایک حلقہ بنا کر اس میں رہنے کے لئے فرما کر چلے گئے تھے یہ مطلب ہرگز نہیں ہے اس رات میں دائرہ کے اندر بھی کوئی نہیں رہا بلکہ دائرہ کے اندر خود ابن مسعود رہے اور ایک مرتبہ حضرت زبیر ابن العوام بھی رہے اور جنات کے وفد آپ کے پاس یکے بعد دیگرے آتے رہے اور مشرف باسلام ہوتے رہے اور جب بھی جنات کا کوئی وفد آپ کے پاس آتا آپ ان کو قرآن کریم سناتے اور ان کو کھانے کے لئے بڑی اور لید فرمایا کرتے تاہم انسانوں کی طرح تمام جنات بھی مسلمان نہیں ہوتے تھے بلکہ بہت سے اپنے کفر پر مصر رہے جیسا کہ بہت سے انسان بھی اپنے کفر پر مصر رہے اور یہ کافر جنات خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مسلمانوں کو پریشان کیا کرتے تھے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات ایک حضرت جن میری نماز خواب

کرنی چاہتا تھا خدا تعالیٰ نے مجھے اس کے اوپر قابو دے دیا میں نے اسے پکڑ کر ایک ستون سے باندھنے کا ارادہ کیا تاکہ صبح کو آپ حضرات بھی دیکھ لیتے مگر مجھ کو اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کا خیال آگیا کہ انہوں نے دعا کی تھی کہ اسے رب مجھ کو ایسی حکومت عطا فرما کہ میرے بعد اس جیسی کسی کو نہ ملے پس میں نے اس کو ذلیل کر کے چھوڑ دیا اور اس جیسی احادیث آئندہ ابواب میں آرہی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ مدینہ کے علاوہ دیگر مواقع میں بھی جنات کے دفن آئے تھے جیسا کہ بلال ابن عمارث سے مروی ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے آپ جنگل میں تشریف لے گئے میں پانی لے کر آپ کے ساتھ چل پڑا پس دیکھتا کیا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک تم کا شور ہو رہا ہے پس آپ نے مجھ کو آواز دی اور مجھ سے پانی طلب فرمایا اس کے بعد میں نے آپ سے اس شور کے بارے میں دریافت کیا آپ نے جواب دیا کہ مسلم اور کافر جنات کا جھگڑا ہو رہا تھا میں نے مسلم جنات سے کہا کہ تم آبادیوں کے پاس رہا کرو اور کافر جنات سے کہا کہ تم پہاڑوں کی وادیوں میں رہا کرو یہ حدیث جنات کے مکانات کے باب کے تحت گزر چکی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں حج کے علاوہ دوسری رات میں بھی آپ کے ساتھ رہے ہیں جیسا کہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اپنے ساتھ مکہ کے بالائی حصہ کی جانب لے گئے آپ نے ایک دائرہ بنایا اور مجھ کو اس میں بیٹھنے کے لئے فرما دیا کہ جب تک میں نہ آؤں اس سے مت نکلنا اس کے بعد آپ پہاڑ کے پاس چلے گئے پس پہاڑ کے اوپر سے لوگ اترنے شروع ہوتے ہیں نے سوچا کہ کہیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مار دیں اور میں نے اپنی تلوار سونت

لے ایک پہاڑ کا نام ہے اس کے پاس سب سے پہلے جنات کو دعوت دین دینے کا واقعہ پیش آیا تھا۔

لی پھر مجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد آگیا اللہ میں وہیں رک گیا جب صبح ہوئی آپ
 واپس تشریف لائے اور مجھ کو وہیں پایا پھر میں نے اپنا گذرا ہوا حال بیان کیا آپ نے
 فرمایا کہ اگر تو اس سے نکل جاتا تو قیامت تک میں تجھ کو نہ ملتا پھر آپ نے اپنا ہاتھ میرے
 ہاتھ میں ڈال کر فرمایا کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ تجھ پر جن و انس ایمان لائیں
 گے انسان تو ایمان لا چکے اور جنات کو تو دیکھ جا رہا ہے پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے ایسا
 لگتا ہے کہ میرا وقت قریب آگیا میں نے کہا کہ آپ ابو بکر کو خلیفہ بنا دیں آپ نے سکوت
 فرمایا پھر میں نے کہا کہ عمرؓ کو خلیفہ بنا دیں آپ نے پھر بھی کوئی جواب نہیں دیا میں نے
 کہا کہ علیؓ کو خلیفہ بنا دیں اس وقت آپ نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کا کوئی شریک
 نہیں ہے اگر تم اس کے ہاتھ پر بیعت کر لو گے اور اس کی اطاعت کرو گے تو وہ تم سب
 کو جنت میں داخل کر دے گا۔

امام بیہقی نے ابن مسعودؓ کی ایک روایت اس طرح ذکر کی ہے اور اسی طرح عباس
 دوری نے ابن مسعودؓ کی ایک روایت اس طرح ذکر کی ہے حضرت ابو عبیدہ نے ابن
 مسعود کو خط لکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس جگہ جنات کو قرآن سنایا انہوں نے جواب دیا
 کہ جوں کے پاس پس ان احادیث کی روشنی میں پتہ چلتا ہے کہ لیلۃ البیث کا واقعہ چھ مرتبہ
 پیش آیا۔

۱۔ جس میں صحابہ کو یہ اندیشہ لاحق ہو گیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں نے ادھر
 ادھر نہ کر دیا ہو جیسا کہ شروع باب میں گذر چکا۔

۲۔ جوں کے پاس۔

۳۔ اعلام مکہ میں جبکہ آپ پہاڑوں میں چلے گئے تھے۔

۴۔ بقیع الفرد میں ان تینوں راتوں میں ابن مسعودؓ ہی آپ کے ساتھ تھے جیسا کہ

روایات میں گذر چکا۔

- ۵۔ مدینہ سے باہر اس میں زبیر ابن العوام آپ کے ساتھ تھے۔
- ۶۔ کسی سفر میں جبکہ بلال ابن الحارث آپ کے ساتھ تھے۔ واللہ اعلم
- حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ رحمان کی تلاوت کی اور اس کو پورا پڑھ دیا پھر فرمایا کہ تم سب خاموش ہو تم سے اچھے جنات تھے جب میں نے ان کے سامنے اس کو پڑھا تھا جب میں فباہی الاءو د بکسا تکذبان کہتا تھا تو جنات کہتے تھے اے رب ہم آپ کی کسی نعمت کی نائیکہ نہیں کرتے تمام تعریفیں آپ کے لئے ہیں۔

۲۰واں باب

جنات کے مسلک کا بیان

قرآن کریم نے بتلایا ہے کہ خود جنات نے کہا تھا کہ ہم میں کچھ لوگ نیکو کار ہیں اور کچھ بدکار ہیں یعنی مختلف المذہب ہیں کافر بھی ہیں مسلمان بھی ہیں اہل سنت بھی ہیں بدعتی بھی ہیں اور جنات میں مسلمان بھی ہیں اور ظالم بھی ہیں۔ مسلمان رشد و ہدایت والے ہیں اور ظالم جہنم کا ایندھن ہیں اور پہلے گزر چکا ہے کہ نصیبین کا وہ جنات مسلک یا یہودی تھا جیسا کہ خود انہوں نے کہا تھا ایسی کتاب ہم نے سنی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد نازل کی گئی ہے اور ایک مرتبہ ایک جن مرابوا ملا تھا آپ نے فرمایا تھا کہ یہ عمر ابن ابو مانہ ہے اس کو محض ابن جوشن نصرانی جن نے قتل کیا ہے۔

امام احمد نے اپنی کتاب النسخ والمنسوخ میں نقل کیا ہے کہ جنات میں قدر بھی ہیں مرتبہ بھی ہیں شیعہ بھی ہیں۔ اور حضرت قتادہ سے کناط اتق قتادا کی تفسیر میں مروی ہے کہ ان کے مختلف مذاہب ہیں۔

۲۱واں باب

جنات کا انسانوں کے ساتھ مل کر عبادت کرنا
اور خیرات کرنا

یزید قاشی فرماتے ہیں کہ صفوان مارزنی ابن محرز جب تہجد کے لئے کھڑے ہو کرتے تھے تو ان کے ساتھ ان کے گھر میں رہنے والے جن بھی کھڑے ہوتے تھے اور ان کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور قرآن سننے تھے۔ اس روایت کے راوی فرماتے ہیں کہ میں نے یزید سے پوچھا کہ ان کو اس کا علم کیسے ہوا انہوں نے کہا کہ ایک روز صفوان ابن محرز نے ایک شور مٹا جس سے ان کو گھبراہٹ ہوئی پس ان کو آواز آئی کہ اے بندہ خدا ڈرنا مت ہم تو تیرے جن بھائی ہیں تیرے ساتھ اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے ہیں اس کے بعد اس حرکت سے وہ مانوس ہو گئے اور وہ گھبراہٹ جاتی رہی۔

اسی طرح ایک قصہ عبداللہ ابن صفوان کا ہے کہ وہ بیت اللہ کے قریب تھے اچانک باب عراق کی جانب سے ایک سانپ آیا اور اس نے بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا پھر حجر اسود کا استلام کیا پس اس کو عبداللہ ابن صفوان نے کہا کہ اے جن تو نے عمرہ کر لیا ہے ہمارے بچے تجھ سے ڈرتے ہیں اب تو چلا جا پس وہ جہاں سے آیا تھا وہیں واپس چلا گیا۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص خیبر سے تنہا چلا اور اس کے پیچھے دو آدمی ہو گئے اور ان دو آدمیوں کے پیچھے ایک آدمی اور ہو گیا وہ ان دو کو کہہ رہا تھا کہ واپس چلو واپس چلو یہاں تک کہ ان کے آگے ہو کر ان کو واپس کر دیا پھر وہ آدمی اس خیبر والے کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ یہ دونوں شیطان تھے اس لئے میں نے ان کو بھگایا ہے اور جب تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جاوے

تو میرا سلام کہنا اور میری طرف سے یہ عرض کرنا کہ میں اپنے صدقات کو جمع کر رہا ہوں اگر آپ کے مناسب ہوں تو میں بھیج دوں پس جب وہ آدمی مدینہ آیا اس نے حضرت ابراہیمؑ کے لیے سے
 * مندرجہ ذیل التذکرہ کے مطابق حضرت ابراہیمؑ کو نبیوں کا سردار قرار دیا

۲۲ واں باب

جنات کو اعمالِ حسنہ کے ثواب ملنے کے بیان میں

مسلمان کے اس بارے میں دو قول ہیں اول یہ کہ ان کو آگ سے نجات دیکر کہہ دیا جائے گا کہ مٹی بن جاؤ جیسا کہ بہائم کے ساتھ بھی اسی طرح کیا جائے گا۔ امام ابو حنیفہؒ کی بھی یہی رائے ہے جسکو ابن حزم وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ لیث ابن ابی سلیم سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جنات کا ثواب یہ ہے کہ ان کو جہنم سے نجات دے کر کہہ دیا جائے گا کہ مٹی بن جاؤ۔ ابن شاہین نے کتاب العجائب والغرائب میں ابوالزناد کی روایت نقل کی ہے کہ جب جنتی جنت میں چلے جاویں گے اور جہنمی جہنم میں تو اللہ تعالیٰ مومن جنات کو اصرہ بانی جانوروں کو کہیں گے کہ تم سب مٹی ہو جاؤ تو اس وقت کافر کہیں گے کہ کاش ہم بھی مٹی بن جاتے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ طاعت کا ثواب ملے گا اور معصیت کا عذاب ابن ابی یسلیٰ امام مالک، امام روزی، امام ابو یوسف، امام محمد، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور ان کے متبعین ان سب حضرات کی یہی رائے ہے۔ ابن عباس سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا جنات کو ثواب ملے گا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ان کو ثواب و عذاب دونوں ہوں گے۔ یزید ابن ارقطاب فرماتے ہیں کہ میں نے حمزہ ابن عبدی سے دریافت کیا کہ کیا جنات کو ثواب ملے گا انہوں نے کہا کہ ہاں اور دلیل میں ”لَمْ يَطِئْتُمْ اِنَّ تَبْتَلُوهُمْ وَاَنْتُمْ لَبَّيْكُمْ“ تلاوت فرمائی۔ ابن ابی یسلیٰ فرماتے ہیں

کہ جنات کو ثواب ملے گا اور اس کی دلیل قرآن کریم کی آیت ہے ”وَلِكُلِّ دَرَجَةٍ مِّنَّا عَمَلٌ مُّسْكُوٰتًا“ یعنی ہر شخص کو اس کے عمل کے مناسب درجات ملیں گے ابن صلاح فرماتے ہیں کہ زیات مالکی سے کسی نے پوچھا کہ کیا جنات کو ثواب ملے گا انہوں نے کہا کہ ہاں اور دلیل میں یہی آیت اور والدی تلمذ کی ابن ملاح فرماتے ہیں کہ ابن وہب سے لوگوں نے جنات کے ثواب کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے کہا کہ ثواب ملے گا اور دلیل میں یہی آیت تلمذ کی ابن صلاح کہتے ہیں کہ ابن القاسم کہتے تھے کہ جنات کو ثواب ملے گا اور دلیل قرآن کی آیت ہے ”وَأَنبَأْنَا مَنَّا الْمُسْلِمِينَ وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ“ (الخ) اس آیت میں مسلم جنات کے لئے رشد و ہدایت کی خوشخبر کا ہے اور کافر جنات کے لئے جہنم کا ایندھن ہونے کا تذکرہ ہے۔ ابن رشد کہتے ہیں کہ ابن القاسم کے استدلال میں کوئی شبہ نہیں بالکل ظاہر ہے قاسطون کے معنی راہ حق سے ہٹا ہوا اور جنات میں کافر و مشرک یہود و نصاریٰ بتوں کے پوجنے والے ہر قسم کے لوگ ہیں۔ بعض مفسرین کی رائے ہے کہ ”وَأَنبَأْنَا الْقَاسِطِينَ“ اس سے مراد مسلم جنات ہیں اور ”وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ“ سے مراد کافر و مشرک جنات ہیں۔ اور طرائق قدوا کے معنی مختلف مذاہب ہیں یعنی یہود و نصاریٰ مجوسی بتوں کے پوجنے والے۔ معین بن مسمیٰ فرماتے ہیں کہ خدا کی ہر مخلوق جن و انس کے علاوہ جہنم کی بیخ و پکار کو سفتی ہے اور جن و انس پر ثواب و عتاب ہے۔

۲۳ واں باب

کافر جنات کا جہنم میں جانا

تمام علما کا اتفاق ہے کہ کافر جنات آخرت میں معذب ہوں گے جیسا کہ قرآن کریم کی آیت میں ہے ”السنار مشویٰ لهم“ یعنی جہنم ان کا ٹھکانا ہے اور سورۃ

جن میں آیت ہے "وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَيُجَنَّبُنَّهَا" یعنی کافر و مشرک جنات
جہنم کا ایندھن ہے۔

۲۴ واں باب

مومن جنات کا جنت میں جانا

علماء کے اس بارے میں چار اقوال ہیں اول یہ کہ وہ جنت میں جائیں گے جمہور
علماء کا مسلک یہ ہے ابن حزم نے اسی قول کو مل میں نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ
ہمارا بھی یہی رائے ہے اس کے بعد علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ وہ جنت میں جا
کر وہاں کے ثمرات سے بہرہ اندوز ہوں گے یا نہیں۔ حضرت مجاہد سے لوگوں نے
دریافت کیا کہ کیا جنات جنت میں جائیں گے؟ انہوں نے فرمایا کہ جائیں گے لیکن وہ
کھائیں گے نہیں بلکہ ان کو تسبیح و تقدیس الہام کی جلتے گا اور اس میں ان کو وہ مزا
آئے گا جو کھانے میں آتا ہے۔ حارث محاسبی فرماتے ہیں کہ جنات جنت میں جائیں گے
ہم کو چکیں گے۔ ~~ہم کو چکیں گے۔ ہم کو چکیں گے۔ ہم کو چکیں گے۔ ہم کو چکیں گے۔~~
ہم کو چکیں گے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ وہ جنت میں نہیں جائیں
گے بلکہ جنت کے فناء میں رہیں گے انسان ان کو دیکھیں گے وہ انسانوں کو نہیں دیکھ
کتے امام مالک و شافعی و احمد و ابو یوسف و محمد رحمہم اللہ سے بھی یہی قول منقول ہے
ابن تیمیہ نے بھی اس کو نقل کیا ہے ابن حزم نے امام ابو یوسف سے جو قول نقل کیا

اس باب کے شروع میں یہ قول گذر چکا۔

ہے یہ اس کے خلاف ہے لیٹ ابن ابی سلیم سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جنات نہ جنت میں جائیں گے نہ جہنم میں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ابوالحسن کو جنت سے نکال دیا تھا دوبارہ نہ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے نہ اس کی ذریت کو تیسرا قول یہ ہے کہ وہ اعراف میں رہیں گے اس میں ایک حدیث بھی ثابت ہے جس کا ذکر عنقریب آ رہا ہے جو تھا قول اس بارے میں توقف کرنا " قول اول کے قائلین نے چند فریعوں سے استدلال کیا۔

۱- قرآن و حدیث کی تصریحات جیسا کہ قرآن کریم کی آیت ہے " وازلفت الجنت للمتقين غیر بعید " یعنی جنت متقیوں کے قریب کر دی گئی ہے دوسری آیت میں ہے کہ متقیوں کے واسطے ایسی جنت تیار کر رکھی ہے جس کی وسعت زمین و آسمان کے برابر ہوگی۔ حدیث شریف میں ہے جس نے خالص دل سے کلمہ توحید پڑھا وہ جنت میں جائے گا کیونکہ جنات جس طرح و عیدوں کے مخاطب ہیں اس طرح و عیدوں کے بھی بطریق اولیٰ مخاطب ہوں گے اور سب سے واضح دلیل قرآن کی آیت ہے " ولمن خلاف مقام ربہ جنتان " (الخ) اس آیت میں جن و انس کو خطاب ہے اور اللہ تعالیٰ نے بطور احسان اس کا ذکر فرمایا ہے کہ ہم تم کو ایسی ایسی صفت کی جنت دیں گے پس یہ بات یقینی ہے کہ جب وہ ایمان لائیں گے تو یقیناً ان کو بھی بطور احسان جنت ضرور ملے گی اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ رحمن صحابہ کے سامنے تلاوت فرمائی اور وہ خاموش رہے تو آپ نے فرمایا کہ تم سے اچھا جواب جنات نے دیا تھا۔ جب میں نے ان کے سامنے اس کی تلاوت کی تھی جب بھی " فباہا الکتور تکس الکتزبان " کہا تھا تو وہ کہتے تھے کہ اے رب تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں ہم تو تیری کسی نعمت کی ناکامی نہیں کرتے (ترمذی)

۲- ابن عزمہ نے استدلال کیا ہے قرآن کریم کی آیت "اعدت للمتقين" یعنی متقین کے واسطے جنت تیار ہے اور قرآن نے مومن جنات کا مقولہ ذکر کیا ہے "وانا لما سمعنا الهدیٰ امنا" یعنی جب ہم کو ہدایت کی خبر ملی تو ہم ایمان لے آئے اور اس طرح "قل ادعی الی" الخ اور اسی طرح قرآن کی آیت "ان الذین امنوا وعملوا الصلوات اولئک ہم خیر البریۃ" الخ اس آیت میں جنتیوں کی صفت ذکر کی ہے اور اس کی لغتوں کا تذکرہ ہے اور یہ وصف جن والسنس سب کو شامل ہے اس سے ایک قسم مراد لینا ہرگز ممکن نہیں ہے اور یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی عام خبر بیان فرماویں اور اس سے خاص مراد لیں اور اس کو بیان نہ فرماویں یہ ایک گونہ تضاد بیانی ہے خدا تعالیٰ اس سے بری ہیں نیز اس کی تصریح کر دی گئی ہے کہ جنت میں جانے والوں میں سے مومن جنات بھی ہیں۔

۳- ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ ضمیر ابن حبیب سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا جنات جنت میں جاویں گے آپ نے فرمایا کہ ہاں اور استدلال میں قرآن کی آیت "لم یطمئنن انس قبلہم ولا جان" تلاوت فرمائی جنیات جنوں کے لئے ہیں انیات انسانوں کے لئے ہیں اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ جنات بھی حوروں سے جماع کریں گے اور حوروں سے جماع کرنا جنت کے علاوہ ناممکن ہے پس ثابت ہو گیا کہ جنات جنت میں جاویں گے۔

۴- ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مخلوق چار ہیں ایک مخلوق پوری جنتی ہے اور ایک پوری جہنمی ہے اور دو مخلوق جنتی و جہنمی ہیں پوری جنتی مخلوق ملائکہ ہیں اور پوری جہنمی شیاطین ہیں اور جنتی و جہنمی جن والسنس ہیں۔ ان کے لئے ثواب و عتاب ہے۔

۵- عقلی طور پر بھی یہ سمجھ میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کفار جنات کو ڈرایا ہے

تو پھر کیا وجہ ہے کہ مومن جنات جنت میں نہ جاویں حالانکہ خدا تعالیٰ عادل و منصف ہیں
 علیم و کوہم ہیں اس پر اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ قرآن کریم میں ان ملائکہ کو بھی ڈرایا گیا ہے
 جو یوں کہیں کہ ہم خدا ہیں حالانکہ وہ جنت میں نہیں جائیں گے اس کے چند جوابات
 دیتے گئے ہیں۔ اول یہ کہ اس سے مراد ابلیس ملعون ہے۔ ابن جریر نے "وَمَنْ يُقِلُّ
 مَعْمُ الْاِلٰهَ مَنْ دُوْنِهٖ" کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ یہ بات علاوہ شیطان کے کسی فرشتے
 نہیں کہی اس نے لوگوں کو اپنی عبادت کی دعوت دیا ایسے ملعون کے بارے میں یہ آیت
 نازل ہوئی ہے۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد خدا کا دشمن شیطان ہے جب اس نے
 آدم کو سجدہ کرنے کے بارے میں محبت کی تھی تو اللہ نے اس کو مردود و شیطان قرار دے
 دیا تھا اور فرمایا تھا کہ ہم اس کو جہنم میں ڈالیں گے ظالموں کا بدلہ یہی ہے (طبری)
 دوسرے یہ کہ اس آیت سے عموم بھی مراد ہیں تو اس طرح کی بات ملائکہ سے صادر نہیں
 ہو سکتی بلکہ یہ تو شرط ہے اور شرط کا وقوع ضروری نہیں ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسا
 کہ قرآن کی آیت "لَنْ اَشْرِكَ لَنْجِبَطْنُ عَمَلِكُ" اور جنات میں کافر ہیں اور جہنم
 میں ضرور جائیں گے۔

تیسرے اگرچہ ملائکہ علیہم السلام کو جنت نہیں ملے گی مگر ایک صحیح قول کہ مطاہن
 ان کے منابہ ان کو نعمتیں ضرور ملیں گی۔ قول ثانی کے قائلین نے قرآن کے اس جملے سے
 استدلال کیا ہے "فَيَهْرِكُمْ مِنْ عَذَابِ اِلِيمٍ" اس میں دخول جنت کا ذکر نہیں ہے
 حالانکہ مقام کا تعاضل ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ جنت میں نہیں جائیں گے اس
 استدلال کے علمائے چند جوابات دیتے ہیں۔

۱۔ سکوت و عدم علم نفی کی دلیل نہیں ہے اگرچہ ان کے دخول جنت کے بارے میں
 سکوت کیا ہے اور کوئی اطلاع نہیں دیا ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ جنت

میں نہیں جائیں گے۔

۲۔ ”وَبِجُرْمٍ مِّنْ عَذَابِ الْيَمِّ“ یہ انہوں نے اس وقت کہا تھا جب اپنی قوم کو خدا کے عذاب سے ڈرا ہے تھے اور جنت کا ذکر مقام بشارت میں آیا کرتا ہے۔

۳۔ یہ عبارت دخول جنت کی نفی کی مقتضی نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم میں جا بجا ہے کہ پہلے رسولوں نے اپنی قوم کو ڈرایا اور ان کے سامنے جنت کا تذکرہ نہیں کیا جیسا کہ حضرت نوح کے قصہ میں ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ تمہارے اوپر ایک دردناک بات کا اندیشہ کر رہا ہوں اور اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام کے قصہ میں ہے کہ انہوں نے بھی اپنی قوم کو خدا کے عذاب سے ڈرایا تھا اور بہت سے رسولوں کے قصوں میں ہے نیز تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ مومن جنات جنت میں جائیں گے

۴۔ ”وَبِجُرْمٍ مِّنْ عَذَابِ الْيَمِّ“ سے ہی پتہ چل رہا ہے کہ وہ جنت میں جائیں گے کیونکہ جس کی مغفرت کر دی جائے گی اور اس کو عذاب سے رہا کر دیا جائے گا اور وہ رسولوں کی شریعت کو ماننا ہوگا وہ بیشک جنت میں جائے گا۔ قول ثالث کے قائلین نے اس حدیث شریف سے استدلال کیا ہے جس کے راوی حضرت انس ہیں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن و کافر جنات کو ثواب و عتاب ہوگا ہم نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ان کو ثواب کس طرح ملے گا آپ نے جواب ارشاد فرمایا کہ وہ اعراف میں رہیں گے۔ پھر ہم نے اعراف کے بارے میں دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ اعراف جنت کی دیوار ہے اس میں نہریں جاری ہیں اور درخت وغیرہ بھی ہیں۔ حافظ ذہبی نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا ہے کہ (هذا منکر جدا)

۲۵واں باب

مومن جنات کو جنت میں دیدارِ خداوندی کا حاصل ہونا

ابن عبد السلام نے اپنی کتاب قواعد صغرا میں تحریر فرمایا ہے کہ مومن جنات کو جنت میں دیدارِ خداوندی نصیب نہ ہوگا اور جنت میں رویتِ باری کی انسانوں کے لئے خاص ہے۔ چونکہ جب ملائکہ علیہم السلام کو بھی دیدارِ باری تعالیٰ جنت میں نصیب نہ ہوگا تو یقیناً جنات کو بدرجہ اولیٰ نصیب نہ ہوگا ابن عبد السلام نے بطور استدلال فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و اولیاء کو معارف و علوم سے نوازا اور ان کو ایمان عطا فرمایا کہ اپنی طاعت کی توفیق دی اور اس پر اپنی رضامندی اور جنت کی نعمتوں کا وعدہ فرمایا اور جبکہ قرآن میں ایسے لوگوں کو بشارتیں دیں اور اس قسم کی کسی چیز کا وعدہ ملائکہ سے نہیں فرمایا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ملائکہ علیہم السلام کے اجسام بشری اجسام سے بدرجہا اعلیٰ ہیں اور ان کی ارواح اگر معرفتِ خداوندی میں انسانی ارواح سے اکمل و اشرف ہوں تب تو یقیناً ان کا مرتبہ بڑا ہوگا اور اگر انسانی ارواح کے مساوی ہیں تو پھر ملائکہ کی فضیلت انسان پر صرف جسمانی ہوگی چونکہ ان کے اجسام نور سے بنائے گئے ہیں اور انسانی اجسام گوشت و خون کا مجموعہ ہیں اور چونکہ انسان سے خدا تعالیٰ نے جنت کی نعمتوں کا وعدہ فرمایا اور اپنے دیدار کا وعدہ فرمایا اور اپنی قربت کا وعدہ فرمایا ہے تو اس حیثیت سے انسان ملائکہ سے افضل ہے اور اگر اس کے ساتھ کسی انسان کو معرفتِ خداوندی میں بھی ملائکہ سے فضیلت حاصل ہو جلتے تو وہ ملائکہ سے دونوں اعتبار سے افضل ہوگا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان کی طاعات ملائکہ سے بڑھی ہوئی ہیں جیسا کہ جہاد کرنا، صبر کرنا، انفس سے مجاہدہ کرنا امر بالمعروف

نبی عن اللہ کرنا، امامت کا فریضہ انجام دینا، مصائب پر صبر کرنا، مشقتوں کو برداشت کرنا اور مشقت آمیز عبادات کرنا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بطور جزا ان کو خوشخبری دی اور اپنے دیدار کی خوشخبری دی اور اپنی رضا مندی کی خوشخبری دی اور یہ چیزیں ملائکہ کے لئے ثابت نہیں ہیں اگرچہ ملائکہ رات دن تسبیح کرتے رہتے ہیں چونکہ بعض مرتبہ ہلکا سا عمل بڑی سے بڑی تسبیح سے افضل بن جاتا ہے بعض سوتے ہوئے نماز پڑھنے والوں سے افضل ہوتے ہیں۔ نیز ارشاد خداوندی ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے وہ بہترین مخلوق ہیں اور ملائکہ بھی مخلوق ہیں لہذا ان سے بھی بہتر ہوں گے۔ پس اگر کوئی یہ کہے کہ شاید ملائکہ خدا تعالیٰ کو دیکھ لیں گے جیسا کہ نیک لوگ دیکھیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ ملائکہ عامۃً ہی دیدار سے بہرہ اندوز نہیں ہونگے اس سے ثابت ہو گیا کہ دیدار خداوندی سے بہرہ اندوز ہونا یہ بشر ہی کا خاصہ ہے جنات و ملائکہ اس سے مستثنیٰ ہیں بشر نام ہے اولادِ آدم کا اور آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ابو البشر ہیں۔ جیسا کہ صحیح حدیث شفاعت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ ابو البشر ہیں۔ قرآن کریم کی آیت "لا تدركه الابصار" اس سے مومنین مستثنیٰ ہیں اور اس میں ملائکہ داخل ہیں اور یہ اپنے عموم کے اعتبار سے جنات کو بھی شامل ہے پس ثابت ہو گیا کہ جنات کو بھی جنت میں دیدار نہ ہوگا۔

۲۶واں باب

کیا جن کے چہرے نماز ہو جائے گی

ابن ابی العیبر فی حنبلی حراتی نے اپنے شیخ ابو البقار سے نقل کیا ہے کہ ان

سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا جن کے پیچھے نماز ہو جائے گی انہوں نے کہا کہ ہاں کیونکہ وہ بھی مکلف ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف بھی رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے منجلی حضرات کے نزدیک جن کے پیچھے نماز ہو جائے گی۔

۲۷۰ واں باب

جنات کے ساتھ جماعت منعقد ہونے کے بیان میں

امام احمد نے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مکہ میں ہم چند آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا آج میرے ساتھ جنات کی تبلیغ کے لئے کون چلے گا۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہو گیا اور اپنے ساتھ ایک پانی کا برتن اٹھالیا پس جب ہم مکہ کے باہر پہنچ گئے تو میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت سے جنات آگئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے ایک دائرہ بنا دیا اور مجھے حکم دیا کہ میرے آنے تک اسی جگہ کھڑا رہنا اور آپ آگے تشریف لے گئے اور وہ جنات بھی آپ کے ساتھ ساتھ چل دیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت رات تک ان سے گفتگو میں مشغول رہے اور فجر کے وقت میرے پاس واپس تشریف لائے جب آپ نے مجھے کھڑا ہوا پایا تو فرمایا کہ اے ابن مسعود تو اس وقت کھڑا ہی ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ ہی تو فرما کر گئے تھے کہ میرے آنے تک کھڑے رہنا پھر آپ نے دریافت کیا کہ کیا تیرے پاس پانی بھی ہے میں نے کہا کہ ہے جب برتن کھول کر دیکھا تو اس میں نمید تھی آپ نے فرمایا کہ کھجور طیب سے اور پانی پاک ہے یعنی اس سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے آپ نے اسی سے وضو فرمایا جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ کے پاس دو شخص آئے تو انہوں

نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہیں آپ نے ان کی صفیں بیدگی
 کرائیں اور ان کو نماز پڑھائی جب وہ نماز پڑھ کر چلے گئے میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ
 یہ کون تھے آپ نے جواب دیا کہ نصیبین کے جنات تھے ان میں آپس میں کچھ نزاع تھا
 اس کے لئے میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے مجھے کھانے کے بارے میں سوال کیا
 تھا میں نے انہیں لید اور بڈی بتلا دی ہے اور کہہ دیا ہے کہ ہر بڈی تمہارے لئے پڑ
 گوشت کر دی جائے گی اور ہر لید پر دانے پیدا کر دیتے جائیں گے اور اس وقت
 سے آپ نے ہم کو لید اور بڈی سے استنجا کرنے سے منع فرما دیا یہ حدیث متعدد طرق
 سے مروی ہے اصل حدیث مشہور ہے اس میں کوئی نکارت نہیں ہے پہلے بھی گذر
 چکی ہے۔ سفیان ثوری نے سعید ابن جبیر سے " وان المساجد لثقلات دعوا
 مع اللہ احسدا " کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ جنات نے حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم سے عرض کیا کہ ہم آپ کی مسجد میں کس طرح آسکتے ہیں اور کس طرح آکر آپ
 کے ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں حالانکہ ہم آپ سے دور رہتے ہیں اس وقت یہ آیت
 نازل ہوئی کہ مسجدیں اللہ تعالیٰ کی ہیں ابن الصیرنی نے فرمایا ہے کہ جنات کے ساتھ
 جماعت منع ہو جاتی ہے۔

۲۸ واں باب

شیطان جن کے گزرنے سے نماز کا ٹوٹ جانا

جب جن نماز کے سامنے سے گزر جائے تو نماز کے ٹوٹنے کے بارے میں امام
 احمد بن حنبل سے مختلف روایتیں ہیں ایک روایت میں ہے کہ نماز ٹوٹ جاتی
 ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سیاہ کتے کے نماز کے سامنے سے

گزر جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! سیاہ سرخ سفید میں کیا فرق ہے ان کے گزرنے سے نہیں ٹوٹتی اور سیاہ کے گزر جانے سے ٹوٹ جاتی ہے آپ نے فرمایا کہ سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے اور جنات عموماً سیاہ کتے کی شکل میں ہی متشکل ہوتے ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

دوسری روایت یہ ہے کہ نماز نہیں ٹوٹتی اور یہ دونوں روایتیں ابن حامد نے نقل کی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کہ ایک جن آپ سے تعزین کرنے لگا تا کہ آپ کی نماز خراب کر دے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے آپ کی جمعیت ظلم کو مشوش کرنا چاہا تھا یا یہ مطلب ہے کہ اس نے ایسی حرکتیں شروع کر دی تھیں کہ ان کو دفع کرنے کے لئے ایسے افعال کرنے پڑتے جو نماز کی حالت کے منافی تھے اور وہ افعال قطع صلوة کا سبب بنتے۔

۲۹ واں باب

انسان کا جنات کو مار دینے کا حکم

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ایک جن حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں دکھائی دیا کرتا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے اس کو مروا دیا۔ پس خواب میں کسی نے کہا کہ اسے عائشہؓ تو نے ایک مومن بندہ کو مار دیا حضرت عائشہؓ نے کہا کہ اگر مومن ہوتا تو ازواج مطہرات کے سامنے نہ آتا اس نے کہا کہ وہ تو اس وقت آتا تھا جب آپ لباس میں مستور ہوئیں اور وہ صرف قرآن سننے کی غرض سے آیا کرتا تھا جب صبح ہوتی تو حضرت عائشہؓ نے بارہ ہزار درہم مساکین کو تقسیم کئے (رواہ ابن ابی شیبہؒ فی مصنفہ)۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں ایک سانپ نکلا آپ نے اس کو مار دیا پس خواب میں وہ بول آیا

اور اس نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سنا تھا۔ صبح کو حضرت عائشہؓ نے یمن سے چالیس غلام منگائے اور ان سب کو آزاد کر دیا۔ حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ہے

~~حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حدیث میں کوئی حدیث جنت بھی ہے جب~~

~~تم کسی کیلئے کوڑے کو دیکھو تو اس کو بے حد ڈرنا اور ڈرنا اگر چہ بھی نہ جلتے تو مار ڈالو~~

(ترمذی، نسائی) صبحِ مسلم میں ایک نوجوان کا واقعہ ہے کہ اس کی نئی شادی ہوئی تھی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خندق کھودنے میں شریک ہوتا تھا اور دوپہر کو اپنے گھر آجایا کرتا تھا ایک روز جب گھر آیا اور اپنی بیوی کو گھر کے دروازے پر پایا اس کو عزت آئی اور بیوی کو نیزے سے مارنا چاہا بیوی نے کہا کہ میرے مارنے سے پہلے گھر میں جا کر دیکھ کیا ہے وہ گھر میں گیا جا کر دیکھا کہ ایک بہت بڑا سانپ بستر پر پڑا ہوا ہے اس پر نیزے سے حملہ کیا اور اس کو نیزے کی نوک پر اٹھا کر باہر لاکر مارنا شروع کیا اس نے مضطرب ہو کر اس جوان کے کاٹ لیا اور اسی موقع پر دونوں مر گئے۔ ابن تیمیہؒ

نے فرمایا ہے کہ ناحق جن کو مارنا جائز نہیں ہے جس طرح کہ انسان کو ناحق مارنا جائز نہیں ہے ظلم ہر حال میں حرام ہے کسی کو کسی پر ظلم کرنے کا حق نہیں ہے اگرچہ مظلوم کافر ہو۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ کسی قوم کی دشمنی تم کو نا انصافی پر آمادہ نہ کر دے انصاف کرو یہ تعزای کے زیادہ قریب ہے (الخ)۔ جنات مختلف صورتوں میں آتے ہیں گھروں میں نکلنے والے سانپ بعض مرتبہ جنات میں سے ہوتے ہیں ان کو تین مرتبہ اطلاع کر دی جائے اگر چلے جائیں تو بہتر ورنہ مار دیا جائے کیونکہ اگر وہ حقیقی سانپ ہے تو اس کا مارنا بہتر اور اگر وہ جن ہے تو اس نے ظلم پر اصرار کیا کہ انسان کے سامنے ایسی صورت میں آیا جس سے وہ خوف کرتا ہے۔ ظالم کے ظلم کو اس طرح پر ختم کیا جائے کہ آئندہ اس کو ظلم کا موقع نہ ملے اگرچہ وہ اس کے قتل کرنے کی صورت میں ہو وہاں البتہ باوجود ان کو قتل کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم

۳۰واں باب

جنات کے نکاح کا بیان

شروع میں گذر چکا ہے کہ جنات نکاح کرتے ہیں اس میں انسان کا جنات کے ساتھ کرنا اس کو بیان کرنا مقصود ہے یہاں پر دو باتیں ہیں اول انسان کا نکاح جنات کے ساتھ ممکن ہے یا نہیں اور اس کا وقوع بھی ہوا ہے یا نہیں۔ دوسرے یہ شرعی اعتبار سے جائز ہے یا نہیں جنات کا انسان کے ساتھ نکاح کرنا یا انسان کا جنات کے ساتھ نکاح کرنا یہ ممکن ہے۔ تعالٰی نے فرمایا ہے کہ علمائے نے کہا ہے کہ نکاح و جماع جن و انس کے درمیان واقع ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو کہا کہ تو ان کے اموال و اولاد میں شریک ہو جا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ جب آدمی اپنی بیوی سے ہم بستری کرتا اور خدا کا نام نہیں لیتا تو شیطان اس کے آرزو تناسل سے چمٹ کر اس کے ساتھ اس کی بیوی سے جماع کرتا ہے اور ابن عباس نے فرمایا ہے کہ جب آدمی اپنی بیوی سے جماع کرتا ہے تو شیطان اس کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ حاملہ ہو کر مختلف اطفال دیتی ہے جن کا منہ سیاہ یا سفید ہوتا ہے۔

(ابن جریر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح جنات سے منع فرمایا ہے۔ فقہاء کرام کا ارشاد ہے کہ جن و انس میں مناکحت جائز نہیں ہے اور بہت سے تابعیین نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے۔ ان سب سے پتہ چلتا ہے کہ جن و انس میں مناکحت ممکن ہے تب ہی تو اس پر شرعی حکم لگایا گیا ہے ورنہ ناممکن چیز پر شرعی حکم جواز و عدم جواز کے بارے میں نہیں لگتا اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ جنات کا عنصر تخلیق میں نار ہے اور انسان عناصر اربعہ سے پیدا ہوا ہے پس جب صلب انسان سے نطفہ انسانی نکل کر جسم ہو گیا

میں پہنچے گا تو وہ حرارت ناریہ کی شدت سے مضمحل ہو کر رہ جائے گا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نطفہ انسانی رحم جنیہ میں ایک آن بھی نہیں رہ سکتا پس مضمحل انسان جنیہ سے مجامعت کس طرح کر سکتا ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سوال مجھ سے کیا گیا تھا اس کی وجہ سے مجھ کو یہ تالیف کرنی پڑی جیسا کہ شروع مقدمہ میں گذر چکا ہے اس کے جواب کے چند طریقے ہیں۔

۱۔ اگرچہ جنات کا حقیقی عنصر تخلیقی ناریہ ہے مگر وہ اکل و شرب اور توالد و تناسل کی وجہ سے حقیقت ناریہ سے ظاہری طور پر منتقل ہو گئے ہیں جیسا کہ انسان اس کا حقیقی عنصر تخلیقی مٹی ہے مگر وہ بھی اوصاف مذکورہ کی وجہ سے ظاہری طور پر حقیقت ناریہ سے منتقل ہوں گے علاوہ ازیں صرف ابوالجن ناریہ سے پیدا ہوا ہے جیسا کہ ابوالانس مٹی سے پیدا ہوئے ہیں لیکن دیگر جنات وہ حقیقتاً آگ سے پیدا نہیں ہوئے جیسا کہ دیگر انسان حقیقتاً مٹی سے پیدا نہیں ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے کہ ایک شیطان نے آپ کی نماز خراب کرنی چاہی آپ نے اس کو پکڑ کر اس کا گلا گھونٹ دیا اور آپ نے اس کے لعاب دہن کی برودت اپنے ہاتھ پر محسوس فرمائی اور ایک ردا بیت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں برابر اس کا گلا گھونٹے رہا یہاں تک کہ اس کا تھوک ٹھنڈا میں نے محسوس کیا اس میں صریح دلیل ہے کہ ان کا عنصر ناری کا متبدل ہو گیا چونکہ عنصر ناری کے ہوتے ہوئے برودت کہاں سے آتی تیسرے باب میں اس کا تفصیلی بیان گذر چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمایا جاوے۔ جب کسی پر جنات آتے ہیں تو اس کے بدن میں داخل ہو کر اثر کرتے ہیں اسی طرح شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح مددراں کرتا ہے اگر ان کا عنصر ناری متبدل نہ ہوتا تو یہ دونوں قسم کے آدمی جل کر خاک ہو جاتے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ ایک جن ہماری لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے آپ نے فرمایا کہ شرعی

شرعی اعتبار سے تو کوئی حرج نظر نہیں آتا لیکن میں اس کو اس وجہ سے ناپسند کرتا ہوں کہ جب اس قسم کی عورت حاطہ ہو جاتے گی اور لوگ اس سے دریافت کر میں گئے کہ تیرا شوہر کون ہے تو وہ یوں کہے کہ جن تو اس سے اسلام میں فسلا پیدا ہو جاتے گا۔ امام مالک کا یہ ارشاد ابو عثمان سعید ابن العباس رازک نے اپنی کتاب کتاب الامہام والوسوسۃ فی باب نکاح الجن میں نقل کیا ہے۔

۲۔ ہم مانتے ہیں کہ علق ناممکن ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دلی بھی ناممکن ہو حقیقی اعتبار سے اور شرعی اعتبار سے کیونکہ غنیہ اور ائسہ (یعنی آنا ہوڑ چلے کہیں ہلور بانجھان سے علق نہیں ہوتا اور اس طرح بانجھ مرد سے اعلق ممکن نہیں مگر نکاح ان سب کیلئے مشروع ہے کیونکہ نکاح اگرچہ تکثیر نسل کے لئے کیا جاتا ہے مگر کبھی یہ عرض حاصل نہیں بھی ہوتی۔

۳۔ قائل کا یہ قول کہ اگر دلی ممکن ہو تو نکاح جائز ہو یہ لازم نہیں کیونکہ وثنیات اور مجوسیات ان سے دلی کرنا ممکن ہے مگر نکاح حلال نہیں اسی طرح محارم اور مہرمنات ان سے دلی کرنا ممکن ہے مگر نکاح حلال نہیں اور مانع ہو چیز کا اسی کے اعتبار سے ہوتا ہے جن والسن کا آپس میں نکاح کرنا اس کے ممنوع ہونے کی وجہ یا تو اختلاف جنس ہے یا مقصد کا حاصل نہ ہونا جیسا کہ مفسر یب آ رہا ہے یا شریعت کی طرف سے اجازت کا نہ ہونا اختلاف جنس تو ظاہر قطع نظر کرتے ہوئے جماع و علق سے (جنات کے نکاح سے مقصد حاصل نہ ہونا) اللہ تعالیٰ نے ہم پر ہماری ہی جنس سے ازواج پیدا فرما کر احسان فرمایا ہے تاکہ اس سے ہم کو سکون حاصل ہو اور ہمارے درمیان الفت و رحمت پیدا فرمادی ہے جیسا کہ سورۃ نسا میں اور سورۃ اعراف میں بھی لکھا ہے اور قرآن کریم میں چند جگہ اور اس کا تذکرہ موجود ہے کہ ہم نے تمہارے ہی اندر سے تمہاری ہی جنس سے تمہارے سکون کے لئے تمہاری بیویاں پیدا کی ہیں اور ظاہر ہے کہ جنات

نہ ہمارا جنس سے ہیں اور نہ ہمارے اہل ان کا شمار ہے لہذا ان کی عورتیں ہماری بیویاں
 نہیں بن سکتیں عرض کے فوت ہونے کی وجہ سے یعنی سکون کا حاصل نہ ہونا چونکہ ان کے
 بیویاں بنانے کی عرض یہی ہے کہ ابن آدم آپس میں سکون سے رہیں پس مانع شرعی جن و
 انس کے نکاح سے وہ عدم سکون ہی ہے ہاں اگر کوئی جینیہ کسی انسان پر فریضہ ہو
 جائے اور اس کی طرف اس کا میلان بڑھ جائے اور وہ انسان اس سے شادی کرنے
 پر آمادہ ہو جائے تو اس وقت اس کا نکاح کرنا خوف کی وجہ سے ہوگا کیونکہ اگر وہ شادی
 نہیں کرے گا تو وہ اس کو ستائے گی اور بعض مرتبہ ہلاک بھی کر دیتی ہے انسان اگرچہ
 اس سے شادی کرے گا مگر پھر بھی ہمیشہ اس سے ہراساں ہی رہے گا اور اس کو
 سکون نہیں مل سکتا اور یہ حالت مقصد نکاح کے بالکل منافی ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ
 نے فرمایا ہے کہ ہم نے زوجین میں مودت و الفت پیدا کی ہے اور جب زوجین جن و
 انس میں سے ہوں گے تو سکون نہیں مل سکا کیونکہ جن و انس میں دشمنی رہتی ہے اتفاقاً
 و مودت قائم نہیں ہو سکتی جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ تم زمین پر اترو تم میں آپس میں دشمنی
 و عداوت رہے گی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے طاعون کئے بارے میں
 کہ یہ دشمن شیطان کا نیزہ ملنا ہے۔ اور چونکہ جنات کی پیدائش آگ سے ہوتی ہے
 لہذا وہ تو اپنی اصل ہی کے تابع رہیں گے۔ صحیحین میں حضرت ابو موسیٰ اشعری کی حدیث
 ہے کہ ایک رات مدینہ میں کسی کے گھر میں آگ لگ گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ تمہاری دشمنی ہے جب تم سو یا کرو آگ بھاڑا کرو پس جب آگ ہماری دشمن
 ہوتی تو جو چیز اس سے پیدا ہوگی وہ بھی اپنی اصل کے تابع ہو کر دشمن ہی رہے گی۔
 لہذا جب نکاح کا مقصد منتفی ہو گیا یعنی زوجین میں سے ایک کا دوسرے سے
 سکون حاصل کرنا اور مودت و رحمت کا حاصل ہونا پس اس کا وسیلہ یعنی جواز نکاح
 خود بخود منتفی ہو جائے گا اور شرعی اعتبار سے نکاح بین الجن والانس کا جائز

نہ ہونا قرآن کریم کی آیت ہے کہ تم کو جو عورت پسند ہو اس سے شادی کرو قرآن کریم نے لفظ "نساء" استعمال کیا ہے جیسا کہ "فاکھروا ما ظاہر لکم من النساء مثنیٰ الخ" اور لفظ "نساء" صرف بنات آدم کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور لفظ "رجال" جو سورہ جن میں پڑھا کے لئے بولا گیا ہے وہ صرف صفت مشککہ کی وجہ سے در نہ یہ بنو آدم کے لئے خاص ہے اور بھی چند جگہ قرآن کریم میں لفظ ازواج بولا گیا ہے اور بنو آدم کی ازواج وہی ہیں جو ان کی جنس سے تعلق رکھتی ہیں اور ان سے نکاح کی اجازت ہے اور ان کے علاوہ نہ وہ ازواج بنی آدم ہیں اور نہ ان سے نکاح کی اجازت ہے۔

فصل

جن و انس کے نکاح کا وقوع ہوا ہے۔

شروع باب میں ذکر کیا تھا کہ اس باب میں وہ جگہ کلام ہے اول جن و انس کا نکاح ممکن ہونا اور اس کا واقع ہونا اس فصل میں چند حکایات ہیں کہ جنات کا انسان سے نکاح واقع ہوا ہے۔

عثمان ابن سعید دارکانے قصہ نقل کیا ہے کہ ایک جن کسی لڑکی پر عاشق ہو گیا اور اس نے اس کے اولیاء سے نکاح کی درخواست کی پس انہوں نے اس کی شادی کر دی اور وہ ان کے سامنے آکر باتیں کرتا تھا لوگوں نے اس سے معلوم کیا کہ تم کیسے ہو اس نے کہا کہ تم جیسے ہی ہیں اور تمہاری ہی طرح قبیلے میں۔ لوگوں نے اس سے دیا کیا کہ کیا تم میں اہل بدعت بھی ہیں اس نے کہا کہ ہاں قدر یہ بھی ہیں شیعہ بھی ہیں مہدیہ بھی ہیں۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تو کس جماعت ہے اس نے کہا کہ میں مرجئیہ میں سے ہوں۔

ابومعاویہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے اسی کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہمارا ایک

لڑکی سے ایک جن نے شادی کی ہم نے اس سے معلوم کیا کہ تمہیں کیا کھانا پسند ہے اس نے کہا
 کہ چاول ہم اس کے سامنے چاول بنا کر لائے پس ہم کو لقمے اٹھتے نظر آ رہے تھے اور
 کوئی نظر نہیں آ رہا تھا ہم نے معلوم کیا کہ کیا تم میں اہل بدعت بھی ہیں اس نے کہا کہ
 ہاں ہم نے پوچھا کہ شیعہ کو کیسے سمجھتے ہو اس نے کہا کہ سب سے بُرے سمجھتے ہیں۔
 علامہ حنفی نے فرمایا کہ اس قصہ کی سند جدید ہے حضرت امش سے یہی قصہ دوسری سند
 سے بھی مروی ہے۔ ابو یوسف مروی فرماتے ہیں کہ مدینہ میں ایک عورت ایک
 مرد کے آئی اور آکر کہا کہ ہم نے تمہارے قریب ہی پڑاؤ کیا ہے تو مجھ سے شادی کر لے
 پس اس نے اس سے شادی کر لی پھر دوبارہ اس کے پاس آئی اور کہا کہ ہمارے چلنے کا
 وقت قریب ہے تو مجھ کو طلاق دے دے یہ عورت اس کے پاس رات کو آیا کرتی تھی
 ایک روز وہ شخص کسی راستہ پر جا رہا تھا اس نے دیکھا کہ وہی عورت گرس ہوئے دانے
 اٹھا رہی ہے اس مرد نے کہا تو ہی دانے تلاش کر رہی ہے یہ سن کر اس عورت نے اپنا
 ہاتھ اس کے سر پر رکھا پھر اپنی آنکھ اس کی طرف کی اور اس نے پوچھا کہ کون سی آنکھ
 سے دیکھا ہے تو نے مجھ کو اس نے ایک آنکھ کی طرف اشارہ کیا اس عورت نے اپنی اگلی
 سے اشارہ کیا اس کی آنکھ جاتی رہی۔ جہاں الدین رازی حنفی فرماتے ہیں کہ میں اپنے
 والد کے ساتھ اپنے کسرا ل جا رہا تھا جب ہم بیرہ کو عبور کر لیا تو بارش شروع ہو گئی اور ہم
 ایک فار میں چلے گئے اور میں سو گیا پس اچانک مجھ کو ایسا لگا کہ کوئی مجھ کو بیدار کر رہا
 تھا میری آنکھ کھل گئی دیکھتا کیا ہوں کہ ایک عورت ایک آنکھ والی کھڑی ہوئی ہے
 میں اس کو دیکھ کر لرزہ براندام ہو گیا اس نے کہا کہ ڈرو مت میں اس لئے آئی ہوں کہ
 میری ایک لڑکی نہایت حسین ہے تو اس سے شادی کر لے میں نے اس سے ڈرتے

نے ایک جگہ کا نام ہے۔

ہوتے کہا کہ مجھ کو منظور ہے اس وقت بہت سے لوگ اسی جیسے آئے ان میں قاضی بھی تھا
گواہ بھی تھے خطبہ پڑھ کر میرا عقد کر دیا اور چلے گئے وہ عورت ایک نہایت حسین لڑکی
کو لے کر حاضر ہوئی مگر اس کی آنکھ اس کی ماں کی طرح تھی اور میرے پاس چھوڑ کر چلی
گئی میری وحشت اور خوف بڑھتی جا رہی تھی اور شرم کی وجہ سے ککھریاں پھینک رہا
تھا جب میرے ساتھ بیدار ہوتے سب نے بل کر دعا کی پھر ہمارے چلنے کا وقت
قریب آگیا اور وہ لڑکی بھی میرے ساتھ چل دی اور تین دن تک رہی جب چوتھا
روز ہوا پھر اس کی ماں آئی اور اس نے کہا کہ شاید تجھ کو یہ لڑکی پسند نہیں ہے اور تو
اس سے الگ ہونا چاہتا ہے میں نے کہا کہ ہاں اس نے کہا کہ اس کو طلاق دیدے
میں نے طلاق دیدی اور وہ دونوں چلی گئیں اور پھر مجھ کو نظر نہیں پڑیں یہ حکایت
بھی مسیح الانسا دہے صاحب کتاب نے ہی تحقیق کی ہے۔

بلقیس کے والدین کے بارے میں کہا گیا کہ ان میں سے کوئی ایک جنات میں
سے تھا کلبی نے فرمایا ہے کہ اس کا باپ بڑے بادشاہوں میں سے تھا اور اس کے بھائی
یمن کے بادشاہ تھے وہ خود کہا کرتا تھا کہ میرے مقابلہ کا بادشاہ آس پاس میں نہیں ہے
اس نے ایک جن عورت سے شادی کی تھی جس کا نام ریحانہ تھا اس کے بطن سے
بلقیس پیدا ہوئی تھی اور اس نے اس کا نام بلقرہ رکھا تھا بلقیس کے بارے میں یہ بھی
کہا گیا ہے کہ اس کی ایڑی پیچھے سے جانوروں کے کھر کی طرح تھی اسی واسطے سلیمان
علیہ السلام نے ٹیشے کا محل بنوایا تھا جب وہ اس میں داخل ہوئی تو اس نے سمجھا
کہ یہ پانی ہے اور اپنی پنڈلیاں کھول دیں ان پر ہلکے ہلکے بال کھڑے تھے سلیمان علیہ
السلام نے اس کی عقل آزمانے کے لئے ہی اس کا تخت منگایا تھا پھر وہ اسلام لے
آئی سلیمان علیہ السلام نے اس سے شادی کا ارادہ فرمایا شیاطین کو حکم دیا کہ انہوں نے
حمام تیار کیا اور بالصف تیار کی اور اس نے پنڈلیاں اس سے صاف کر دیں اور وہ

پانڈہ کی طرح چمکنے لگی پس آپ نے اس سے شادی کر لی اور اس کو اس کا ملک واپس لینے کا ارادہ فرمایا اور واپس کر دیا اور شیاطین کو حکم دیا انہوں نے بے نظیر محل تیار کئے۔ جن میں سے عہدان اور غینوی بھی ہیں اور آپ ہر ماہ اس کے پاس جایا کرتے تھے اور آپ کے مرنے تک اس کا ملک باقی رہا پھر ختم ہو گیا۔ ابو منصور فقہ اللغۃ میں فرماتے ہیں کہ انسان اور حنیہ سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کو غس کہتے ہیں اور انسان اور چڑیل سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کو مخلوق کہتے ہیں۔

فصل

جن وانس کے نکاح کا شرعی حکم

حضرت علیؑ نے نکاح جنات سے منع فرمایا ہے اور تابعین کی ایک جماعت سے اس کی کراہت مروی ہے۔ امام زہریؒ سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے نکاح جنات سے منع فرمایا ہے یہ حدیث مرسل ہے حضرت حکم تابعی نکاح جنات کو مکروہ کہتے ہیں حضرت قتادہ بھی جنات سے نکاح کو مکروہ کہتے ہیں اور حضرت حن بصری بھی مکروہ کہا کرتے تھے۔ عتبہ بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حن بصری کے پاس آیا اور کہا کہ ایک جن ہماری لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے آپ نے فرمایا کہ ہرگز مت کرنا اور اس کا اکرام مت کرنا پھر اس آدمی نے حضرت قتادہ سے ذکر کیا انہوں نے بھی کہا کہ مت کرنا اور جب وہ تمہارے پاس آئے تو اس سے کہو کہ تو ہم کو آکر کیوں پریشان کرنا ہے اگر تو مسلمان ہے تو ہرگز مت آنا پس جب رات ہوئی وہ جن آیا اور اس نے حضرت حن اور حضرت قتادہ کا جواب دہرایا اور گھروالوں نے اس کو وہی بات کہا وہ چلا گیا پھر نہیں آیا۔ سعید بن جباص راز کا حجاج ابن ارطاة اور ابو حماد حنفی ان تینوں حضرات نے بھی حکم سے کراہت کا قول نقل کیا ہے۔ عرب نے حضرت اسحاق سے

دریافت کیا کہ ایک آنکا دریا میں کشتی پر جا رہا تھا اس کو جنات نے پریشان کیا اس نے جنیہ سے نکاح کر لیا آپ نے جواب دیا کہ جن سے نکاح کرنا مکروہ ہے۔ ابن ابی الدنیانے بھی عقیدہ اہم اور قتادہ سے کراہت کا قول نقل کیا ہے شیخ جمال الدین سہستانی ائمہ حنفیہ میں سے ہیں اپنی کتاب منیۃ المقنن میں فتاویٰ سربراہیہ سے نقل کیا ہے کہ جن و انس میں مناکحت اور اس طرح پانی کے انسان سے مناکحت جائز نہیں ہے اختلاف جنس کی وجہ سے۔

شیخ نجم الدین زاہد کا نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ حن بصری کے کسی نے دریافت کیا کہ جنیہ سے نکاح جائز ہے آپ نے کہا کہ دو گواہوں کی موجودگی میں جائز ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ ہرگز جائز نہیں۔ علامہ فرماتے ہیں کہ یہ سائل ہی اہم تھے حضرت حن ایسی غلط بات کہی نہیں فرما سکتے مگر ان سب روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح جنات ممکن ہے تب ہی تو علما نے اس کے احکامات ذکر کیے ہیں۔ کعب ابن مالک انصار کا فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک شیخ نے کہا آدمی کو دیکھا اس کے ساتھ ایک لڑکا تھا اس نے اس لڑکے کو دھمکایا اور ماں کی گالی دیا اس آدمی نے کہا کہ ایسا مت کہو میں تم کو اس کا اور اس کی والدہ کا قصہ نہ لانا ہوں ایک مرتبہ میں کشتی میں جا رہا تھا اتفاقاً وہ کشتی ٹوٹ گئی میں ایک تختے پر بیٹھ کر ایک جہیزے میں جا اترا اور وہاں کچھ مدت گزار کر ایک رات کو دھمکتا گیا ہوں کچھ لڑکیاں دریا سے نکلیں ان کے پاس ایک ایک موقی تھا وہ اس کو پھینکتی تھیں اور اس کی روشنی میں دوڑتی تھیں اور ان کی عجیب و غریب گنگناہٹ تھی میرے دل میں دوسرے پیدا ہوا کہ ان میں سے کسی کو پکڑ لوں جب دوسری رات کو آئیں میں ایک درخت کی جڑ میں چھپ کر بیٹھ گیا جب انہوں نے کھیل شروع کیا میں نے ان میں سے ایک کے بال پکڑ لیے اور اس کے بال جھول کی طرح اس کو ڈھانچے ٹھونے تھے اور میں نے لاکر اس کو درخت سے ہانڈھ دیا۔

اور اس سے وطن کی ادورہ حاملہ ہو گئی اور میں اس کو برابر پکڑے رہا یہاں تک کہ اس نے اس بچے کو ایک سال تک دودھ پلایا پھر اس کو چھوڑنے کا ارادہ کیا مگر یہ سوچا کہ کہیں یہ بچہ ضائع نہ ہو جائے اور جب دودھ چھڑانے کا وقت ہو گیا اور وہ بچہ کھانے لگا اس وقت اس کو رہا کیا اور اس نے اس مدت میں نہ میرے سے کلام کیا اور نہ مجھ کو کوئی تکلیف دی بلکہ سوزشی بچہ کی پرورش کی جب میں نے اس کو رہا کر دیا وہ فوراً دریا میں کود پڑی اور میں بہت جلدی سے اسی تختہ پر بیٹھ کر اپنے وطن واپس آ گیا وہ بچہ یہی ہے اور یہ قہقہہ ہے اس کی ماں کا۔

شیخ جمال الدین جو اللہ تعالیٰ نے قاضی ابوالقاسم سے جنات کے بارے میں چند سوالات

کئے تھے وہ سوال و جواب درج ہیں

۱۔ جنات سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں اور تقدیر جواز اس سے چند سوالات متفرع ہوتے ہیں۔ کیا اس کو اپنے ہی گھر میں رہنے کی تاکید کرنی جائز ہے یا نہیں؟ کیا اس کو مختلف صورتوں میں متشکل ہونے سے روک سکتا ہے یا نہیں؟ اور کیا صحت نکاح کے لئے اس کے ولی کی اجازت مشروط ہے یا نہیں؟ اور کیا قاضی جنات میں سے ہونا، ضروری ہے یا نہیں؟ اور جب وہ دوسری شکل میں آوے اور یوں کہے کہ میں تیرا بیوی ہوں اس پر اعتماد کیسے اس سے وطنی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا اس کے نفقے کے لئے ان کا کھانا ہڈی وغیرہ ہبیا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ جبکہ وہ دوسری چیزیں بھی استعمال کر لیتی ہو۔ یہ چند سوال بر تقدیر صحت نکاح جنات پر متفرع ہوتے ہیں۔

جواب :- کسی جنیہ سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ ہم نے تمہارے لئے تمہارا ہی جنس سے ازواج پیدا کی ہیں۔ سورۃ روم میں ہے کہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے ازواج تمہاری ہی جنس سے پیدا کئے مضمون کرام فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تمہاری جنس و نوع سے

تم جیسے نقشے والی یعنی آدمیوں میں سے محمد میں بنائی ہیں۔ اور جیسا کہ قرآن حکیم کی ایک اور آیت
 میں ہے کہ ہم نے تم ہی میں سے ایک رسول بنا کر بھیجا ہے یعنی آدمیوں میں سے اور عقل
 طور پر بھی یہ بات واضح ہے کہ جن قسم کی عورتوں سے نکاح جائز ہے وہ نسبی اعتبار سے
 دور ہیں جیسا کہ پھوپھی کی لڑکی اور ماموں کی لڑکی اور جو عورتیں نسبی اعتبار سے قریب
 ہیں ان سے نکاح جائز نہیں ہے جیسا کہ زوج کے اصول و فروع اور یہ حرمت قربت
 نسب کی وجہ سے ہے اور ظاہر ہے کہ جن و انس میں نہ جنسی اعتبار سے اتحاد ہے
 اور نہ نسبی اعتبار سے قرب و بعد ہے بلکہ دونوں کی جنس بالکل علیحدہ ہے لہذا ان
 کی عورتیں انسان کے نکاح میں اور انسان کی عورتیں ان کے نکاح میں شرعی اعتبار سے
 ہرگز نہیں آسکتیں البتہ جنات کے وجود پر ایمان لانا واجب ہے اور یہ بھی صحیح روایات
 سے ثابت ہے کہ وہ کھاتے بھی ہیں پیتے بھی ہیں اور آپس میں نکاح وغیرہ بھی کرتے
 ہیں اور یہ پیچھے گزر چکا ہے کہ بلقیس کی ماں جنات میں سے تھی اور جب آدمی اپنی
 بیوی سے ہمبستری کرتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیاطین اس کے ساتھ شریک
 جماع ہو جاتے ہیں یہی مراد ہے قرآن کریم کے ارشاد کی کہ شیطان ان کے اموال و
 اولاد میں شریک ہو جاتا ہے۔ اس سے بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ جنات و شیاطین جماع
 کرتے ہیں اور عوروں کی صفت قرآن کریم نے بیان کی ہے کہ ان کو کسی جن والی نے
 مس نہیں کیا ہوگا اس سے بھی اسی طرف اشارہ ہے اور اقرآن شریف میں حدیث ہے
 کہ جنات کا وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے محمد اپنی
 امت کو منع کرو کہ وہ ہڈی اور لید یا کوئلہ سے استنجانہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے
 اندر ہمارے روز کی بیدار فرماتے ہیں اور سلم شریف میں ہے کہ جس ہڈی پر خدا کا نام لیا
 جاتا ہے وہ ان کے لئے پر گوشت کر دی جاتی ہے اور لید ان کے ہالندوں کا چلہ ہے
 لہذا تم لید اور ہڈی سے استنجامت کیا کرو کیونکہ یہ تہا سے بھائی جنات کا کھانا ہے۔

بنامہ شریف میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ بڑی میں کیا بات ہے کہ اس سے استیجازہ کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا کہ یہ جنات کا کھانا ہے اور میرے پاس نصیبین کے جنات کا وذا کیا تھا وہ اچھے جن تھے مجھ سے انہوں نے کھانے کی درخواست کی میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی پس ان کے لئے ہر بڑی میں گوشت پیدا کر دیا جاتا ہے۔ پہلے حضرت اعمش کا ارشاد گذر چکا ہے کہ ان کے خاندان کی کسی لڑکی سے کسی جن نے شادی کی تھی اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ اس شادی میں شریک بھی ہوتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک جنات سے شادی کرنا جائز ہے کیونکہ اگر حرام ہوتا تو آپ کیوں شریک ہوتے زہد اعلیٰ کہا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے کوئی جینیہ عورت دیدے تاکہ اس سے نکاح کر لوں۔ لوگوں نے کہا کہ اس سے کیا ہوگا آپ نے جواب دیا کہ سفر میں میرے ساتھ رہا کرے گی اور میری کارہنمائی کیا کرے گی اور شروع میں حضرت امام مالک کا ارشاد گذر چکا ہے کہ آپ نے کہا تھا کہ کچھ حرج نہیں مگر فساد فی الاسلام کی وجہ سے میں پسند نہیں کرتا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی جائز ہے مگر وہ فساد فی الاسلام کی وجہ سے مکروہ کہتے ہیں

۳۱ سوال باب

جنات کا انسانی عورتوں سے تعرض کرنا

جریب بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جب تشریح ہوا اس وقت میں ایک راستہ میں جا رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ "ولاقوا جنات" پڑھا ایک آنسو برست نے سن کر کہا کہ میں نے جب یہ کلمہ سنا تو آسمان سے آواز آئی اس وقت سے آج سن رہا ہوں میں نے اس سے کہا کہ یہ کیسے آواز آئی کہا کہ میں بادشاہ ہوں کے پاس جایا کرتا تھا ایک مرتبہ میں گسریا کے پاس گیا جب وہاں گیا تو اس نے کہا کہ "ولاقوا جنات" کو میرے آتے ہوئے

خوشی نہیں ہوتی جیسا کہ شوہر کے آنے سے ہوا کرتی ہے میں نے اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے
اس نے کہا کہ تو میرے پاس سے گیا کہپ تھا نظر میں رہتا ہے یہ ہمارے درمیان
یہ بات ہو رہی تھی اس وقت ایک جھگڑا اور اس نے کہا کہ یہ عورت ایک دن تیرے
پاؤں سے گئی اور ایک دن میرے پاس رہے گی ایک سرد زوہ آیا اور اس نے کہا کہ
میں ان جنات میں سے ہوں جو آسمان پر فرشتوں کے پاس گھومنے کے لئے جاتے ہیں
اور آج میرا نمبر ہے اگر تو میرے ساتھ چلا جا رہا ہے تو کل میں تم کو کہا کہ چلوں کا جب
رات ہوتی وہ آیا اور تم کو اپنی پیٹھ پر لاد کر چل گیا اور مجھ کو کہا کہ میری پیٹھ سے چمٹ
جا اور تجھ کو بہت سی خوشیاں چیزیں ملنے لگیں گی مگر تم کو چھوڑنا مست ہلاک ہو
چلے گا پس وہ آسمان پر چڑھا اور آسمان سے بل گئے اس وقت کسی کے دلے
نے کہا "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" اس کے بعد ہی وہ جنگوں میں اور بہاروں
میں جا رہے اور میں نے یہ کلمات یاد کیے جب یہ ہوتی ہیں اپنے گھر آیا اس کے
بعد وہ جن آیا چھوڑنے بھی یہی کلمات پڑھتے ان کے پڑھنے پر وہ کانپنے لگا اور
گھر سے بھاگ گیا پس جب وہ آتا میں ان کلمات پڑھ دیتا پھر اس سے آنا بند کر دیا
اس قصہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیاطین انسان کی رات سے نعرے مارتے ہیں
اور جب یہ آدمی چلا جا کر تا تھا لکھہ شیطان اس کی شکل بنا کر اس کی بیوی کے پاس
رہا کرتا تھا۔ (☆)

حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ میں اپنے گھر کے کھمبوں پر بیٹھا تھا
اچانک میری بیوی نے آواز دی میں گیا اس نے ایک سانپ کی طرف اشارہ کیا اور
اس سانپ کو میں نے ایک مرتبہ جنگل میں بھی دیکھا تھا اور یہ بعینہ وہی تھا میں نے
خطیب پڑھا اور کہا کہ اگر آئندہ تجھ کو میں نے یہاں دیکھا تو تجھے کو مار ڈالوں گا یہ سنتے
ہی وہ چلا گیا میں نے ایک آدمی کو اس کے پیچھے لگا دیا کہ وہ گھنٹا بجا کر اس کے پیچھے لگا دے

وہ سانپ مسجد میں گیا اور منبر پر چڑھ کر اڑ گیا اور پھر غائب ہو گیا۔ اس قسم کے اور بھی بہت سے قصے ہیں جو متفرق ابواب میں آئیں گے۔

۳۲ واں باب

بعض جنات کا بعض کو انسانی عورتوں کے

تعرض سے روکنا

حسن ابن حسن فرماتے ہیں کہ ربيع بنت معوذ بن عفرار کے پاس کوئی بات معلوم کرنے کے لئے حاضر ہوا انہوں نے ایک قصہ سنایا کہ میں اپنی قیامگاہ میں بیٹھی ہوئی تھی اچانک میرے مکان کی چھت ٹٹ ہوئی اور اس میں سے ایک سیاہ فام گدھے کی شکل کا جن نوردار ہوا اس جیسا ڈراؤنا اور بد صورت میں نے کوئی نہیں دیکھا پس وہ برسے ارادے سے میرے قریب ہونے لگا اسی اثناء میں اس کے پیچھے سے ایک چھوٹا سا پرچہ آیا اس میں لکھا ہوا تھا کہ نیکوں کا نیک بیٹی سے تعرض ہرگز مت کر اس کو پڑھ کر وہ واپس چلا گیا۔ حسن ابن حسن فرماتے ہیں کہ وہ پرچہ ان کے پاس تھا انہوں نے مجھ کو بھی دکھلایا تھا۔ یحییٰ ابن سعید فرماتے ہیں کہ عمرہ بنت عبد الرحمن کے انتقال کے وقت بہت سے تابعین ان کے پاس موجود تھے ان کو اچانک غشی طاری ہو گئی ان کی چھت میں سرسراہٹ سی محسوس ہونے لگی پس اچانک ایک سیاہ فام اڑدھا کھجور کے تنے کی طرح موٹا اس میں سے گرا اور ان کی طرف چلنے لگا اسی وقت ایک سفید کاغذ گرا جس میں لکھا تھا کہ عکب کی طرف ہے تجھ کو نیک لوگوں کی بیٹی کے بارے میں کوئی حق نہیں ہے جب اس نے وہ پرچہ پڑھا فوراً واپس ہو گیا۔

انس ابن مالک فرماتے ہیں کہ عوف ابن عفرار کی بیٹی اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی

ہیں ان کو محسوس ہوا کہ کوئی سیاہ نام آدمی ان کے سینے پر گر رہے اور اپنا ہاتھ ان کے حلق پر رکھ رہے اسی وقت ایک پیلا پرچہ اوپر سے گرا اس کو اس نے لے کر پڑھنا شروع کیا اس میں لکھا ہوا تھا کہ نیک بندے کی لڑکی سے الگ رہو تم کو کوئی حق نہیں ہے اس کو پڑھ کر وہ بھاگ گیا اور چلتے وقت میرے گھٹنے پر اپنا ہاتھ مارا پس وہ متورم ہو گیا اور بکری کے سر کی طرح پھول کر موٹا ہو گیا میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان کو قصہ سنایا انہوں نے فرمایا کہ اے بیٹی جب تو ڈرا کرے تو اپنے کپڑے درست کر لیا کر انشاء اللہ تجھ کو کوئی نقصان نہ ہوگا اللہ نے ان کے باپ کی وجہ سے ان کی حفاظت کر دی کیونکہ وہ ہمد میں شہید ہو گئے تھے۔

۳۳واں باب

جن کسی عورت سے جماع کرے اس پر غسل واجب ہو گیا یا نہیں

۰۳۳۳-۴۵۸۵۸۹۱

فتاویٰ کتبیرہ میں جن کے جملے کے تحت ہے ~~جماع کرے اس پر غسل واجب ہو گیا یا نہیں~~

نے کہا کہ میرے پاس جن امانتے اردن میں گئی تھی ہرگز سے جماع کر کے اللہ تعالیٰ نے محسوس ہوئی ہے جو میرے طور پر جماع کرنے سے کہیں جو کتاب ہے ~~جماع کرے اس پر غسل واجب ہو گیا یا نہیں~~

نہیں ہے۔ (۵)

ابوالمعالی ابن المنجا حنبلی ابن خطاب کی ہدایہ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ کسی عورت نے کہا کہ میرے پاس جن اگر جماع کرتا ہے کیا اس پر غسل واجب ہوگا انہوں نے کہا کہ بعض حنفیہ کا راتے یہ ہے کہ اس پر غسل واجب نہیں سبب وجوب غسل کے معلوم ہو جانے کا وجہ سے یعنی ایلاج و احتلام کا نہ پایا جانا بلکہ یہ تو ایسا ہے جیسے کاکڑی کی ٹولہ میں یہ حالت دیکھ لے اور انزال نہ ہو جس طرح یہاں غسل واجب نہیں اس طرح جن

کے جماع کرنے میں غفل واجب نہیں مولف فرماتے ہیں کہ اس تعلیل میں نظر ہے کیونکہ جب اس عورت نے بیان کیا تھا کہ مجھ سے اس طرح جماع کیا جس طرح میرا شوہر کرتا ہے اور مجھ کو اس جیسی لذت محسوس ہوتی ہے تو پھر اطلاع و احتلام کے معدوم ہونے کے کیا معنی اور اگر ان کو معدوم مان لیا جاتے تو پھر جماع کے کیا معنی۔

۳۴ واں باب

محنت اولاد جنات ہوتے ہیں

علامہ طرطوسی نے اپنی کتاب "تحریم الفواحش" میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ محنت اولاد جن ہوتے ہیں ان سے دریافت کیا گیا کہ یہ کیسے آپ نے جواہد کیا کہ اللہ اور اس کے رسول نے منع فرمایا ہے کہ حالت حیض میں اپنی بیوی سے جماع سے گھر کر کے باہر نہیں آتا اور اس حالت میں جماع کرتے ہیں شیطان ان سے چبھتا ہے اور ان کو کھاتے جماع کر لیتا ہے اگر وہ حاملہ ہو جائے تو اس سے منہ ہوا بیٹے ہوتے ہیں۔

۳۵ واں باب

حکم اس عورت کا جس کے شوہر کو جن اٹھا کر لے گئے ہوں

حضرت عبدالرحمن ابن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے قبیلہ کا ایک شخص عشار کی نماز پڑھنے کے لئے گیا اور گم ہو گیا اس کی بیوی کا عمر ابن الخطاب کے پاس آئی اور اس کے گم ہونے کے بارے میں اطلاع دیا آپ نے اس کے خاندان والوں سے تصدیق

فرمائی انہوں نے کہا کہ واقعہ گم ہو گیا ہے آپ نے اس کو حکم فرمایا کہ چار سال تک انتظار کرو وہ چلی گئی اور چار سال کے بعد پھر آئی اور کہا کہ ابھی تک میرا شوہر نہیں آیا آپ نے اس کو جواب دیا کہ اب تو دوسرا نکاح کر سکتی ہے اس نے دوسرا نکاح کر لیا اس کے بعد اس کا پہلا شوہر آ گیا وہ پھر حضرت عمر ابن الخطابؓ کے پاس اپنا مقدمہ لے گیا آپ نے فرمایا کہ تم عجیب ہو ایک طویل زمانے تک غائب رہے ہو اور گھر والوں کو موت و حیات کا کچھ علم نہیں ہے اس نے کہا کہ حضرت میرا غائب رہنا مجبور کا کی وجہ سے تھا آپ نے دریافت فرمایا کہ مجبور کا کیا تھی اس نے کہا کہ میں عشاء کی نماز پڑھنے کے لئے گیا تھا اور مجھ کو جنات اٹھا کر لے گئے تھے ایک عرصے تک میں ان کے پاس رہا۔ پھر ان میں اور مومن جنات میں جنگ ہوئی اور مومن جنات ان پر غالب آ گئے اور ان میں سے کچھ جنات قید کر لئے گئے قید ہونے والوں میں سے میں بھی تھا انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تیرا دین کیا ہے میں نے کہا کہ میں مسلمان ہوں انہوں نے سن کر کہا کہ تیرا قید کرنا ہمارے لئے جائز نہیں ہے تو آزاد ہے تیرا مرضی ہے چاہے تو یہیں رہ اور چاہے چلا جا میں نے کہا کہ میں تو جانا چاہتا ہوں پس وہ مجھ کو لے کر چل دیئے رات کو انسانی شکل میں مجھ سے باتیں کرتے چلتے تھے اور دن میں بگولہ بن جاتے تھے اور میں ان کے پیچھے پیچھے رہا کرتا تھا آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تو کیا کھایا کرتا تھا اس نے جواب دیا کہ جس بڑی پر خدا کا نام نہیں لیا جاتا ہے اس سے گوشت کھایا کرتا تھا۔ پیچھے گزر چکا ہے کہ جس بڑی پر خدا کا نام لیا جاتا ہے وہ مومن جنات کا کھانا ہے اور جس پر خدا کا نام نہیں لیا جاتا وہ کافر جنات کا کھانا ہے یہ اس وقت کی حالت ہے جب وہ کافر جنات کے قبضے میں تھا آپ نے اس سے معلوم کیا کہ اور کیا پیا کرتا تھا۔

سے از مترجم

اس نے جواب دیا کہ غیر مسکر شراب حضرت عمر ابن الخطابؓ نے فرمایا کہ تجھ کو اختیار ہے
چاہے اس عمدت کو لے لے اور چاہے اس کا ہر رکھ لے۔ حضرت عمر ابن الخطابؓ کے
زمانے کا ایک اور واقعہ اسی جیسا مذکور ہے اس میں بھی آپ نے یہی فیصلہ فرمایا
تھا۔ والتداعلم

۳۶ واں باب

جنات کے نام پر ذبح کیے ہوئے جانور کا حکم



یعنی اس کا ذبح کیا جائے کہ اس کا ذبح کیا جائے یا نہ کیا جائے تیار کرنا جب تیار ہو چکا تو اس
کے افتتاح کے موقع پر جنات کے نام جانور ذبح کیے کہ کہیں وہ اس پانی کے موت کو نہ
بند کر دیں اور اس کو پکا کر لوگنا کہ کھلایا جب ابن شہاب زہری کا کو خبر ہوئی انہوں نے
فرمایا کہ نہ کھلایا نہ کھلا جائے۔ حدیث اس کا کھلانا جائز ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے جنات کے نام جانور ذبح کیے جو کہ جانوروں کے کھانے سے منع فرمایا ہے علامہ
طلیطلی نے بھی اس روایت کو ابن شہاب سے اسی عنوان سے ذکر فرمایا ہے۔

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ علامہ شمس الدین محمد ابن ابی بکر حنبلی کی تحریرات
میں بھی یہ واقعہ اس طرح درج ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ چشمہ جار کا ہونے کے
وقت کہ میں اسی طرح پیش آیا تھا اور یہ چشمہ خلیفہ نجم الدین ابن محمود کیلانی نے
بنوایا تھا اور وہ خود اس کے افتتاح میں شریک تھا۔ تفصیلی واقعہ اس طرح پر ہے
کہ جب اس کو کھودنے والے ایک خاص مقام پر پہنچے تو ان میں سے ایک پر
جنات کا اثر ہوا وہ بیہوش ہو کر گر پڑا اور بہت دیر تک پڑا رہا جس وقت وہ بے
ہوش پڑا ہوا تھا تو اس نے کہا کہ اے مسلمانوں تمہارے لیے پھانسی نہیں ہے کہ تم ہم

پر ظلم کرو ہم نے کہا کہ ہم نے تمہارے اوپر کس طرح ظلم کیا ہے اس جہنم نے کہا کہ ہم اس زمین
 میں رہتے ہیں اور میرے سوا کوئی بھی ان میں مسلمان نہیں ہے اگر میں چلا گیا تو وہ تم کو
 بہت پریشان کر دیں گے انہوں نے مجھے یہ کہلا کر بھیجا ہے کہ اس وقت تک ہم پانی
 نہیں نکلنے دیں گے جب تک تم ہمارا حق لوٹ کر دو ہم نے کہا کہ تمہارا حق کیا ہے اس
 نے کہا کہ ہمارا حق یہ ہے کہ ایک بیل خریدو اور اس کو خوب مزین کرو اور لباس پہناؤ
 اور اس کو مکہ میں گھما کر یہاں لاؤ اور ہمارے نام پر ذبح کر دو اور اس کا خون اور سر کا
 پلٹے ہمارے لئے بیر عبد الصمد میں ڈال دو اور باقی کو تم کھا لو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو
 ہم کبھی بھی پانی نہیں نکلنے دیں گے ہم نے کہا کہ ضرور کریں گے یہ کہتے ہی وہ آدمی
 صحیح ہو گیا اور اس کو افاقہ ہو گیا اور اس نے کمر بٹھا اور پوچھا کہ میں کہاں ہوں اور اس
 کو کوئی پریشانی نہیں رہی۔ اس قصہ کے راوی کہتے ہیں کہ جب میں اس قصہ کو دیکھ
 کر گھرا آیا تو میں صبح کی نماز کے لئے جا رہا تھا اچانک ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ خلیفہ
 کہاں ہیں میں نے کہا کہ کیا بات ہے اس نے کہا کہ ان سے ایک بات کرنی ہے میں نے
 کہا کہ وہ تو مشغول ہیں مجھے کہہ دے میں ان کو بتلا دوں گا۔ اس نے کہا کہ میں نے رات کو
 ایک خواب دیکھا ہے کہ لوگ ایک بیل کو مزین کر کے بادشاہ کے مکان پر لاتے ہیں۔
 بادشاہ نے دیکھ کر کہا ہے کہ ٹھیک ہے پھر بادشاہ خود ہی اس کو ہانک کر چل دیا
 اور لوگ اس کے پیچھے چل دیتے یہاں تک کہ مکہ سے باہر جا کر اس کو ذبح کیا اور اس کے
 سر کا پلٹے بیر عبد الصمد میں ڈال دیتے مجھ کو اس کا خواب سن کر تعجب ہوا اور میں
 نے یہ خواب بھی اور اس آدمی کا واقعہ بھی جس پر جن آئے تھے اور انہوں نے اس سے
 بھی اس طرح کہا تھا مکہ کے بڑے بڑے لوگوں کو سنایا انہوں نے جمع ہو کر ایک
 بیل خرید کر اسی طرح کیا اس سے پہلے اس چٹے میں بالکل پانی نہیں تھا جب ہم نے یہ
 کر دیا اور پھر تھوڑا سا کھودا تو پانی ٹھاٹھیں مار کر جاری ہو گیا جب پانی جاری ہو گیا

تو پہاڑوں کے درمیان ایک راستہ تھا ہم نے وہ درست کیا اور اس کو صاف کیا اور پانی اس میں چلنے لگا اور چار ہی دن میں پانی مکہ میں آگیا۔ اور اس کے آس پاس والے کنویں بھی جاری ہو گئے۔ ہم سے لوگوں نے بتلایا کہ ان کنوؤں میں بالکل پانی نہیں تھا اور اچانک پانی سے لبریز ہو گئے اور خوب پانی آگیا۔ علامہ شمس الدین نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسا ہی ہوا تھا جیسا کہ دریا ر نیل میں لوگ ایک حسین لڑکی کو ڈالا کرتے تھے اور وہ جاری ہو جایا کرتا تھا پھر اس رسم بد کو حضرت عمر ابن الخطابؓ نے ختم کیا تھا کیونکہ جنات ان سے بہت ڈرتے تھے اگر آج بھی مگر جیسا کوئی آدمی بتا تو یہ نوبت ہرگز نہ آتی کیونکہ شیاطین ان سے بہت بھاگتے تھے اور بیل تو کیا ایک چڑیا کے ذبح کرنے کا بھی نوبت نہ آتی مگر ہر زمانے میں کچھ خاص ہی لوگ ہوتے ہیں۔ علامہ شمس الدین نے فرمایا کہ جس آدمی نے مجھ کو یہ قصہ سنایا وہ میرا لڑکا تھا نہایت سچا، دیانتدار اور متدین آدمی تھا تمام شہر کے لوگ اس کے اس واقعے کے بارے میں تصدیق کرتے تھے اور مکہ کے تمام لوگوں نے اسے اسی واقعہ کو سچم خود دیکھا تھا۔ واللہ اعلم۔

۳۷ واں باب

جنات کا روایت حدیث کرنا

ابن ابی کعب سے مروی ہے کہ ایک جماعت مکہ کے لئے روانہ ہوئی اور راستہ بھول گئی جب وہ لوگ مشقت سفر سے اور راستہ بھول جانے کی وجہ سے پریشان ہو گئے اور مرنے کے قریب ہو گئے انہوں نے اپنے اپنے کفن پہن لئے اور زمین پر لیٹ گئے پس ان کے پاس ایک جن آیا اور اس نے کہا کہ میں ان جنات میں سے ہوں

جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں سنی ہیں میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور مددگار و معین ہے اور مسلمان مسلمان کو رسوا نہیں کرتا اور اس جن نے انہیں پانی بتلایا اور راستہ بتلایا۔ عبدالرحمن ابن بشر فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں حج کے لئے روانہ ہوتے راستہ میں ان کو پیاس لگی پس ان کو ایک شور چشمہ ملا ان میں سے کسی نے کہا کہ یہ پانی نقصان دہ ہے آگے چلو وہاں پانی بلے گا وہ آگے چلے مگر شام تک کہیں پانی نہیں ملا پھر ان میں سے کسی نے کہا اس شور چشمے کے پاس چلو جب وہ وہاں پہنچے تو ان کو کافی رات ہو گئی وہ ایک کیکر کے درخت کے پاس ٹھہر گئے ان کے پاس ایک نہایت سیاہ قام شخص آیا اور اس نے کہا کہ اے قافلہ والو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو آدمی اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ مسلمانوں کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے لہذا مسلمانوں کے لئے وہی ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے تم آگے چلو اور جب تم مکہ کے پاس پہنچ جاؤ تو اس کے بائیں جانب چلو وہاں تم کو پانی بلے گا ان میں سے کسی نے کہا کہ یہ شیطان معلوم ہوتا ہے دوسرے نے کہا کہ شیطان اس طرح کبھی نہیں بتلا سکتا یہ تو مومن جن سے ہے پس وہ وہاں گئے اور ان کو وہیں پانی ملا۔ باب نمبر ۱۲ میں گزر چکا ہے کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے ایک مردہ جن کو دفن کیا تھا اور آپ نے سنا تھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تو (مراد مردہ جن ہے) سفر میں مرے گا اور تجھ کو ایک نیک صالح مومن دفن کرے گا۔

۳۸ واں باب

جنات کا انسان سے علم حاصل کرنا اور ان کا انسان کو

فتویٰ دینا

دوباب ابن منبہ فرماتے ہیں کہ میں اور حن بصری ہر سال حج کے موقعہ پر مسجد خیف میں ملا کرتے تھے اور جب سب لوگ سو جایا کرتے تھے تو ہم اپنے ساتھیوں سے باتیں کیا کرتے تھے اور ایک رات ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک پرندہ اڑتا ہوا آیا اور دوباب کے حلقہ میں جا پڑا اور دوباب کو سلام کیا دوباب نے اس کو جواب دیا اور جان گئے کہ یہ کوئی جن ہے پھر وہ آگے بڑھا اور باتیں کرنے لگا دوباب نے معلوم کیا کہ تو کون ہے تو اس نے کہا کہ میں ایک مسلمان جن ہوں دوباب نے کہا کہ کیوں آیا ہے اس نے کہا کہ کیا آپ ہمارے آپ سے علم حاصل کرنے سے اور آپ کے پاس بیٹھنے سے ناخوش ہیں ہمارے بہت سے لوگ آپ سے حدیثیں روایت کرتے ہیں اور ہم لوگ جہاد میں نماز میں اور مریضوں کی عیادت میں اور جنازوں میں اور حج و عمرہ میں آپ کے ساتھ شریک رہتے ہیں ہم لوگ آپ سے علم حاصل کرتے ہیں اور قرآن سننے ہیں حضرت دوباب نے اس سے معلوم کیا کہ تمہارے کون سے راوی افضل ہیں اس نے کہا کہ حضرت حن بصری سے روایت کرنے والے راوی افضل ہیں جب حضرت حن بصری نے حضرت دوباب کو دوسری جانب مشغول دیکھا تو ان سے دریافت کیا کہ آپ کس سے باتیں کر رہے ہیں حضرت دوباب نے پوری گفتگو دہرائی اور یہ بھی بتلایا کہ آپ سے روایت کرنے والے جنات کو جنات سب سے افضل مانتے ہیں۔ حضرت حن نے سنکر فرمایا کہ تجھے قسم ہے یہ بات کسی سے ذکر نہ کرنا ورنہ لوگ اس کو خود ساختہ بات کہیں گے۔ حضرت دوباب فرماتے ہیں کہ اس کے بعد سے وہ جن ہر سال حج کے

موقع پر مجھ سے ملتا تھا اور حدیثیں سنتا تھا ایک مرتبہ وہ مجھے طواف کرتے ہوئے ملے۔ ہم طواف سے فارغ ہو گئے تو مسجد کے ایک کونہ میں بیٹھ گئے میں نے اس جن سے کہا کہ اپنا ہاتھ دکھلا اس نے اپنا ہاتھ میری طرف کر دیا میں نے اس کا ہاتھ جلی کے پنبے کی طرح پایا اس پر بال تھے پھر اس نے کہا کہ آپ بھی اپنا ہاتھ دکھلائیے جس طرح میں نے دکھلایا ہے میں نے اس کو اپنا ہاتھ دے دیا اس نے اس زور سے دبا یا کہ خدا کی قسم میری پیچ نکلنے کو ہو گئی اور وہ ہنسنے لگا حضرت وہب فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد میری اس سے ملاقات نہیں ہوئی شاید وہ مر گیا ہو یا اس کو قتل کر دیا گیا ہو آپ نے اس سے یہ بھی دریافت کیا کہ تمہارے نزدیک کون سا جہاد افضل ہے۔ اس نے کہا کہ مسلم جنات کا کافر جنات سے جہاد کرنا یہ افضل ہے۔

یحییٰ ابن ثابت فرماتے ہیں کہ میں حفصی طائفی کے ساتھ منیٰ میں تھا ہم نے ایک سفید ڈارمی والا بوڑھا دیکھا کہ وہ لوگوں کے سامنے فتوے دے رہا ہے مجھ کو حفصی نے کہا کہ اے ابو ایوب اس کو دیکھ رہے ہو یہ حضرت جن ہے ہم دونوں اس کے قریب پہنچے جب اس نے حفصی کو دیکھا اپنا ہاتھ ان کے پیروں پر رکھ دیا آپ نے اس پر غصہ کیا اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ہو گئے آپ نے کہا کہ لوگو یہ حضرت جن ہے پھر وہ بھاگ گیا۔

۳۹ واں باب

جنات کا انسان کو وعظ و نصیحت کرنا

ابن الاسود فرماتے ہیں کہ میں نے ابو حنیفہ عابدی کا کوہہ بیان کرتے سنا ہے کہ میرا ایک چھوٹا بچہ مر گیا تھا مجھ کو اس کی وجہ سے سخت رنج ہوا حتیٰ کہ میری عینہ اڑ گئی۔

ایک رات میں چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا اور اپنے بیٹے کی فکر میں تھا اور گھر میں میرے علاوہ کوئی نہیں تھا کہ اچانک مجھے گھر کے کونے میں سے سلام کی آواز آئی میں نے جواب دیا مگر مجھ کو سخت اندیشہ لاحق ہوا پھر اسی سلام کرنے والے نے سورۃ آل عمران کی آخری آیتیں پڑھیں پھر مجھے مخاطب ہو کر کہا کہ اے خلیفہ تو اپنے بیٹے کو ہمیشہ رکھنا چاہتا تھا خدا کے ہاں تیرا مرتبہ بڑا ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوا تھا آپ فرما رہے تھے کہ آنکھیں رو رہی ہیں اور دل مغموم ہے مگر ہم ایسی بات زبان سے نہیں نکالیں گے جس سے خدا ناراض ہو اور اے خلیفہ تو اپنے بچے سے موت کو کس طرح ٹال سکتا تھا جبکہ سب کو آخر مرنا ہی ہے کیا تو خدا کے فیصلہ سے ناراض ہے اور اس کی تدبیر پر اشکال کرتا ہے۔ اگر موت نہ ہوتی تو زمین تنگ ہو جاتی اور اگر زندگی میں رنج نہ ہوتا تو لوگوں کو عیش کی قدر نہ ہوتی پھر اس نے کہا کہ تو کیا چاہتا ہے میں نے کہا کہ خدا تجھ پر رحم کرے تو کون ہے اس نے کہا کہ میں تیرے پڑوس کا رہنے والا ہوں۔
واللہ اعلم۔

۴۰واں باب

جنات کا حکمت کی باتیں کرنا اور شعراء کی زبان

پر شعراء کا کرنا۔

ابن ابی الدنیل نے فرمایا ہے کہ اسحاق ابن عبداللہ نے فرمایا کہ کچھ جنات انسانی شکل بنا کر ایک آدمی کے پاس آئے اور اس سے معلوم کیا کہ تو کس چیز کے مالک بننے کو پسند کرتا ہے اس نے کہا کہ میں اونٹ چاہتا ہوں اونٹ مجھ کو پسند ہے انہوں

نے کہا تو نے مشقت و پریشانی کو پسند کیا ہے یہ تیرے ترکِ وطن کا سبب بنیں گے اور تمہ کو دوستوں سے دور کر دیں گے پھر وہ جنات وہاں سے ایک دوسرے آدمی کے پاس آئے اور اس سے بھی یہی دریافت کیا اس نے کہا کہ مجھ کو غلام پسند ہیں انہوں نے کہا کہ یہ فائدہ مند عزت ہے مگر اس کے نتائج نہایت سنگین ہیں اور یہ مال قبضہ سے باہر ہوتا ہے پھر اس کے پاس سے بھی چلے گئے اور ایک دوسرے کے پاس جا کر اس سے بھی اسی طرح سوال کیا اس نے کہا کہ مجھ کو بکریاں پسند ہیں انہوں نے کہا کہ یہ تو کھانے والے کا لقمہ ہیں اور فقیر کا دامن ہیں جنگ کے موقع پر سواری کا کام نہیں آسکتی اور نہ قیمت کے وقت کام دے سکتی ہیں اور نہ تمہ کو پریشانی سے بچا سکتی ہیں پھر ایک دوسرے کے پاس آئے اور اس سے بھی یہی دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ مجھ کو جڑ والی چیز ہے پسند انہوں نے کہا کہ تین سو ساٹھ کھجور کے درخت سب سے بڑی مالدار کی ہے اور نہایت ہی مرغوب مال ہے پھر اس کے پاس سے بھی چلے گئے اور ایک دوسرے کے پاس آئے اور اس سے بھی یہی سوال کیا اس نے کہا کہ مجھ کو کھیتی پسند ہے انہوں نے کہا کہ یہ آدھا عیش ہے اگر کھیتی کر کے تو کچھ ملے گا ورنہ نہیں پھر اس کے پاس سے ایک دوسرے کے پاس آئے اور اس سے بھی یہی سوال کیا اس نے کہا ذرا ٹھہر جاؤ میں تمہارے لئے کھانا لے آؤں وہ روٹی لے کر آیا انہوں نے کہا کہ اس کی اصلاح کے لئے بھی تو کچھ لاؤ وہ گوشت لے کر آیا انہوں نے کہا کہ جی جی کو کھاتا ہے یہ تو تھوڑا بھی کافی ہے پھر وہ دودھ اور کھجور لے کر آیا انہوں نے کہا کہ کھجور کے پھل اور گائے کا دودھ خدا کا نام لے کر کھانا شروع کرو وہ کھانے لگے اور اس سے کہا کہ تو ہم کو یہ بتلا کہ کون سی چیز سب سے زیادہ تیز ہے اور کون سی چیز سب سے زیادہ حسین ہے اور کون سی چیز سب سے زیادہ خوشبودار ہے اس نے کہا کہ بھوکے آدمی کی ڈاڑھ سب سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔

اور صبح کے وقت اونچی زمین پر برسنے والا بادل سب سے زیادہ حسین منظر ہوتا ہے اور سب سے زیادہ خوشبودار وہ پھول ہوتا ہے جو بارش کے بعد کھلتا ہے پھر انہوں نے کہا کہ اب بتلاؤ کہ کو کیا چیز پسند ہے اس نے کہا کہ مجھ کو موت پسند ہے انہوں نے کہا کہ تیرے سے پہلے آج تک کسی نے موت کو پسند نہیں کیا اس نے کہا کہ کیوں اگر میں نیکو کار ہوں تو میری نیکی میری ذمہ دار ہے اور اگر میں بدکار ہوں تو موت میری بدکاری کو ختم کر دے گی اور اگر میں غنی ہوں تو میری غربت ثابت ہو جائے گی اور اگر میں فقیر ہوں تب تو مجھ کو کوئی فکر نہیں ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم کو وصیت کر اور ہمارے لئے زاہد راہ کا انتظام کر اس نے ایک مشکیزہ دودھ کا بھرا ہوا پیش کیا کہ یہ تمہارا زاہد راہ ہے اور وصیت یہ ہے کہ تم کل طیبہ - لا الہ الا اللہ پڑھ لو تمہارے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جائیں گے وہ جنات اس کے پاس سے لوٹے اور اس کو تمام جن و انس سے بڑا عقلمند کہہ رہے تھے۔ ہاشم ابن قاسم نے فرمایا ہے کہ یہ آخری آدمی جس نے یہ باتیں کہیں مگر ابو درداء تھا۔

عرب والے شاعروں کو کلاب الجن یعنی جنات کے کتے کہتے ہیں جیسا کہ عمرو بن کلثوم کے شعر میں ہے۔

فصل ۱۰۔

ترجمہ ۱۔ کہ ہم کو جنات کے کتے بھونکتے ہیں (امرا شعراء ہیں) اور ہم اپنے پاس سے کانٹے دور کرتے رہتے ہیں۔

شعراء کو عرب والے جنات کے کتے اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا گمان یہ ہے کہ شیاطین ان کی زبانوں پر شعر القا کرتے رہتے ہیں اور اس قسم کے شیاطین کو وہ تابع اور رباہ کہتے ہیں جیسا کہ جریر نے کہا ہے کہ میرے اوپر ایک ادھیڑ عمر کا شیطان شعر القا کرتا رہتا ہے جو شیطانوں کا شیطان ہے۔ اہل عرب نے اس قسم کے شیاطین کے نام بھی بتلائے ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے کہ: "شاعر کے القا کرنے والے شیطان کا نام سحل تھا اور عمرو بن قطن کے شیطان کا نام جھام اور بشار اور سقناق تھا اور بادشاہوں

کے بارے میں کہا گیا ہے کہ جنات والہیں بھی ان کے لفظ میں ہوتے ہیں جیسا کہ اسی شعر میں بیان کیا گیا ہے۔

ترجمہ ۱۔ میں شیطان کے لشکر کا جوان تھا میری حالت یہاں تک بدلی کہ شیطان ہی میرے لشکر کا جوان بن گیا۔

اور اہل عرب اشعار کو شیطانی منتر کہتے ہیں جیسا کہ اسی شعر میں ہے۔

ترجمہ ۱۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ شیطانی منتروں نے اس کا کچھ نہیں بگاڑا حال کو میرا جن شیطان منظر تھا۔

اور اسی طرح فریب آمیز کلمات کو بھی اہل عرب شیطانی منتر کہتے ہیں جیسا کہ اسی شعر میں ہے کہ۔

سلسلی کے بارے میں کیا گمان کیا جائے جبکہ اس کے پاس خوبصورت لباس والا حسین مانگ نکالے ہوئے آئے جس کا عامہ ریشمی ہو اور گفتگو شیروں ہو اور اس کے ہاتھ شیطانی منتروں کی تالی ہو۔ واللہ اعلم

۴۱ وال باب

جنات کا انسان کو طب سکھانا

نضر ابن عمر عارقی کا قصہ نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جاہلیت میں ہمارے یہاں ایک پانی کا تالاب تھا میں نے اپنی لڑکی کو پانی لانے کے لئے بھیجا جب کافی دیر تک وہ واپس نہیں آئی ہم نے اس کو تلاش کیا مگر وہ کہیں نہیں مل سکی بہت عرصے کے بعد میں ایک دن میں اپنے صحن میں رات کے وقت بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک بوڑھا آیا اور تھوڑی دیر بعد میری لڑکی آگئی میں نے اس سے پوچھا کہ بیٹی تو اب تک کہاں تھی اس نے کہا کہ

لبان جب آپ نے مجھ کو پانی کے لئے بھیجا تھا تو ایک جن مجھ کو اٹھا کر لے گیا تھا میں انہیں کے پاس رہتی رہی یہاں تک کہ ان جنات کے درمیان اور دوسرے جنات کے درمیان لڑائی ہوتی انہوں نے عہد کیا کہ اگر ہم کامیاب ہو گئے تو اس لڑکی کو رہا کر دیں گے پس ان کو کامیابی ہو گئی انہوں نے مجھ کو رہا کر دیا۔ نضر ابن عمرو نے فرمایا کہ اس لڑکی کا رنگ مضمحل ہو گیا تھا اور بال خراب ہو گئے تھے اور یہ بہت دہلی ہو گئی تھی ہم نے اس کا علاج معالجہ کرایا اور وہ تندرست ہو گئی پھر ہم نے اس کی شادی کر دی اور وہ جن اس لڑکی کو ایک نشان بتلا کر گیا تھا کہ جب تجھ کو پریشانی ہو کرے تو تو دھواں کر دینا میں تیری مدد کے لئے حاضر ہو جایا کروں گا ایک روز اس کے شوہر نے سختی میں ہو کر اس کو جینیہ اور شیطانیہ کہہ دیا اور اس کو عار دلائی کہ تو انسان نہیں ہے۔ اس نے دھواں کر دیا اچانک کسی پکارنے والے نے کہا کہ تو اس لڑکی کو پریشان کیوں کرتا ہے اگر اس کو کچھ کہا تو تیری آنکھیں پھوڑ دوں گا میں نے جاہلیت میں اپنے حب سے اس کی پرورش کی اور اسلام میں اپنے دین سے اس کی حفاظت کی اس کے شوہر نے کہا کہ تو ظاہر کیوں نہیں ہوتا تاکہ ہم تجھ کو دیکھ لیں گے اس نے کہا کہ ہمارے باپ نے ہمارے لئے تین باتوں کا عہد سے سوال کیا تھا۔

۱۔ ہم سب کو دیکھ لیں ہم کو کوئی نہ دیکھ سکے

۲۔ اور ہم تحت الشریٰ میں رہا کریں۔

۳۔ اور ہماری عمریں لمبی ہوا کریں۔

پھر اس آدمی نے کہا کہ مجھ کو چوتھے دن آنے والے بخار کی دوا بتلا دے اس کا علاج کیا ہے اس نے کہا کہ کٹری کی طرح جو کپڑے ہوتے ہیں ان کو پکڑ کر ان کے پیروں میں ایک سوت لادھا کہ ہانڈھ دو پھر اس کو اپنے بائیں بازو پر ہانڈھ لو اس آدمی نے اسی طرح کیا فوراً ہی اس کا بخار اتر گیا اور وہ تندرست ہو گیا اور پھر اس نے اس سے کہا کہ

عورتوں کو مائل کرنے کا کوئی طریقہ بتلا اس نے کہا کہ کیا تو ان کے شوہروں کو دکھی کرے گا اس نے کہا کہ ہاں جن نے کہا اگر تو ایسا نہ کرتا تو میں ضرور بتلا دیتا۔ زیاد ابن نضر حدیث سے بھی بعینہ اسی طرح کا فقرہ منقول ہے اس میں بھی اس جن نے بخار کا یہی علاج بتلایا تھا حضرت فضی سے نقل کیا گیا ہے کہ کسی آدمی پر جن آئے اس کا علاج کیا گیا وہ ہٹ گئے ان سے لوگوں نے بخار کا علاج دریافت کیا انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ اور یہی علاج بتلایا حضرت زید ابن وہب فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں گئے ہوئے تھے جب ہم ایک جزیرے پر پہنچے تو ہم نے آگ روشن کی ہم نے وہاں ایک بہت بڑا حجرہ دیکھا ہمارے ایک ساتھی نے کہا کہ اس کے پاس سے اپنی آگ دور کر لیں کہ کہیں ہماری وجہ سے اس میں رہنے والی مخلوق پریشان نہ ہو جب ہم نے اپنی آگ وہاں سے ہٹالی تو ایک آواز سنائی دی جیسے کوئی کہہ رہا ہے کہ تم نے اپنی آگ ہم سے دور کر لی اور ہم تم کو ایک بہترین علاج بتلاتے ہیں تم کو اس سے بڑا نفع ہوگا وہ یہ کہ جب تمہارے سامنے کوئی مریض اپنا مرض ذکر کرے اور اس کو سنتے ہی فوراً تمہارے دماغ میں کوئی علاج آئے پس وہی اس کا علاج ہے اسی میں اس کی شفا ہے۔ زید ابن وہب کے ایک اور فقرہ میں مروی ہے کہ ایک روز وہ کوفہ کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس ایک آدمی آیا اس کا پیٹ بڑھا ہوا تھا اس نے کہا کہ مجھ کو کوئی علاج بتلائیے میرا پیٹ ایسا ہی رہتا ہے چاہے میں کھاؤں یا نہ کھاؤں اس نے کہا کہ علاج معلوم کر رہا ہے حالانکہ آنے والے سال میں آج کے دن یہ مرجائے گا وہ آدمی چلا گیا اور آئندہ اسی دن آیا ان کے پاس آدمی بیٹھے ہوئے تھے ان سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ شخص جھوٹا ہے اس نے ایسے ایسے کہا تھا اور میں نہیں مرا انہوں نے کہا تیری بیماری یعنی پیٹ کا زیادہ موٹا ہونا یہ اب بھی ہے یا نہیں اس نے کہا یہ تو ختم ہو گئی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے تجھ کو ایسا

نے ڈرایا تھا۔ ابولیسین فرماتے ہیں کہ ہم حضرت حن بصری کی مجلس میں مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے آپ اٹھ کر اپنے گھر چلے گئے اور ہم باتیں کرتے رہے ایک دیہاتی آدمی قبیلہ بنو سلیم کا آیا اور اس نے حضرت حن بصری کا دریافت کیا میں نے کہا یہ ہیں بیٹھ جاوہ بیٹھ گیا میں نے اس سے معلوم کیا کہ تجھ کو کیا ضرورت ہے اس نے کہا کہ میں ایک گاؤں کا آدمی ہوں اور میرا ایک بھائی تھا نہایت عقلمند اس کو کوئی بلا چھٹ گئی اور وہ اتنا پریشان ہوا کہ ہم کو وہ لوہے کی زنجیروں میں بازو باندھنا پڑا۔ جب ہم بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ ہم کو کسی نے عیب سے آواز دی اور سلام کیا ہم نے اس کا جواب دیا مگر ہم کو کچھ نظر نہ آیا پھر اس نے کہا کہ ہم تمہارے پڑوسی ہیں اور تمہاری پریشانی نہیں دیکھنا چاہتے ہمارے ایک بیوقوف نے تمہارے اس آدمی کو پریشان کر رکھا ہے ہم نے بار بار اس کو سمجھایا بھی ہے مگر وہ نہیں مانا۔ اب ہم آپ سے معذرت کرتے ہیں اور جب فلاں دن آوے (کوئی دن معین کیا ہوگا) تو تم لوگ جمع ہو کر اس کو بازو دو کیونکہ اگر وہ غالب آگیا تو پھر تم کبھی بھی اس کو قابو نہیں کر سکتے اور اس کو اونٹ پر سوار کر کے فلاں وادی میں لے جاؤ وہاں سے گھاس لے کر اس کا چورا کر کے اس کو اس کے منہ میں ڈپکاؤ اور اس سے ہرگز پیچھے نہ ہٹنا اگر پیچھے ہٹے تو ہرگز اس کو قابو میں نہ کر سکو گے میں نے کہا اس وادی اور گھاس کی طرف رہنمائی کون کرے گا۔ اس جن نے جواب دیا کہ جب وہ دن آجائے (جو اس نے بتلویا تھا) تو تجھ کو ایک آواز سنائی دے گی اس کے پیچھے پیچھے چلنا جب وہ دن آیا میں نے اپنی قوم کو جمع کیا اور اپنے بھائی کو بازو کر اونٹ پر سوار کر کے لے کر چل دیئے مگر اس میں اب وہ شدت و قوت نہیں رہی تھی جو پہلے تھی ہم کو اپنے آگے آگے یہ آواز سنائی دے رہی تھی کہ آتے رہو آتے رہو اور اس کو مضبوط پکڑے رہو ہرگز پیچھے نہ ہٹنا اگر پیچھے ہٹے تو یہ قابو میں نہیں آسکتا پس جب ہم اس وادی میں پہنچ گئے اس نے کہا کہ اونٹ کو بٹھا دو اور اس کو مضبوط پکڑے رکھو اب ہمارے اس بھائی

شدت و قوت لہہ کم پڑ گئی پھر اس نے ایک گھاس کی طرف اشارہ کیا کہ اس کو لے کر اہل
 کے منہ میں اس کا عرق پھونک دو ہم نے ایسا ہی کیا وہ جن کہہ رہا تھا کہ مضبوط پکڑے رکھو اب
 ہمارے بھائی میں اتنی قوت پیدا ہوتی کہ وہ ہمارے قابو سے باہر ہونے کو ہو گیا اس جن
 نے پھر کہا کہ ہرگز مت چھوڑنا ورنہ پھر قابو میں نہیں آسکتا جب وہ دوا اس کے پیٹ
 میں پہنچی وہ بالکل ٹھیک ہو گیا اور اس نے آنکھیں کھولیں اور پوچھا کہ مجھ کو کیا ہو گیا
 تھا ہم نے کہا کہ کچھ مدت پوچھ بڑی پریشانی ہو رہی تھی اس جن نے کہا کہ اب اس کو ان
 زنجیروں میں سے کھول دو میں نے اس جن سے کہا کہ کہیں یہ دوبارہ نہ آجاوے اس نے
 کہا کہ اب قیامت تک نہیں آسکتا میں نے اس جن سے کہا کہ تو نے مجھ پر بڑا احسان
 کیا مگر ایک بات یہ ہے کہ جب تم نے شروع میں ہم سے یہ باتیں بتلائی تھیں اس وقت
 میں نے نذرمانی تھی کہ اگر میرے بھائی کو شفا ہو گئی تو میں اپنے منہ میں لگام دیکر پیدل
 حج کروں گا اس جن نے کہا کہ اس بارے میں ہم کو کوئی علم نہیں ہے مگر تیری رہنمائی کر
 سکتا ہوں تو بصرہ جاو ہاں ایک نیک صالح آدمی ہے جن بصری اس سے اس بارے میں
 معلوم کرنا اس دیہاتی نے ابولیسین سے بتلا دیا کہ میں اس واسطے حاضر ہوا ہوں۔
 ابولیسین اس کو لے کر جن بصری کے دروازے پہنچے گئے اور اجازت چاہی انڈر
 سے ایک باندی آئی اس نے جا کر خبر دی جن بصری نے ابولیسین کو داخل ہونے کھ
 اجازت دے دی جب وہ اندر گئے جن بصری نے فرمایا کہ میں تو آنے ہی والا تھا تم
 نے کیوں زحمت کی ابولیسین نے کہا کہ اس آدمی کو کچھ کام ہے اس آدمی نے بہت تفصیلی
 فقہ سنایا جب اس نے یوں کہا کہ اس جن نے آپ کو نیک صالح آدمی بتلایا ہے حضرت
 جن روپڑے پھر آپ نے فرمایا کہ لگام دینا تو شیطانی عبادت ہے ہرگز لگام مت
 دو اور اس کی طرف سے کفارہ ادا کرو اور پیدل حج کرنا اس کو پورا کرو۔ اس کے
 بعد وہ آدمی چلا گیا۔

۲۲ واں باب

انسان جنات کا جھگڑا انسان کے پاس

احمد ابن علی فرماتے ہیں کہ میں نے ابو میرہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک انسان اور جن کا جھگڑا تھا۔ ان کے کتوتیں کے بارے میں وہ قاضی محمد ابن علاشہ کے پاس اس کے فیصلے کے لئے گئے۔ احمد ابن علی نے ابو میرہ سے دریافت کیا کہ کیا وہ جن ان کے سامنے ظاہر ہو گیا تھا انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ انہوں نے اس کا کلام سنا۔ پس قاضی صاحب نے انسان کے لئے حکم دیا کہ تم طلوع شمس سے لے کر غروب شمس تک پانی لیا کرو اور رات میں جنات لیا کریں اس کے بعد سے اگر کوئی انسان مغرب کے بعد چلا جاتا تو اس کے پتھر لگتے۔

۲۳ واں باب

جنات کا انسانوں سے ڈرنا۔

حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ وہ ایک روز رات میں نماز پڑھ رہے تھے ان کے سامنے لڑکے کی شکل کا کوئی آیا انہوں نے اسے پکڑنے کے لئے اس پر حملہ کیا وہ دیوار سے کود کر بھاگ گیا آپ نے اس کے گرنے کی آواز سنی اس کے بعد پھر کبھی نہیں آیا۔ حضرت مجاہد نے یہ بیان کیا کہ جس طرح تم جنات سے ڈرتے ہو اسی طرح جنات تم سے ڈرتی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں رات کو گلیوں میں چلنے سے ڈرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے فرمایا کہ جنات بھی جنات سے تو ڈرتی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے جنات سے ڈرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے جنات سے ڈرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے جنات سے ڈرتا ہوں۔

ست بجاگو وہ نہ تم پر غالب ہو جائے گا بجز جس پر مشورہ ہو گیا۔

۲۴ واں باب

جنات کا انسان کی تابعداری کرنا اور اس کی فرمانبرداری کرنا
 قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے لئے بہت سے شیاطین
 دریا میں سے جو مرنکالینے کے لئے غوطہ لگایا کرتے تھے اور اس کے علاوہ بہت سے کام
 انجام دیتے تھے۔ دوسری جگہ ذکر ہے کہ سلیمان کے لئے جن وانس کا لشکر جمع کر دیا
 گیا تھا۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ بعض جنات خدا کے حکم سے ان کی ماتحتی میں کام
 کیا کرتے تھے اور جو ہمارے حکم سے اعراض کرے گا اس کو جہنم کا عذاب دیا جائے
 گا اور وہ جنات سلیمان کے لئے بڑی بڑی عمارتیں اور تصویریں اور تالاب کے برابر بڑے
 بڑے پیالے اور بڑی بڑی مضبوط دیگیں بنایا کرتے تھے ایک اور جگہ ارشاد بتانی ہے
 کہ بہت سرکش جنات عمارتیں بنایا کرتے تھے اور بہت سے نافرمان بیڑیوں میں
 باندھ کر ڈال دیتے گئے اور جس طرح کے محفرت نے بلقیس کا تخت اٹھا کر لانے
 کا وعدہ کیا تھا۔ حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ بہت سے شیاطین عمارتیں بنایا کرتے
 تھے۔ علامہ مہری نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ بہت
 سے شیاطین دریا میں سے زیورات، ہیرے، جواہرات نکالا کرتے تھے خواص وہ
 کہلاتا ہے جو پانی میں کچھ دیر رہ سکے نافرمان جنات کو پانی میں قید کر دیا گیا تھا حضرت
 ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جنات کو بیڑیوں میں باندھ کر ڈالا گیا تھا۔ حضرت
 قتادہ سے بھی اسی طرح مروی ہے کہ ان کے ہاتھ پیر باندھ کر پانی میں ڈال دیتے
 گئے تھے قرآن کریم کی آیت "هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ اْمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ"
 کی تفسیر کے بارے میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اختیار

دے دیا گیا تھا کہ جس جن کو چاہیں قید کریں اور جس کو چاہیں رہا کریں ان سے اس کے بارے میں کوئی حساب نہ ہوگا۔ حضرت قتادہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

کتاب العجائب میں مذکور ہے کہ عمر ابن عبدالعزیز نے مغربی مالک کے گورنر ابن موسیٰ ابن نصیر سے دریافت کیا کہ آپ نے دریا میں کیا عجائب دیکھے ہیں کیونکہ وہ عموماً لشکروں میں رہا کرتے تھے اور بعض مرتبہ پورا پورا دن دریا کے سفر میں گزار دیتے تھے انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ہم ایک جزیرے میں پہنچے وہاں ایک مکان بنا ہوا تھا اور اس میں سترہ گھڑے سبز رنگ کے رکھے ہوئے تھے جن پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی مہر لگی ہوئی تھی میں نے ان میں سے چار گھڑے اٹھانے کا حکم دیا اور ایک گھڑے میں جب ہم نے سوار کیا فوراً اس میں سے ایک جن یہ کہتا ہوا نکلا تم ہے اس ذات کی جس نے تجھ کو مکرم نبی بنایا ہے میں آئندہ زمین میں فساد نہیں کروں گا پھر جب اس نے ہم کو دیکھا تو کہا کہ نہ یہاں پر سلیمان ہیں اور نہ ان کی حکومت ہے یہ کہہ کر وہ زمین میں گھس گیا اور چلا گیا میں نے وہ باقی گھڑے وہیں رکھوا دیئے

عباس ابن ولید فرماتے ہیں کہ موسیٰ ابن نصیر شروع میں نصرانی تھا پھر وہ مسلمان ہو گیا تھا اور اس کو مالک مغرب کا گورنر بنا دیا گیا تھا ایک مرتبہ وہ جہاد کرتا ہوا ایک تاریخ دیدیا پوہو نچا سب غازیوں نے اپنی سواریاں چرنے کے لئے اس کے کنارے پر چھوڑ دیں ان کو آہٹ سی محسوس ہوئی کہ کوئی چیز ہماری سواریوں کو ہانک رہی ہے جب وہ واپس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ سبز قسم کے گھڑے رکھے ہوئے ہیں اور ان پر سلیمان علیہ السلام کی مہر لگی ہوئی ہے آپ نے ان کی مہر توڑنی مناسب نہیں سمجھی بلکہ ایک گھڑے میں نیچے سے تیر کے ذریعہ سوارخ کرایا اس میں سے ایک شیطان چیتا ہوا یہ کہتا ہوا نکلا کہ خدا کی قسم اے اللہ کے نبی میں آئندہ فساد نہیں

کروں گا۔ موسیٰ ابن نصیر نے فرمایا کہ یہ وہ شیاطین ہیں جن کو سلیمان علیہ السلام نے قید کر رکھا تھا پھر آپ نے ایک دوسرے گھڑے میں سوراخ کرایا اس میں سے بھی ایک اسی طرح کا شیطان نکلا جب اس نے ان کو دیکھا تو یہ کہا اگر تمہارا یہ مجھ پر احسان نہ ہوتا تو میں تم کو تباہ کر دیتا (از مؤلف)۔

موسیٰ ابن نصیر حضرت امیر معاویہؓ کے دورِ خلافت میں بھری فوج کے گورنر تھے اور اندلس کو انہوں نے ہی فتح کیا تھا اور ان کے عجائبات بہت ہی مشہور ہیں۔ بعض حضرات کی رائے ہے کہ موسیٰ ابن نصیر کے برابر مسلمانوں میں کسی نے ان سے زیادہ قیدی نہیں کئے۔ واللہ اعلم

۲۵ واں باب

جنات کا انسان کو یہ بتلانا کہ کس چیز سے جنات کے

شر سے بچا جاسکتا ہے

ابوالاسود رومی فرماتے ہیں کہ میں نے معاذ ابن جبلؓ سے عرض کیا کہ جس وقت آپ نے جن کو پکڑ لیا تھا وہ قلعہ کس طرح ہوا تھا مجھ کو بتلا دیجئے آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو صدقات کانگراں بنایا میں نے صدقے کے کھجور اپنے ایک بالا خانے میں لا کر جمع کر دیئے ان میں سے کم ہونے لگے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا کہ شیطان نے چڑھتے ہیں میں رات کو بالا خانے میں چھپ کر بیٹھ گیا اور دروازہ بند کر دیا پس اچانک ایک شدید قسم کی تاریکی ہوئی اور وہ دروازہ کے اندر داخل ہو گئی پھر اس نے دوسری شکل بدلی اور دروازے کے سوراخ سے داخل ہو گیا میں نے جب اس کو دیکھا تو میں تباہ ہو کر

بیٹھ گیا اس نے کھجور کھانے شروع کیے میں نے ایک دم اس کو پکڑ کر اپنے قبضہ میں کر لیا اور کہا کہ اے خدا کے دشمن اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دیجئے میرے بال بچے بہت زیادہ ہیں اور میں فقیر محتاج ہوں ہم پہلے اس بستی میں رہا کرتے تھے جب تمہارے صاحب مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں رسول بنا کر بھیجے گئے ہم کو یہاں سے بھاگا دیا گیا اور میں اب نصیبین میں رہتا ہوں آئندہ ہرگز نہیں آؤں گا آپ مجھ کو چھوڑ دیں میں نے اس کو چھوڑ دیا حضرت جبریل علیہ السلام نے یہ فقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا دیا جب میں واپس آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ فقہ دہرایا اور مجھے پوچھا کہ تیرا قیدی کیا ہوا میں نے آپ کو بتلا دیا کہ وہ معذرت کرنے لگا میں نے چھوڑ دیا اور وہ وعدہ کر کے چلا گیا ہے کہ آئندہ نہیں آئے گا آپ نے فرمایا کہ وہ باز نہ آئے گا میں پھر چھپ کر بیٹھ گیا وہ پھر آیا اور اس نے کھانا شروع کر دیا میں نے پھر اس کو پکڑ لیا اس نے پھر معذرت کی میں نے کہا کہ ہرگز نہیں چھوڑوں گا اس نے کہا چھوڑ دو پھر نہیں آؤں گا۔ اور اگر کوئی انسان سورہ بقرہ کی آخری آیتیں کسی مکان میں رات کو پڑھ دے تو ہم اس مکان میں اس رات کو داخل نہیں ہوتے۔ مکاہ الشیطان میں بھی اس روایت کو ذکر کیا ہے۔

ابی ابن کعبؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے بیان کیا کہ میرے یہاں ایک برتن میں کھجور رکھے ہوئے تھے وہ روزانہ کم ہو جایا کرتے تھے ایک رات میں بیٹھ گیا پس اچانک ایک جوان لڑکے کی شکل کا آدمی آیا میں نے اس کو سلام کیا اس نے جواب دیا میں نے اس سے معلوم کیا کہ تو جن ہے یا انسان اس نے کہا کہ جن ہوں میں نے کہا کہ اپنا ہاتھ دکھلا اس نے اپنا ہاتھ دکھلایا میں نے اس کا ہاتھ کٹنے کے ہاتھ کی طرح بالوں والا پایا میں نے اس سے کہا کہ جنات کی خلقت ایسی ہی ہوتی ہے۔ اس نے کہا کہ جنات میں مجھ سے زیادہ طاقتور کوئی نہیں ہے میں نے اس سے کہا کہ تجھ کو

یہاں آنے کی اور کھجور اٹھانے کی جوأت کیسے ہوتی اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تو خیرات کو پسند کرتا ہے میں نے چاہا کہ میں ہی تیری خیرات سے کمالوں میں نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارے شر سے کس طرح بچا جائے اس نے کہ تو آدمی صبح کو آیت الکرسی کا پڑھنے سے شام تک ہمارے شر سے محفوظ رہے اور جو شام کو پڑھ لے تو صبح تک محفوظ رہے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا کہ اس خبیث نے سچ کہا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں صحیح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو صدقہ فطر کا نگران بنایا ایک جن آیا اور اس میں سے کھانے لگا میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیجاؤں گا اس نے کہا کہ میں تجھ کو ایسے کلمات سکھلا دوں گا جو تجھ کو نفع دیں گے میں نے کہا کہ سکھلا اس نے کہا کہ جب تو سونے لگے یا سونے کے لئے بستر پر آسے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کر اور اس نے پڑھ کر بتلائی صبح تک ایک فرشتہ خدا کی جانب سے تیری حفاظت کے لئے مقرر ہو جائیگا جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے پوچھا وہ قیدی کہاں ہے میں نے آپ کو قصہ سنایا اور بتلایا کہ وہ مجھے آیت الکرسی سکھلا کر گیا ہے اور اس کا یہ فائدہ بتلایا ہے۔ آپ نے کہا کہ اس نے تجھ سے سچ کہا ہے مگر وہ خود جھوٹا ہے کہ ایمان نہیں لایا۔

حضرت زید ابن ثابتؓ ایک مرتبہ اپنے باغ میں تشریف لے گئے آپ نے کسی کے آنے کی آہٹ محسوس کی پوچھا کون ہے اس نے کہا میں جن ہوں ہم قحط سالی میں مبتلا ہیں کیا ہم تمہارے پھلوں سے کچھ لے سکتے ہیں میں نے کہا کہ لے لو دوسری رات کو پھر ایسا ہی ہوا اس نے کہا کہ میں جن ہوں قحط سالی میں مبتلا ہوں تمہارے پھل لے سکتا ہوں میں نے کہا کہ لے لو پھر میں نے اس سے دریافت کیا کہ ہم تمہارے شر سے کس طرح بچ سکتے ہیں اس نے کہا کہ آیت الکرسی پڑھ لیا کر۔

عسیدہ بنت ولید فرماتی ہیں کہ میرے والد نے ذکر کیا کہ ایک آدمی اپنے باغ میں گیا
اس نے کسی کے آنے کی آہٹ سنی اس نے آیت الکرسی پڑھنی شروع کر دی اتنے ہی میں
درخت سے ایک شیطان اُترا اس نے اس شیطان سے کہا ہمارا ایک مریض ہے اس
کا کس چیز سے علاج کریں اس نے کہا کہ جس چیز سے تو نے مجھے درخت سے نیچے اتارا
ہے (امرا آیت الکرسی ہے)

عبید زیات فرماتے ہیں کہ میں شہر حلوان کے سرائے خانہ میں تنہا تھا تو شیطان
اتے ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ آدمی لوگوں کو قرآن سکھاتا ہے آؤ اس کو مار دیں
دوسرے نے کہا کہ تیرا ناس ہو کیا کہہ رہا ہے جب وہ ان کے قریب گئے انہوں نے
”شھد اللہ انہ لا الہ الا هو“ الخ پڑھنی شروع کر دی یہ سن کر ایک نے کہا کہ خدا تیرا
نہیں کرے میں تو اس کی صبح تک حفاظت کروں گا۔

ابراہیم بن عبد فرماتے ہیں کہ ایک شخص رات کے وقت کوفہ سے باہر آیا اس نے کوئی
چیز دیکھی جھونپڑی نما اس کے چاروں طرف کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وہ آدمی چھپ
کر بیٹھ گیا اور ان کو دیکھنے لگا پس ایک شخص آیا اور اس جھونپڑی میں بیٹھ گیا اور اس
نے کہا کہ میرے بیٹے کو ہلاک کر دیتے ہیں سے ایک شخص اٹھا اور اس نے کہا کہ
میں ہلاک کر دیتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ چاہے کچھ اور کچھ کہے کہ بجھے کوئی راستہ
اس کے ہلاک کر دیتا ہوں اور اس شخص جو جھونپڑی پر بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا کہ کیوں
اس نے جواب دیا کہ میں نے تمہارے بیٹے کو ہلاک کر دیتا ہوں اس کی وجہ سے مجھے ہلاک
نہیں ہوا اس کے بعد میں نے تمہارے بیٹے کو ہلاک کر دیا اس نے کہا کہ ایک اور شخص خرید کر
مدینہ کو روانہ ہو گیا اور وہ ابن مغیرہ کو یہ قصہ سنا یا اور ان سے دریافت کیا کہ وہ کونسی
دعا ہے جس سے میں نے تمہارے بیٹے کو ہلاک کر دیا اس نے کہا کہ میں نے اس دعا سے
تمہارے بیٹے کو ہلاک کر دیا اور اس نے کہا کہ میں نے اس دعا سے

انقصام لھا والکھرا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے۔

زید ابن اسلم سے مروی ہے کہ قبیلہ بنو اشجع کے دو شخص اپنی بیویوں کے پاس جا رہے تھے ان کو راستہ میں ایک عورت ملی اس نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو انہوں نے کہا کہ اپنے گھر جا رہے ہیں اس نے کہا کہ جب تم واپس آؤ میرے سے مل کر جانا میں تم کو ایک بات سکھا دوں گی جب وہ فارغ ہو کر واپس ہوئے وہ ان کو ملی انہوں نے اس کو ایک اونٹ پر سوار کر دیا کچھ دور چلنے کے بعد ایک ٹیلہ آیا اس نے کہا کہ مجھ کو یہاں ایک کام ہے وہ اتر کر چلی گئی جب کافی دیر تک نہیں آتی ان میں سے ایک آدمی اس کو تلاش کرنے چلا گیا وہ بھی لوٹ کر نہیں آیا پھر وہ ان دونوں کو تلاش کرنے گیا جا کر دیکھا کہ وہ عورت اس پہلے آدمی کا کلیو چبا رہی ہے اور مڑا ہوا پڑا ہے یہ دیکھ کر وہ واپس آ گیا اور سوار ہو کر چلا آیا وہ عورت پھر اس کو آگے ملی اس نے کہا کہ تو مجھ کو چھوڑ کر آ گیا تھا اس آدمی نے کہا کہ نہیں تو نے مجھ کو کھانا کھا دیا وہ سوار ہو گئی اور مجھ کو غمگین دیکھ کر کہنے لگی کہ کیا بات ہے میں نے کہا آگے ایک ظالم بادشاہ ہے اس سے ڈر رہا ہوں اس عورت نے کہا کہ میں تجھ کو اس سے بچنے کے لئے ایک دعا سکھا دوں گی وہ تجھ کو کچھ نہیں کہہ سکتا اس نے کہا کہ سکھا اس نے کہا کہ پڑھ

”اللهم رب السموات وما اظلت ورب الارضين وما اظلت
 ورب الرياح وما اذرت ورب الشياطين وما اظلت
 انت المنان بديع السموات والارض والجلال والاكرام
 سخن للمظلوم من الظالم فحق لي حقي من فلان فانه
 ظلمني“

اس نے یہ دعا بار بار کہوا کر یاد کر لی اور اس کے لئے بد دعا کی کہ اسے اللہ سے بچنے میں
 میرا بھائی کھایا ہے پس اسی وقت آسمان سے ایک آگ اتری اور اس کی شمشاد میں

داخل ہو کر اس کے دو ٹکڑے کر دیتے۔ یہ چڑیل تھی لوگوں کو کھایا کرتی تھی اور بھوت یہ لوگوں کو پریشان کرتی ہے ان سے کھیل کود کرتی ہے مارتی نہیں۔

حضرت ابو ایوب انصاری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ ایک بھوت میرے رشتہ داران میں سے میرے گھر آتی ہے آپ نے فرمایا کہ جب تو اس کو دیکھے تو اس سے کہنا کہ تجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بار ہے ہیں میں نے اسے دیکھا اور پکڑ لیا اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دے میں تجھ کو ایک چیز بتاؤں گی میں نے اسے چھوڑ دیا اس نے کہا کہ آیت الکرسی پڑھ لیا کر تیرے پاس کوئی شیطان نہیں آسکتا۔ میں نے اس کا تذکرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا کہ اس نے سچ بولا مگر وہ خود کاذب ہے کہ مومن نہیں ہے (ترمذی، مسند احمد)

حضرت ابو ایوب انصاری نے فرمایا کہ میں نے اپنے باغ کے کھجور توڑ کر ایک کمرہ میں جمع کر دیتے ایک بھوت نے اس میں سے چرانے شروع کر دیتے اور ان کو خراب کرنے لگی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی آپ نے فرمایا کہ جب تو اس کے آنے کی آہٹ سنے تو یوں کہہ "بسم اللہ اجمعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" انہوں نے ایسے ہی کہا۔ اس نے کہا کہ اسے ابو اسیدؓ مجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیجانے سے معاف کر دے اور میں عہد کرتی ہوں کہ آئندہ نہ آپ کے مکان میں آؤں گی اور نہ ہمارے کھجور چراؤں گی اور میں تجھ کو ایک آیت بتاتی ہوں جب تو اس کو اپنے گھر میں پڑھے گا تیری بیوی تجھ سے اختلاف نہیں کر سکتی اور جب تو اس کو برتن پر پڑھے گا تو کوئی اس کو کھول نہیں سکتا میں نے اس سے کہا کہ بتلا اس نے کہا کہ آیت الکرسی میں نے اس کو رہا کر دیا اور وہ ریح خارج کرتی ہوئی بھاگی اور حضور کے پاس جا کر یہ قصہ آپ سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا مگر وہ خود کاذب ہے اور ۱۲۶ دین باب میں آ رہا ہے کہ حضرت

حضرت عمرؓ نے ایک شیطان کو زیر کر دیا تھا اس نے بتلایا تھا کہ میری بقرہ کے پڑھنے سے
 شیاطین بھاگتے ہیں اور جس گھر میں یہ پڑھی جاتی ہے اس میں شیاطین داخل نہیں ہوتے
 ابو منذر فرماتے ہیں کہ ہم حج کے لئے روانہ ہوتے راستہ میں ایک پہاڑ کے
 نیچے پڑاؤ کیا لوگوں میں تذکرہ ہوا کہ اس پہاڑ میں جنات رہتے ہیں اسکا اٹنار میں
 ایک بوڑھا دیکھا کہ چشمکے پاس سے آ رہا ہے میں نے کہا کہ تم نے کوئی چیز دیکھی ہے
 ایک مرتبہ میں تیرکمان لے کر شکار کے لئے ڈرتا ہوا اس پہاڑ پر گیا اور چھوٹے چھوٹے
 درختوں کے پیچھے چھپ گیا ایک پہاڑی پکڑیوں کا ریوڑ آیا اس نے پانی پیا اور چھنے
 کے چاروں طرف پھرنے لگیں میں نے ان میں سے ایک پر تیر چلایا اور اس کو ٹکایا
 کر لیا جب وہ گر پڑی تو ایک چیخ کا آواز اس قدر زور سے آئی کہ پہاڑ پر کوئی بڑا
 نہیں بھی سب بھاگ گئیں اس کے بعد ایک آواز آئی کہ ایک شکاری نے ہم کو
 دہشت زدہ کیا ہے اور ہمارے ایک شخص کو مار دیا ہے جو نہایت خوبصورت اور
 حسین و جمیل تھا اس کو بھی مارنا چاہتے کسی نے کہا کہ کس طرح مارا جائے میرے
 ہمت اس کو مارنے کی نہیں ہو رہی ہے کیونکہ اس نے پہاڑ پر چڑھتے وقت
 ”بِسْمِ اللّٰہِ“ پڑھی تھی جب اس نے یہ بات سنی اس کو اطمینان ہو گیا۔ واللہ
 تعالیٰ اعلم۔

۲۶۲ واں باب

سجنات کے شر سے کس طرح بچا جائے

جنات کے شر سے بچنے کے دس طریقے ہیں۔

۱۔ «أعوذ باللہ من الشیطن الرجیم» پڑھنا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

درشاہ ربانی ہے " واما یسخر غنک من الشیطن نزع فاستعدنا للقرآنہوا السميع
 السليم، یعنی اگر کوئی شیطان آپ کو درغلالتے تو خدا کی پناہ مانگو بیشک وہی سننے
 والا جاننے والا ہے۔ اور ایک اور آیت میں اس قسم کا مضمون ہے نیز حدیث صحیح میں
 وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں دو شخصوں میں جھگڑا ہوا اور انہوں نے
 بڑا بھلا کہنا شروع کیا آپ نے فرمایا کہ میں ایسا کہہ جانتا ہوں کہ اس کے پڑھنے سے عفتہ
 جاتا رہے گا۔ پھر آپ نے " اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم " پڑھا

۲۔ موزن کا پڑھنا یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس
 ترمذی شریف میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم پناہ مانگا کرتے تھے جنات سے اور نظر بد سے جب سورہ فلق اور ناس
 نازل ہوئیں آپ نے ان کو پڑھنا شروع فرما دیا اور ان کے علاوہ باقی اوراد کو ترک
 فرما دیا جن کو آپ ان کے نازل ہونے سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔

۳۔ آیت الکرسی پڑھنا جیسا کہ حضرت ابوہریرہ کی حدیث میں گذر چکا ہے کہ اس
 کے پڑھنے والے کے لئے خدا کی جانب سے ایک محافظ فرشتہ متعین کر دیا جاتا ہے
 جو صبح سے شام تک شام سے صبح تک حفاظت کرتا رہتا ہے۔

۴۔ سورہ بقرہ کا پڑھنا حدیث صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ جس گھر
 میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے شیطان اس کے قریب نہیں جاتا۔

۵۔ سورہ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھنا ابوسعود انصاری سے حدیث صحیح میں مروی
 ہے کہ جس گھر میں سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھی جائیں وہ اس گھر والوں کی کفایت
 کرتی ہیں۔ ترمذی شریف میں نعمان ابن بشیر سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال قبل لوح محفوظ میں

قرآن متعین فرمایا تھا سورہ بقرہ کی آخری آیتیں اگر کسی مکان میں تین دن تک مسلسل پڑھی جائیں اس میں شیطان نہیں آسکتا۔

۶۔ سورہ عم مومن کے اقل کی آیتیں ”الیہ المصیر“ مع آیت الکرسی کے ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہ کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی عم مومن کے اقل کی آیتیں مع آیت الکرسی کے صبح کو پڑھے شام تک اس کی حفاظت ہوگی اور جو شام کو پڑھے صبح تک اس کی حفاظت ہوگی۔
 ”لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شیء قدير“ سو مرتبہ پڑھے اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا اور سونکیاں اس کے لئے بکھری جائیں گی اور سو گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور شام تک شیطان سے اس کی حفاظت کی جائے گی اور اس سے بہتر کسی کا عمل نہ ہوگا وہ آدمی جو اس سے زیادہ مرتبہ پڑھے۔

۸۔ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا۔ ترمذی شریف میں عمارت اشعری کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سبھی علیہ السلام کو پانچ کلمات کا حکم دیا کہ وہ خود بھی اس پر عمل کریں اور بنی اسرائیل سے بھی عمل کرویں پس ان سے دیر ہونے کو تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یا تو آپ کروں اس کام کو یا میں کروں۔ سبھی علیہ السلام نے کہا کہ اگر آپ سبقت لے گئے تو مجھ کو اذیت ہے کہ میں عذاب دیا جاؤں گا یا میری صورت مسخ کر دی جائے گی۔ پس سبھی علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس میں جمع فرمایا اور ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ کلمات پر عمل کرنے کا مجھ کو اور تم کو حکم دیا ہے۔

اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ شریک مت ٹھہراؤ۔ ہر شریک بندہ کی مثال ایسی ہے کہ کسی نے غلام خریدا اور اس سے کہا کہ یہ میرا گھوڑا ہے اور یہ میرا گھوڑا

ہے اور تو کام کرتا رہ اور میری طرف ادا کرتا رہ اور وہ دوسروں کا کام کرنے لگے اپنے مولیٰ کا کام نہ کرے ایسے غلام کو کوئی پسند کر سکتا ہے۔

(۱۱) اللہ نے نماز کا حکم دیا ہے کہ جب تم نماز پڑھو ادھر ادھر مت دیکھو کیونکہ اللہ کی توجہ بندہ کی طرف نماز میں اس وقت تک رہتی ہے جب تک وہ ادھر ادھر نہ دیکھے۔

(۱۲) اللہ نے روزہ کا حکم دیا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی جماعت میں کسی آدمی کے پاس ٹھک ہو سب کو اس کی خوشبو اچھی لگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو روزہ دار کی بو ٹھک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

(۱۳) اللہ نے صدقہ کا حکم دیا ہے۔ صدقہ کرنے والے کی مثال ایسی ہے کہ کسی کو لوگوں نے مارنے کے لئے پکڑ لیا ہو اور وہ یوں کہے کہ مجھ کو چھوڑ دو میں اپنا سارا مال تم کو دیتا ہوں وہ اپنا مال دے کر اپنے نفس کو بچالے۔

(۱۴) اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی آدمی کو دشمن نے گھیر لیا ہو اور وہ اس کے پیچھے بھاگ رہا ہو اور وہ بھاگ کر کسی مضبوط قلعہ میں چھپ جائے اس طرح سے شیطان سے اپنے نفس کو خدا کے ذکر سے بچاؤ۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو بھی اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں کا حکم کرنے کے لئے کہا ہے۔

۱۱۔ سمع ۱۲۔ طاعت ۱۳۔ جہاد ۱۴۔ ہجرت

جماعت کے ساتھ رہنا جو آدمی ایک بالشت بھی جماعت سے الگ ہو گیا اس نے اسلام کی سزا اپنے گلے سے نکال دی جب تک وہ توبہ نہ کرے جاہلیت کا دعویٰ کرنے والا جہنمی ہے ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگرچہ وہ نماز روزہ بھی کرے آپ نے فرمایا کہ ہاں اگرچہ نماز روزہ بھی کرے۔ اللہ کے نیک مسلمان بندے ہونے

کا دعویٰ کرو۔

۹۔ وضو کرنا نماز پڑھنا غیظ و غضب کے وقت وضو کرنا نہایت نافع ہے کیونکہ یہ ایک جسم کی آگ ہوتی ہے جو ان کے دل میں اٹھتی ہے۔ جیسا کہ ترمذی نے ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا غصہ یہ ایک چنگاری ہوتی ہے انسان کے دل میں کیا تم نے غصہ والے کی آنکھوں میں سرخی نہیں دیکھی اور اس کی رگیں پھول جاتی ہیں جس کو غصہ آئے وہ زمین پر تھوک دے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ غصہ شیطان کی جانب سے ہوتا ہے اور شیطان آگ سے بنا ہے اور آگ پانی سے ختم ہو جاتی ہے۔ جب تم کو غصہ آئے وضو کرو۔

۱۰۔ نظر بد سے بچے اور قلت کلام اور قلت طعام کا التزام کرے اور اختلاط مع الناس سے بچے کیونکہ شیطان انہیں چار چیزوں میں سے کسی ایک سے انسان پر مسلط ہوتا ہے۔ جیسا کہ مسند احمد میں حدیث ہے کہ نظر شیطان کے زہر آلود تیروں میں سے ایک تیر ہے جو آدمی اپنی نظر میں نیچی رکھے اللہ تعالیٰ اس کے قلب میں ایک عداوت پیدا فرمادیں گے جس کا وہ مرنے تک احساس کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۶ واں باب

قرآن ذکر تعویذات کا جنات کے جسم میں اثر کرنا اور

ان کا بھاگنا

قیس ابن جراح فرماتے ہیں کہ مجھے میرے شیطان نے کہا کہ جب میں تیرے اندر داخل ہوا تھا اونٹ کی طرح تھا اعداب میں چڑیا کی طرح ہو گیا ہوں میں نے کہا کہ

اس نے جواب دیا کہ تو مجھے کتاب اللہ کے ذریعے پگھلا دیتا ہے حضرت عبداللہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مسلمان کا شیطان پتلا دہلا ہوتا ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن اپنے شیطان کو اس طرح دہلا پتلا کر دیتا ہے جس طرح تم اپنے اونٹ کو سفر میں دہلا کر دیتے ہو۔ ابو خالد والہی فرماتے ہیں کہ میں اپنے بیوی بچوں سمیت حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس جا رہا تھا ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا میرے بیوی بچے پیچھے رہ گئے تھے میں نے لڑکوں کی آواز سنی اور قرآن پڑھنا شروع کر دیا مجھ کو کسی چیز کے گرنے کی آواز سنائی دی میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہوا تھا انہوں نے کہا کہ شیاطین ہم کو پکڑ کر ہم سے کھیل رہے تھے جس وقت آپ نے قرآن زور سے پڑھا وہ چھوڑ کر بھاگ گئے

ابن عقیل فرماتے ہیں کہ بغداد میں ایک ہمارا مکان تھا اس میں جو بھی رہتا وہی صبح کو مرنے لگا ایک قرآن پڑھانے والے نے وہ مکان کرایہ پر لے لیا اور اس میں رہنے لگا ہم منتظر رہے کہ وہ بھی مرنے لگا مگر صبح تک وہ نہیں مرا بلکہ صبح سالم رہا۔ ہمارے پڑوسیوں کو تعجب ہوا وہ آدمی ایک مدت تک رہا پھر وہاں سے منتقل ہو گیا اس سے لوگوں نے دریافت کیا اس نے کہا کہ جب میں عشاء کی نماز سے فارغ ہو گیا میں نے کچھ قرآن کترم کی تلاوت کی اچانک ایک نوجوان کنویں سے برآمد ہوا اور اس نے مجھ کو سلام کیا میں ششدر رہ گیا اس نے کہا کہ ڈرو مت مجھ کو کچھ قرآن سکھا دو۔ میں نے اس کو سکھانا شروع کر دیا پھر میں نے اس سے معلوم کیا کہ اس مکان کا کیا قصہ ہے اس نے کہا کہ ہم مومن جنات ہیں نماز تلاوت کے پابند ہیں اس مکان کو فساق لوگ کرایہ پر لیتے تھے اور اس میں شراب پیتے تھے ہم ان کا گلا گھونٹ دیا کرتے تھے میں نے اس سے کہا کہ رات کو مجھے تم سے ڈر گتا ہے تم دن میں آجایا کرو اس نے کہا کہ بہت اچھا اور پھر اس نے دن میں آنا شروع کر دیا اور میں اس سے مانوس ہو گیا ایک روز وہ

پڑھ رہا تھا اچانک ایک منتر پڑھنے والا راستہ میں آگیا وہ کہہ رہا تھا کہ میں ہر پریشان کو
 دلی چیز سے نظر بد سے اور جنات سے بچاتا ہوں اس بن نے کہا کہ یہ کون ہے میں نے کہا
 یہ منتر والا ہے اس نے کہا کہ اس کو بلاؤ میں نے اس کو اندر بلا لیا اچانک وہ جن اڑھا
 بن کر محبت میں چلا گیا اس آدمی نے منتر پڑھنا شروع کر دیا وہ منتر پڑھتا رہا اور
 وہ اڑھانچے لٹکتا رہا یہاں تک کہ وہ نیچے آ پڑا اس نے کہا کہ اس کو پکڑ کر اپنی جھولی
 میں ڈال دوں میں نے اس کو منع کیا اس نے کہا کہ آپ مجھ کو میرے شکار سے کیوں
 روکتے ہیں میں نے اس کو ایک دینار دے کر چلتا کر دیا وہ اڑھا پھر پھر پھر پھر اور پھر
 جن بن گیا نہایت کمزور پتلا دبلا ہو چکا تھا میں نے اس سے کہا کہ یہ کیا ہوا اس نے کہا
 کہ اس منتر نے مجھ کو تباہ کر دیا ہے اور اب میرا زخمہ رہنا محال ہے جب تم اس کو نویں
 میں کوئی چمغ سنو تو سمجھ لینا میں مر چکا ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے رات کو اس کے
 مرنے کی خبر سنی وہ مر گیا اور اس کے بعد اس مکان میں کوئی نہیں رہا۔ واللہ اعلم

۴۸ وال باب

جنات و شیاطین کا تعویذ گنڈوں اور منٹروں کا تابع

ہونے کا سبب

کافر جنات و شیاطین ابلیس اور اس کا لشکر کفر و شرک اور معاصی کو پسند
 کرتے ہیں اور شرارت و مکران کی مرغوب چیزوں میں سے ہیں اسی کے طالب رہتے
 ہیں اور اسی کی جستجو میں لگے رہتے ہیں اگرچہ یہ چیزیں ان کے اور ان کے مقبوعین کے
 عذاب کا سبب بنتی ہیں۔ ابلیس نے کہا تھا میں علاوہ مخلص بندوں کے سب کو
 گمراہ کروں گا جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ دوسری جگہ وارد ہے کہ ابلیس نے یہ

بھی کہا تھا کہ جس مخلوق کو تو نے مجھ سے مکرم بنایا ہے اگر مجھ کو قیامت تک کی مہلت ملی تو
 میں علاوہ معدود سے چھٹکے سب کو گمراہ کروں گا۔ قرآن کریم میں ایک ارشادِ ربانی ہے
 کہ شیطان نے اپنا کہا یوں پورا کر کے دکھایا علاوہ چند لوگوں کے سب نے اس کی اتباع
 کرنی شروع کر دی اور انسان کے مزاج میں جب بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے تو مصرتِ ریل
 چیزیں اس کو مرغوب لگتی ہیں اور ان سے اس کو لذت حاصل ہوتی ہے بلکہ ان کا
 ایسا دلدادہ ہو جاتا ہے کہ اپنی عقل دین اخلاق جان مال سب کو برباد کر لیتا ہے۔
 اور شیاطین چونکہ خبیث النفس ہوتے ہیں اور جادو منتر والے جب ان کی مرغوب
 چیزوں سے ان کا تقرب حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ان کی مرضی حاصل کرنے کے
 لئے کفر و شرک کرتے ہیں تو یہ کفر و شرک رشوت کا کام دیتے ہیں اور وہ ان کی بعض
 حاجتوں کو پورا کر دیتے ہیں جیسا کہ اگر کوئی آدمی کسی کے ذریعہ کسی کو قتل کرانا چاہے
 اور وہ اس قاتل کو کچھ مال دیدے یا کوئی آدمی کسی سے حرام کاری کرنا چاہے اور وہ
 کسی کو جو اس کا تعاون کر سکے کچھ مال دیدے۔ یہی حال جنات و شیاطین کا ہے کہ
 وہ کفر و شرک کی وجہ سے اس جادو یا منتر والے کی بعض حاجتوں کو پورا کر دیتے ہیں
 یہی وجہ ہے کہ بعض مرتبہ یہ لوگ کلام اللہ کو نجاست سے لکھتے ہیں یا بعض مرتبہ
 اس کے حروف کو بدل دیتے ہیں جن سے شیاطین راضی ہوتے ہیں اور بعض مرتبہ
 کلام اللہ کے حروف کو بدل کر پڑھتے ہیں جب وہ شیاطین کی مرضی کے موافق قرآن
 کو لم کی بے حرمتی کرتے ہیں تو وہ بھی کبھی چشموں کے پانی کو بند کر دیتے ہیں اور
 کبھی دوسروں کے اموال چُرا کر اس کو لاکر دیتے ہیں جیسا کہ خیانت کرنے والے کے
 اموال کو شیاطین چُرا لاتے ہیں اور جس مال پر خدا کا نام نہ لیا جائے اس کو چُرا لاتے
 ہیں اور اس کے علاوہ اور بہت قسم کے افعال و اعمال انجام دیتے ہیں جن کو ذکر
 کرنے سے کتاب کے طویل ہونے کا اندیشہ ہے اس لیے انہیں پر اکتفا کیا جاتا ہے

ابن اسحاق ندیم فرماتے ہیں کہ منتر والوں اور جادو گروں کا یہ خیال ہے کہ جنات و شیاطین اور ارواح خبیثہ ان کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور ان کے حکم کے موافق عمل کرتے ہیں اور تعویذ گنڈے کرنے والے مسلمانوں کا یہ کہنا ہے کہ یہ طاعتِ خداوندی کا ثمرہ ہے کہ اس کے اثر سے جنات و شیاطین تابع بن جاتے ہیں اور بعض مرتبہ جنات و شیاطین کے اسماء کی قسمیں کھانے سے بھی یہ اثر پیدا ہو جاتا ہے اور آدمی جب شہوات کو چھوڑ دیتا ہے اور عبادتوں میں مشغول ہو جاتا ہے تب بھی یہ اثر پیدا ہو جاتا ہے اور جنات و شیاطین یا تو خدا کی اطاعت کی وجہ سے اپنی فرمانبرداری کرتے ہیں اور یا ان کے نام کی قسمیں کھانے سے فرماں برداری کرتے ہیں اور یا خوفِ خداوندی سے یہ اثر پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ خدا کا نام لینے سے جنات و شیاطین گھبراتے ہیں اور خدا کا نام لینے میں ان کی رسوائی ہے اس لئے اس کے اثر سے فرمانبرداری جاتے ہیں یہ تو مسلمان تعویذ گنڈے کرنے والوں کا نظریہ ہے اور جادو گروں کا یہ کہنا ہے کہ ہم جنات کے نام پر قربانی کرتے ہیں اور ان کو خوش کرنے کے لئے خدا کی نافرمانی کرتے ہیں اور ممنوعات شرعیہ کا ارتکاب کرتے ہیں کیونکہ شیاطین اس سے خوش ہوتے ہیں اور دیگر محارم کا ارتکاب کرتے ہیں مثلاً نماز ترک کرنا، روزہ ترک کرنا، ناحق خون کرنا، محارم سے نکاح کرنا ان سے شیاطین خوش ہو کر ہماری مرضی کے موافق عمل کرتے ہیں۔

ابن اسحاق نے فرمایا کہ جادو گروں کے اس بُرے طریقے کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ایک جادوگر کا بیان ہے کہ ابلیس کی بیٹی بیدخ اپنا تخت پانی پر بچھاتی ہے اور اس قسم کے لوگوں کے واسطے شیاطین کو مقرر کرتی ہے کہ وہ اس کے مقصد کی برآری کریں اور یہ لوگ اس کی رضا مندی کے لئے ہر قسم کے حرام کام کرتے ہیں۔ قربانیاں پیش کرتے ہیں اور ہر وہ کام کر گزرتے ہیں جو عقلاً قبیح و مذہوم ہیں اور

بعض مرتبہ یہ لوگ اسی کو سجدہ بھی کرتے ہیں۔

ابن اسحاق نے فرمایا کہ مجھ سے ایک جادوگر نے بیان کیا کہ میں نے بیدخ بنت ابیس کو خواب میں دیکھا کہ وہ پانی کے اوپر تخت بچھائے بیٹھی ہے اور اس کے ارد گرد کھریاہ لوگ ہیں جن کی ایڑیاں پھٹی ہوئی ہیں اور وہ دیہات کے سے معلوم ہوئے ہیں اور ان میں مشہور جادوگر ابن منذر بنی بھی ہے یہ ایک بڑا جادوگر گذرا ہے اس کا نام احمد ابن جعفر غلام ابن زریق تھا اور اس سے جنات طشت کے نیچے سے بات کیا کرتے تھے علامہ ابن تیمیہ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ ان امور کے ذریعہ شیاطین سے اپنے کام انجام دلاتے ہیں ان کا یہ کہنا ہے کہ سلیمان علیہ السلام بھی اسی طرح جنات و شیاطین سے اپنے کام انجام دلایا کرتے تھے۔ اکثر علماء سلف نے بیان فرمایا ہے کہ جب سلیمان علیہ السلام کا وصال ہو گیا تو شیاطین نے سحر و کفر کی کتابیں بکھر کر ان کی کرسی کے نیچے رکھ دیں اور لوگوں سے یہ کہنا شروع کر دیا کہ سلیمان علیہ السلام انہیں کے ذریعے جنات سے کام کرایا کرتے تھے پس اہل کتاب کی ایک جماعت نے یہی گمان کر لیا کہ واقعہ ایسا ہوا ہوگا اور ایک جماعت نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اگر جادو حق و جائز نہ ہوتا تو سلیمان علیہ السلام ایسا نہ کرتے اور انہوں نے جادو کو حق و جائز مان لیا۔

علامہ ابن تیمیہ نے ان دونوں جماعتوں کے گمان پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دونوں جماعتیں سلیمان علیہ السلام کے بارے میں گمراہ ہوئیں اور جادو کی حقیقت کو قرآن کریم نے اچھی طرح واضح کر دیا کہ یہ سراسر نقصان دہ ہے اس میں کوئی نفع نہیں ہے بلکہ شرک کا پہلو غالب ہے۔

محمد ابن اسحاق نے فرمایا کہ سب سے پہلے سلیمان علیہ السلام نے جنات و شیاطین سے خدمت لی اور اہل فارس کا کہنا ہے

فصل ۱۰ -

کہ جمشید ابن ادنجان نے سب سے پہلے جنات سے خدمت لی اور یہ سلیمان علیہ السلام کا کاتب تھا جن جنات کو آپ نے خادم بنایا تھا ان میں سے آصف بن برخیا یوسف بن عیصہ ہرمرزان بن کردول قابل ذکر ہیں اور اہل اسلام میں سے سب سے پہلے ابو نصر احمد بن ہلال بکلی اور ہلال بن وصیف نے جنات سے خدمت لی یہ جنات سے باتیں کیا کرتے تھے اور ان سے خدمت لیا کرتے تھے اور ان کے عجیب و غریب احوال تھے اور ان کے بہت سے مجربات بھی ہیں اور کتابیں بھی ہیں۔ مثلاً کتاب الروح المتلاشیہ اور کتاب المغاخرہ فی الاعمال اور کتاب تفسیر ما قالہ الشیاطین سلیمان اور تعویذ گندے کرنے والوں میں سے ابن امام مشہور ہیں۔ یہ شخص معتقد باللہ کے دورِ خلافت میں گذرا ہے اس کا طریقہ پسندیدہ تھا۔ یہ السماء الہی سے تعویذ وغیرہ کیا کرتا تھا اور دیگر حضرات عبداللہ ابن ہلال صالح عقبہ اذری ابو خالد خراسانی ان کا طریقہ کار بھی پسندیدہ تھا ان کے مجربات و اعمال بھی اچھے ہیں (از مؤلف)

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ ہم کو ابن اسحاق کی رائے جو عبداللہ ابن ہلال کے بارے میں ہے پسند نہیں ہے کیونکہ یہ شخص فاسق و فاجر اور زندیق تھا۔ شیاطین کا تقرب حاصل کرنے کے لئے نماز ترک کیا کرتا تھا اور شیاطین اس کے حکم سے انسانوں کو پریشان کیا کرتے تھے اور مردوں عورتوں کو حرام کے لئے جمع کیا کرتا تھا جیسا کہ کتاب العجائب میں احمد ابن عبدالملک سے نقل کیا ہے کہ ایک آدمی عبداللہ ابن ہلال کے پاس آیا اور عبداللہ ابن ہلال شیطان کا دوست تھا اس کی رضا کے لئے نماز عصر ترک کیا کرتا تھا اور شیطان اس کی حاجت برآری کیا کرتا تھا اس آدمی نے کہا کہ میرا ایک بیٹا ہے جو بہت مالدار ہے نیک چلن ہے اس کے یہاں ایک حسین لڑکی ہے مجھ کو اس سے حستہ

میں چلبٹا ہوں کہ آپ میرے لئے شیطان سے سفارش کر دیں کہ وہ اس لڑکی کو پاگل بنا دیں اس نے شیطان کے پاس ایک چٹھی لکھی اس میں لکھا تھا کہ اگر آپ کو سب سے بُرا آدمی دیکھنا ہو تو وہ یہ ہے اس کی حاجت پوری کر دو پھر اس کو یہ چٹھی دے کر کہا کہ فلاں جگہ چلا جا اور ایک گول دائرہ بنا کر اس میں بیٹھ جانا جب شیطان آئے اس کو دور سے دکھا دینا اس نے ایسا ہی کیا شیاطین وہاں سے گزرنا شروع ہوئے اخیر میں ایک بوڑھا شیطان تخت پر بیٹھا ہوا جس کو چار شیاطین اٹھائے ہوئے تھے آیا جب اس نے دور سے دیکھا وہ چٹھی اور سخی کر دی اس نے وہ کتاب لے لی جب اس کو پڑھا تو اس کو بوسہ دیا اور اپنے سر پر رکھا پھر ایک چرخ لگاتی جس سے اگلے پچھلے سب شیاطین جمع ہو گئے اور کہنے لگے اے ہمارے سردار کیا حکم ہے اس نے کہا کہ میرے دوست کے پاس سے ایک چٹھی آتی ہے اس میں لکھا ہے کہ یہ آدمی مجھ سے اور آپ سب سے بُرا ہے اس کی حاجت پوری کر دو۔ لہذا تم ایک بہرے اندھے گونگے شیطان کو لاؤ جو اس لڑکی کو پاگل بنا دے جس آدمی کے یہ حالات ہوں وہ نیک ہو سکتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن ہلال اچھا آدمی نہیں تھا اور اگر ابن اسحاق کو یہ طریقہ بھی اچھا معلوم ہوتا ہے تو پھر ہم نہیں جانتے کہ ان سے نزدیک کون سا طریقہ بُرا ہوگا۔ مجاہد نے ایک مرتبہ عمرو بن سعید کو کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ہلال نے بتلایا ہے کہ تو ابلیس کے مشابہ ہے اس نے کہا کہ آپ کو اس سے تعجب نہ ہونا چاہیے کہ ان دونوں کا سردار جنات کے سردار کے مشابہ ہے یہ جواب سن کر وہ ششدر رہ گیا۔

نے مراد یہ چٹھی لے جانے والا ہے۔

فصل ۱-

علامہ ابن تیمیہ نے فرمایا ہے کہ تعویذ گنڈے کرنے والے بعض ہوتے
 کسی جن کے نام کی قسمیں کھاتے ہیں کہ تاکہ اس کی مدد سے دوسرے
 جنات کو تابع کر لیں پس کبھی تو وہ جن اس کی بات کو پوری کر دیتا ہے اور کبھی نہیں
 بھی کرتا کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ یہ شخص جس جن کو تابع کرنا چاہتا ہے اور
 جس کی مدد سے کرنا چاہتا ہے یہ جن اس کے نزدیک معظم ہوتا ہے اور اس کے
 منتر وغیرہ میں اتنی قوت نہیں ہوتی کہ وہ اس کو تابع کرنے میں مجبور بنا دے جبکہ
 یہ تعویذ گنڈے کرنے والا کسی عیتر کی بھی قسم کھاتا ہو اور اس کی بھی قسم کھاتا ہو جو اس
 کے نزدیک معظم ہے چونکہ یہ ایک کا طالب نہیں رہتا اس لئے اس کے منتر وغیرہ
 کی تاثیر کمزور ہو جاتی ہے اور وہ اس جن کو مجبور نہیں کر سکتا اور بعض مرتبہ ایسا ہوتا
 ہے کہ یہ انسان کسی دوسرے انسان کو تکلیف دینے کی عرض سے جنات کے
 نام قسم کھاتا ہے اور وہ شخص جس کو یہ تکلیف دینا چاہتا ہے خود جنات کے نزدیک
 معظم ہوتا ہے اس لئے وہ اس کی قسم کی طرف التفات نہیں کرتے اور بعض اس
 کی منجانب الذم حفاظت کر دی جاتی ہے تب بھی جنات مجبور ہو جاتے ہیں اور اس
 کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتے ان کے حالات انسان کے حالات کے مشابہ ہوتے
 ہیں مگر انسان عقل، صداقت، ایفائے عہد میں ان سے بڑھا ہوا ہے اور ان میں
 جہل کذب ظلم دھوکہ وغیرہ کا غلبہ ہے۔ علامہ کلام یہ ہے کہ تعویذ گنڈے کرنے
 والے اگرچہ (ان کے منتر وغیرہ کفر و شرک سے بھرے ہوتے ہیں اور ان
 سے علاج جائز نہیں ہے) تب بھی بعض مرتبہ وہ جنات کو بھگانے سے عاجز
 ہو جاتے ہیں اور اکثر و بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے تابعہ جنات سے
 یہ عرض کرتے ہیں کہ جو جنات انسان کو پریشان کر رہا ہے اس کو مار دو تو وہ
 ہنستے ہیں اور کبھی ایسا کرتے ہیں کہ اس کے لئے اس جن کے قتل کو مستحکم کر دیتے

ہیں حالانکہ وہ محض ایک خیال اور دھوکہ ہوتا ہے جبکہ وہ اپنے خیالات کو سچا گمان کرتا ہو اور بعض مرتبہ مکاشفہ کے ذریعے اس بات کو باور کرا دیتے ہیں جب کہ وہ کفر و شرک میں مبتلا ہو یا گمراہ فرقہ سے متعلق ہو چونکہ شیاطین کو اس قسم کے لوگوں کو گمراہ کرنا زیادہ آسان ہوتا ہے اور بعض مرتبہ جنات بتلا بھی دیتے ہیں کہ ہم اس کا شبیہ دکھلائیں گے وہ جانتے ہوتے بھی اس کو حقیقی جن ہی گمان کرتا ہے حالانکہ وہ محض ایک شبیہ ہوتی ہے اور بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کسی نیک بندے کو پکارتا ہے اور جنات اس کی آواز میں آواز ملا کر اس کی پکار کا جواب دیتے ہیں وہ سمجھتا ہے کہ اسی نے جواب دیا ہے حالانکہ وہ جنات کا ایک استہزاء ہوتا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ بعض مرتبہ آدمی مصیبت کے وقت کسی صالح میت کو پکارتا ہے اور جنات اس کی صورت بنا کر اس کی بات سنتے ہیں جس سے اس کا عقیدہ مزید خراب ہو جاتا ہے وہ گمان کرتا ہے کہ اس صالح میت نے میری مدد کی ہے حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے اور کبھی زعمہ لوگوں کے بارے میں بھی شیاطین یہ حرکت کر دیتے ہیں اور شرک و متبعہ جو اولیاء اللہ کے بارے میں گمان کرتے ہیں کہ وہ ہماری پکار سنتے ہیں اس کی حقیقت یہی ہے کہ شیطان ان کی صورتوں میں متشکل ہو کر ان کو نظر آتے ہیں ان سے باتیں کرتے ہیں وہ ان کو حقیقی انسان گمان کر کے اپنے عقائد خراب کر لیتے ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بہت سے لوگوں نے ایسے واقعات یا اس قسم کے واقعات بیان کئے ہیں جن کی تحقیق کرنے کے بعد یہی واضح ہوا کہ وہ شیطان نصرت تھا اور کوئی اس کی حقیقت نہیں تھی بعض مرتبہ ایسا بھی ہوا ہے کہ کسی مشرک نے کسی زندہ انسان کو پکارا اور اس کی پکار سنی گئی جب اس انسان سے تذکرہ کیا گیا تو اس نے صاف انکار کر دیا میں تو اس کو جانتا بھی نہیں کسی فرشتے نے اس کی آواز سنی ہوگی میں نے کہا کہ فرشتہ ہرگز نہیں مشرک کی پکار سن سکتا بلکہ وہ تو شیطان تھا اس

نے اس کو گمراہ کیا ہے اور بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ آدمی جس کو نیک گمان کرتا ہے اور اس کا معتقد ہوتا ہے تو شیطان اکثر حج کے موقع پر عرفات وغیرہ میں اس کی صورت میں نظر آتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ وہ بھی حج کو آیا ہے حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے اور بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ شیطان کسی صانع انسان کی شکل بنا کر مہقات سے بغیر احوال کے آگے چلا جاتا ہے اور طواف وسی ورمی کئے بغیر عرفات میں نظر آتا ہے اور کبھی دیگر عمرات کا ارتکاب کرتا ہے لوگ گمان کرتے ہیں کہ یہ صالحین کی کرامات ہیں حالانکہ وہ شیطانی مکر و فریب ہوتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کو وہی عبادات پسند ہیں جو واجبات و مستحباب میں داخل ہوں اور جو اس کے علاوہ ہوں وہ شیطانی حرکات ہیں ان کو عبادت سے کوئی علاقہ نہیں ہے

فصل

(آسب زدہ کے علاج کا طریقہ)

آسب زدہ یا دوسرے مریض کو مباح الاستعمال روشنائی سے قرآنی آیات یا خدا کا نام لکھ کر غسل کرانا یا پلانا جائز ہے جیسا کہ امام احمد بن حنبل نے ابن عباس سے متعدد طرق سے نقل فرمایا ہے کہ وہ مریض کے مرض کے موافق قرآنی آیات لکھ کر دیا کرتے تھے جیسا کہ یہ کہتے تھے " لا الہ الا ہوا العظیم الحسین سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمد للہ رب العالمین کا نهم یوم یرومھا لم یلبثوا الا عشیة او ضحیٰ کا نهم یوم یرون ما یومسوا ورض لم یلبثوا الا ساعة من نهار و بلا ضحیٰ یصلک الالقوم الظلمون (از مؤلف)

شروع باب میں گزر چکا ہے کہ علماء نے ان منتروں سے علاج کو منع فرمایا ہے کہ جن کے معانی سمجھ میں نہ آسکیں کیونکہ ان میں شرک کا اندیشہ ہے اگرچہ اس کا

جاننے والا اس میں شرک پر مطلع نہ ہو سکے۔ علماء نے سدا للباب اللہ سے منع فرمایا ہے
 نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان منسروں کے استعمال کی اجازت دی ہے جن میں شرک
 نہ ہو اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو آدمی اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچانے کے تو اس
 میں دینغ نہ کرے اور قرآن کرم سے علاج کرنا اور شفا حاصل کرنا یہی کافی وافی ہے
 کیونکہ یہ سراسر نود ہے دلوں کا سکون ہے اور ہر قسم کے رنج و غم کو ختم کرنے والا ہے
 اور زندے مردے بھی مومنوں کے لئے رحمت ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اس پر پورا پورا
 عمل کرنے کی توفیق دے قرآنی آیات و اذکار کی تاثیر کا انکار وہی کر سکتا ہے
 جس کا عقیدہ لچر ہو اس کو علماء ہی سمجھ سکتے ہیں یہ نصیحت کی چیز ہے اس کو باخبر لوگ
 ہی محفوظ کر سکتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

۴۹ واں باب

جنات کا انسان کو برائی بھلائی کا بدلہ دینا

عبید بن ابرص اپنے چند رفقاء کے ساتھ سفر میں جا رہے تھے انہوں نے
 ایک سانپ پڑا ہوا دیکھا کہ شدت گرمی سے دم توڑ رہا ہے اور زمین کو چاٹ رہا ہے
 ان کے کسی ساتھی نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا عبید نے کہا کہ نہیں بلکہ اس کو پانی پلا
 دو انہوں نے سواری سے اتر کر اسے پانی پلا دیا اور اپنا راستہ اختیار کیا جب وہ راستہ
 چل رہے تھے تو ایک مقام پر جا کر راستہ بھول گئے کوئی پتہ نہ چل سکا کہ کدھر
 جانا ہے وہ ابھی اسی پریشانی میں تھے کہ کسی نے غیب سے ندا دی اور یہ اشعار
 پڑھے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

• اے راہ گم کردہ قافلہ والو یہ سامنے ہماری سواری ہے اس پر سوار ہو جاؤ

اور مسووع ہوتے تک نہ کو چھوڑ دینا۔“

وہ اس پر سوار ہو گئے وہ ایک ہی رات میں اتنا سفر طے کر گئے جتنا کہ دس دن میں طے ہوتا ہوا اور وہ صبح راستہ چلنے لگے اس کے بعد غیبی نے چند اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

”کہ اے تروتازہ سواری تو نے ہم کو ایسے جنگلوں کی گراہی سے بچا کر کہ جس میں ماہر آدمی بھی چکر کھا جلتے ہیں راہ راستہ پر لگایا ہے تو ہم کو صبح بتا دے کہ ایسے جنگلات میں ہم پر یہ بے کراں احسان کس نے کیا ہے؟“

اُس نے اس کے جواب میں اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

”میں وہی سانپ ہوں جو گرمی کی شدت سے تڑپ رہا تھا اور ایک آدمی نے مجھ کو مارنا چاہا تھا اور تو نے مجھ کو بچا کر پانی پلا کر میرے اوپر احسان کیا تھا بھلائی کا بدلہ مل کر رہتا ہے۔“

اگرچہ زمانہ بیت جائے اور برائی اس طرف کو بھی برا کر دیتی ہے جس میں وہ رہتی ہے اور بھی اس قسم کے بہت واقعات جو جا بجا آتے رہیں گے۔ ۶۰ ویں باب میں آئے گا کہ ہرن جنات کے چوپاتے ہیں۔

مردی فرماتے ہیں کہ میں جنگلی گدھوں کا شکار کیا کرتا تھا میں نے ایک ان کے پانی پینے کی جگہ جا کر ایک چھوٹا سا مکان بنایا اور اس میں چھپ کر بیٹھ گیا جب وہ پانی پینے آئے تو میں نے تیر کھینچا اور اس کو چلانے کا ارادہ کیا اچانک غیب سے ندا آئی کہ پن گھٹ سے ہوشیار رہنا یہ سننے ہی سب گدھے بھاگ گئے میرے واپس آگیا میرے ساتھ ایک باندی بھی تھی جس کا نام مرجانہ تھا اور دو گدھے بھی تھے جن کو میں نے بھگا رکھا تھا میں پہاڑ کے نیچے چھپ کر بیٹھ گیا تاکہ وہ نکلیں اور میں ان پر حملہ کروں وہ نکلے اور میں نے فوراً ہی ان پر تیر چلایا اور ان میں سے

ایک کو شکار کر لیا اور میں نے کہا کہ پن گھٹ سے بھگانے والے کا گدھا مارا گیا اور پیچھے سے اس کے تیر مارا گیا۔ مجھے کسی نے جواب دیا کہ جو گدھا مر جانے سے پکڑا تھا وہ تو ضائع ہو گیا اور تمہارا محنت بے کار و رائیگاں گئی مجھ کو بانڈی کا نے بتلایا کہ اسے سید وہ گدھا جس کا آپ نے شکار کیا تھا وہ تو ضائع ہو گیا اور مر گیا۔

۵۰ وال باب

جنات کا انسان کو پریشان کرنا

علامہ ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے کہ جنات کبھی انسان کو عشق و محبت کی وجہ سے پریشان کرتے ہیں جیسا کہ بعض انسان جنات کو بھی عشق و محبت کی وجہ سے پریشان کرتے ہیں اور کبھی جن و انس صحبت و جماع کرتے ہیں اور ان کے اولاد بھی پیدا ہو جاتی ہے یہ بہت ہی معروف و مشہور بات ہے علماء نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے اور اس کے بارے میں علماء کے اقوال بھی منقول و مروی ہیں اور اکثر و بیشتر جنات انسان کو بغض و عداوت کی وجہ سے اور بدلہ لینے کی غرض سے پریشان کرتے ہیں جیسا کہ کوئی انسان ان کو تکلیف دے اور وہ اس کے عوض میں اس کو تکلیف دیں یا ان کو یہ گمان ہو جائے کہ انسان ہم کو عداوت پریشان کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ ناواقفیت کی وجہ سے ان پر پیشاب کر دے یا ان پر گرم پانی ڈال دے یا ان میں سے کسی کو قتل کر دے وہ انسان تو نہ جاننے کی وجہ سے اس سے یہ افعال صادر ہو جاتے ہیں اور جنات اپنی جہالت و ظلم کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ اس نے قصداً یہ حرکت کی ہے اور اس کے بدلہ میں اس کو پریشان کرنے لگتے ہیں اور اس سے زیادہ اس کو تکلیف دیتے ہیں اور بعض مرتبہ شرارت طبعی کی وجہ سے اور ازراہ تمسخر

انسان کو پریشان کرتے ہیں جیسا کہ انسانوں میں بھی بعض نادان ایسے ہوتے ہیں۔ لہذا عشق و محبت کی وجہ سے انسان کو چھٹ جانا یہ فواحش میں داخل ہے حرام ہے جیسا کہ انسان کے حق میں یہ چیزیں حرام ہیں اگرچہ رمضان کی کے ساتھ ہو اور اگر رمضان مندی نہ ہو تب تو دو گناہ جمع ہو جائیں گے فاحشہ اور ظلم اور جنات بھی اس کی حرمت کے مخاطب ہیں اور وہ بھی جانتے ہیں کہ یہ حرام ہے اور ان کے خلاف محبت ہے اور ان کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق عمل کیا جائے گا اور ان کو اس کی سزا دی جائے گی اور انسان کا ان کو ایذا دینا اگر عدم واقفیت کی وجہ سے ہو اور وہ اس کے بدلہ میں اس کو پریشان کریں تو اس کے بارے میں بھی اللہ سوال کریں گے کہ جب اس نے قصد تکلیف نہیں دی تھی تو یہ سزا کا مستحق نہیں تھا بلکہ اس نے تو اپنے ملک میں تصرف کیا تھا اپنے گھر میں گرم پانی ڈالا تھا اور یہ تمام افعال جائز ہیں جنات بھی اس کو جانتے سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی یہ فرماتے ہیں گے کہ انسان کے گھروں میں ان کی اجازت کے بغیر تمہارا رہنا جائز نہیں تھا بلکہ تمہارے رہنے کے واسطے ویران مقامات اور جنگل تھے پھر تم وہاں کیوں گئے لہذا اس کی بھی سزا ان کو دی جائے گی کہ انہوں نے بلا وجہ انسان کو پریشان کیا اللہ تعالیٰ نے جنات کے رہنے کے لئے ویران مقامات بنائے ہیں یہی وجہ ہے کہ جنگلوں میں حماموں میں نجاسات کی جگہوں میں جیسا کہ گندگی وغیرہ ڈالنے کی جگہیں اور قبرستان ان میں جنات اکثر رہتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب جنات انسان پر ظلم کریں اور بلا وجہ اس کو پریشان کریں تو وہ بھی احکام شرعیہ کے مکلف ہیں ان کو بھی خدا اور رسول کا حکم شامل ہے اس لئے اس کے بارے میں وہ عمت اللہ مانوڑ ہوں گے۔



۵۱واں باب

جنات کا آسیب زدہ انسان کے بدن میں

داخل ہونا

معتزلہ وغیرہ جنات کا وجود تسلیم کرنے کے باوجود بھی اس کا انکار کرتے ہیں کہ جنات انسان کے بدن میں داخل نہیں ہو سکتے کیونکہ ایک جسم میں دو روح کا سما نا محال ہے اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنات کے وجود کے بارے میں روایات ثابت ہیں ان کے انسان کے بدن میں داخل ہونے کی روایات ثابت نہیں ہیں حالانکہ ان کی یہ بات درست نہیں ہے۔ ابوالحسن اشعری نے مقالات اہل السنۃ والجماعۃ میں ذکر فرمایا ہے کہ اہلسنت والجماعت کہتے ہیں کہ جنات آسیب زدہ کے وجود میں داخل ہو جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ سو دکھاتے ہیں وہ ایسے اٹھیں گے جیسا کہ شیاطین کا آسیب زدہ شخص ہوتا ہے یعنی ان کے حواس مضبوط ہو جائیں گے۔

امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبداللہ نے ان سے کہا کہ اے ابا جان کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جنات آسیب زدہ کے بدن میں داخل نہیں ہوتے انہوں نے جواب دیا کہ وہ جھوٹے ہیں وہی تو آسیب زدہ کی زبان پر بولتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نقل کیا ہے کہ ایک عورت اپنے بچہ کو لے کر حضور کے پاس آئی اور عرض کیا :- یا رسول اللہ میرے اس بچے کو جنون ہے صبح و شام ہوتا ہے آپ نے اس بچے کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی اور تھتکارا اس کے منہ سے سیاہ کتیا کے بچہ کی طرح کوئی چیز نکل کر بھاگی اور عنقریب ابو داؤد کی روایت آرہی ہے اس میں آپ نے فرمایا نکل اے خدا کے دشمن میں خدا کا نبی ہوں۔

قاضی عوید الجب نے فرمایا ہے کہ جب جنات کے اجسام کے بارے میں ہم ثابت کر چکے کہ ان کے اجسام ہوا کی طرح رقیق ہیں تو ان کا انسانی اجسام میں داخل ہونا اس میں کوئی استحالہ نہیں رہا کیونکہ ہوا اور سانس جس سے ہمارا قوام زندگی ہے وہ انسانی بدن میں سرایت کرتے ہیں اور اس کے اندر حلول کرتے ہیں اور اس سے چند جوابہر کا ایک چیز میں داخل و مجتمع ہونا لازم نہیں آتا یہی حال جنات کے دخول کا ہے کہ وہ بھی اجسام انسانی سے مجاور ہوتے ہیں اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس میں مل کر بالکل فنا ہو جاتے ہیں اور شئی واحد کی طرح ہو جاتے ہیں بلکہ ان کا ہمارے اجسام میں داخل ہونا یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی جسم رقیق کو کسی ظرف میں داخل کر دیا جائے یہی حال جنات کے دخول کا ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ شئی واحد کی طرح متصل ہو کر اس میں کلی طور پر حلول کر جاتے ہیں کہ اس پر استحالہ پیش کیا جاتے جیسا کہ معتزلہ نے سمجھ کر استحالہ پیش کیا ہے اگر کوئی یہ کہے کہ جنات کا انسانی اجسام میں داخل ہونا اس سے ان کے اجسام کا یا انسانی اجسام کا ٹوٹ جانا لازم آتا ہے کیونکہ ایک جسم دوسرے جسم کے تنگ مقام میں اس وقت داخل ہو سکتا ہے جبکہ اس کو توڑ دیا جاتے اس کے بغیر داخل ہونا ناممکن ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس وقت لازم آئے گا جبکہ داخل ہونے والے اجسام لکڑی لوہے کے مانند کثیف و غلیظ ہوں اور جب ہوا کی طرح رقیق ہوں گے اس وقت دخول کے لئے ان کا ٹوٹنا لازم نہیں ہے یہی حال شیاطین کے دخول کا ہے بدن انسان میں یا تو وہ کلی طور پر داخل ہو جاتے ہیں یا ان کا بعض حصہ جسمانی انسانی جسم سے متصل ہو جاتا ہے اور بعض حصہ الگ رہتا ہے بہر صورت ان کے اجسام کا انقطاع لازم نہیں آتا اور بلا ٹوٹے انسان کے جسم میں ان کے بعض جسم کا داخل ہو جانا اور بعض کا الگ رہنا یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ شہادہ اس کا کچھ سورخ میں ہو اور کچھ حصہ باہر ہو جس طرح اس میں انقطاع نہیں ہے

اسی طرح شیاطین کا انسانی جسم میں اپنے بعض حصے کا داخل کر دینا اور بعض کا الگ رکھنا اس میں بھی انقطاع لازم نہیں آتا اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ آپ کے اس بیان سے کہ شیاطین کے اجسام کے بعض حصے کا انسانی اجسام سے ملنا اور بعض کا الگ رہنا یہ ممکن ہے اس سے یہ لازم آتا ہے کہ فرض کرو شیاطین ہمارے معدہ میں چلے جائیں تو اس وقت میں ہم ان کو کھانے والے ہو جائیں گے جیسا کہ کھانا معدہ میں جانے کے بعد ہم اس کو کھانے والے ہو جاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو معدہ میں چلی جاوے اس کا ماکول ہونا شرط نہیں ہے کیونکہ ماکول وہ چیز ہوتی جس کو چبا کر نگل کر معدہ میں اتاری جاتے اور پانی بھی معدہ میں جانے کے بعد ماکول شمار نہیں ہوتا اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پتھروں میں بھی داخل ہو جاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی ممکن ہے بشرطیکہ پتھر بالکل ٹھوس نہ ہو بلکہ اس میں ہلکے ہلکے خلاء ہوں جیسا کہ ہوا بھی ایسے پتھر میں داخل ہو جاتی ہے اس طرح جنات کے دخول میں کوئی استحالہ نہیں ہے وہ بھی داخل ہو جائیں گے۔ پس اگر کوئی یہ کہے کہ اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ شیطان اور اس کی زوجہ انسان کے شکم میں داخل ہو کر جماع کرتے ہوں اور وہ حاملہ ہو کر بچہ جنمی ہو اور انسانوں کے پیٹ میں ان کے بچے ہوتے ہوں ابو ہاشم نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ ممکن نہیں ہے اجسام رقیقہ کا تو والد و تناسل جو ف انسان میں ممکن ہے جیسا کہ اجسام لطیفہ کا تو والد و تناسل ممکن ہے دیکھیے بعض مرتبہ انسان کے پیٹ میں نہایت ہی باریک کیڑے قدرتی طور پر پیدا ہو جاتے ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ ان کا تو والد و تناسل انسان کے پیٹ ہی میں ہوتا ہے یہی حال جنات و شیاطین کے تو والد و تناسل کا ہے ہاں ان کے تو والد و تناسل کا انسان کے پیٹ میں ہونا یہ ضروری البتہ نہیں ہے کیونکہ وہ با اختیار مخلوق ہے ممکن ہے کہ انسان کے

پیٹ میں تو والد و تناسل کو پسند نہ کرتے ہوں جیسا کہ ہم بازاروں میں مسجدوں میں تو والد و تناسل کو پسند نہیں کرتے بلکہ مخصوص مواقع میں اس کو کرتے ہیں پس ممکن ہے ان کا حال بھی یہی ہو۔ بہر حال اس سے مذکورہ بالا اعتراض ساقط ہو جاتا ہے

قاضی عبدالجبار حدیث کہ انسان کے بدن میں شیطان خون کی طرح دوڑتا سرایت کرتا ہے اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ اسی وقت درست ہو سکتا ہے جبکہ شیاطین کے اجسام رقیق مانے جاتیں کیونکہ اجسام کثیفہ کے بارے میں یہ تصور نہیں ہو سکتا شیطان کا بدن انسان میں داخل ہونا یہ احادیث چونکہ مشہور و معروف ہیں اس لئے ابو عثمان نے کہا کہ اس کا منکر دہر یہ ہے یا اس سے دہریت کی بو آتی ہے۔ قاضی عبدالجبار نے فرمایا کہ ابو عثمان نے یہ فیصلہ اس لئے کیا ہے کہ یہ احادیث شہرت کے اعتبار سے صلاۃ و صیام حج و زکوٰۃ کی احادیث کی طرح ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کا منکر رسول کا منکر ہے اور رسول کا منکر کافر ہو جاتا ہے اور جو آدمی معجزات کا منکر نہ ہو وہ ان کا کیسے منکر ہو سکتا ہے اور جو معجزات کا انکار کرے اور اس قسم کی حقائق کا انکار کرے تو وہ قادر مطلق حی و قیوم کا بھی انکار کر دے گا اور جب وہ اس کا انکار کر دے گا اور حقائق اشیاء موجود ہوں گے تو ظاہر ہے کہ وہ یہی کہے گا کہ حقائق اشیاء قدیمہ ہیں خود موجود ہیں اور یہ عقیدہ صراحتہ دہریت ہے اس لئے ابو عثمان نے کہا تھا کہ اس کے منکر سے دہریت کی بو آتی ہے۔

ابوقاسم انصاری نے فرمایا ہے کہ جنات کے اجسام کے کثیف ہونے کی

توجیہ پر بھی ان کا بدن انسان میں داخل ہونا محال نہیں ہے جیسا کہ کھانا پانی وغیرہ خالی جسم کے اندر داخل ہو جاتے ہیں یہی حال جنات کا بھی ہو جائے گا یہ توجیہ بھی پسندیدہ ہے بعض لوگوں نے کہا کہ ان کے داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنا عکس خوف و ہراس بدن انسان پر ڈالتے ہیں مگر یہ مطلب عقلاً و نقلاً ہر دو اعتباراً

سے مردود ہے کیونکہ جنات کا انسان کے بدن میں بل جانا اور اپنا سر اس کے قلب پر رکھنا یہ ثابت بالسمع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۵۲ وال باب

آسیب زدہ کی حرکات اور مار پٹائی کرنا آیا یہ اسی کا فعل

ہوتا ہے یا جنات کا فعل

ہوتا ہے

یہ بات ثابت ہے کہ کوئی مخلوق چاہے جن ہو یا انسان ہو یا فرشتہ ہو دوسرے کے اندر کوئی فعل نہیں کر سکتی بلکہ آسیب زدہ جو حرکت کرتا ہے اور اس کے اندر جو اضطراب ہوتا ہے وہ اسی کی طبیعت کے مقتضاء کی وجہ سے ہوتا ہے پس اگر وہ آسیب زدہ اس اضطراب پر قادر ہو تو کسب کی نسبت اس کی طرف کی جائے گی اور خلق اضطراب کی نسبت خدا کی جانب اور اگر وہ قادر نہ ہو تو اس کو مضطر کہا جائیگا ان حرکات کے صادر کرنے کے بارے میں اور یہ بات بعید از امکان نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی عادت اس طرح کر دی ہو کہ بغیر جنات کے مس کیے اور بغیر ان کے داخل ہوئے وہ اس قسم کی حرکت نہ کر سکے جیسا کہ اسباب و مسببات میں یہی عادت الہی جاری ہے کہ جب تک اسباب کا وجود نہیں ہوتا اس پر مسببات کا ترتیب نہیں ہوتا پس یہی حال اس کی حرکات کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ عادت جاری کی ہے کہ جب تک کسی جن کا مس نہیں ہوگا اس سے اس قسم کی حرکات صادر نہ ہوں گی پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ آسیب زدہ کی حرکات طبعی ہوتی ہیں اور جنات کا آنا یہ صرف سبب کے درجہ میں ہے جنات اس کی حرکات کا سبب نہیں ہیں۔ اور یہی حال

آسیب زدہ کے کلام کا ہے کہ اس کی گفتگو عجیب و غریب انداز کی وہ بھی طبعی ہے۔ جنات کا مس کرنا اس کا سبب ہے اور مقتضاً طبع منجانب اللہ ہی طے ہے کہ جب تک جنات کا مس نہ ہوگا اس وقت تک اس قسم کے اقوال و گفتگو پیدا نہ ہوں گے اور اکثر لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ اس کی گفتگو نہیں ہوتی بلکہ جنات کی گفتگو ہوتی ہے اور اس بات کی کوئی قطعی یقینی دلیل نہیں ہے کہ وہ جنات کا کلام ہوتا ہے اور جتنا ہی آسیب زدہ کی زبان پر بولتے ہیں ایسا نہیں ہے بلکہ وہ اسی آسیب زدہ کی گفتگو ہوتی ہے جنات کی طرف اس کو منسوب کرنا یہ صرف مجازی ہے یعنی وہ اس کے اس طرح بولنے کا سبب بنتے ہیں اس لئے لوگوں نے انہی کی طرف منسوب کرنا شروع کر دیا حالانکہ وہ آسیب زدہ کا کلام ہوتا ہے اور جنات کے اس کے اندر داخل ہونے سے اور مس کرنے سے یہ کلام پیدا ہوتا ہے حقیقی متکلم وہ آسیب زدہ ہی ہے اور سب جانتے ہیں کہ متکلم وہی ہے جس کے ساتھ فعل کلام قائم ہونے کہ وہ جس کی وجہ سے کلام کیا گیا ہو اور انسان کا کلام کبھی اختیاری ہوتا ہے اور کبھی اضطراری پس حالت آسیب زدگی کا کلام اضطراری ہوگا حقیقی متکلم انسان ہی ہوگا نہ کہ جنات۔

امام احمد بن حنبل کا جو قول پیچھے گذر چکا ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جتنا ہی آسیب زدہ کی زبان پر کلام کرتے ہیں اس قول کی بھی یہی تاویل ہے جو ابھی ملکر ہوئی۔

۵۳ واں باب

آسیب زدہ کے علاج سے متعلق ایک سوال ؟
علامہ ابن تیمیہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص طویل مدت تک جنات

کے زخم میں پھنسا رہا وہ بار بار اس کو پریشان کرتے تھے اور کتنی ہی مرتبہ وہ مرنے سے بچا ہے جب وہ شخص جنات کی شرارت سے عاجز آ گیا تو اس نے دربارِ خداوندی میں گریہ و زاری کی اور ان سے نجات کی دعا کرنے لگا اور ان کی روک تھام میں مشغول ہو گیا اور اس کا یہ حال تھا کہ وہ جنات اس کو سوتے جاگتے ہر حال میں اس کو دکھاتی دیتے تھے اور اس سے باتیں کرتے تھے ایک مرتبہ انہوں نے کہا کہ تیری دعا کی وجہ سے گذشتہ رات ہمارے فلاں فلاں اشخاص مر گئے اور فلاں فلاں مریض ہو گئے اور قاہرہ میں ایک شخص تھا جس کا جنات سے تعلق تھا اور اس کو ان پر قدرت و غلبہ حاصل تھا اس سے بھی لوگوں نے اس دعا کرنے والے کے بارے میں دریافت کیا اس نے بتلایا کہ اس کی دعا سے چھ جنات مر چکے ہیں اور بہت سے بیمار ہیں اور اس دعا کرنے والے کو بھی معلوم ہو گیا کہ میری دعا کی قبولیت کے نتیجے میں اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا ہے اور میری لکھت فرمائی ہے اور اس کی تائید بھی ہو گئی جیسا کہ اس نے خبر دی تھی اس کے بعد جنات نے اس سے مصالحت کرنی چاہی اور اس سے معذرت کرنے لگے اب اس میں یہ سوال ہے کہ جنات کے ہلاک ہونے کے باوجود بھی اس کو دعا کرنی جائز ہے یا نہیں اور یہ دعا کرنے والا آدمی کیا گنہگار ہو گا یا نہیں چونکہ بعض مرتبہ مسلم جنات بھی ہوتے ہیں۔ اور اس طرح کی لڑائی شروع ہے یا نہیں اور حدیثِ شریف میں اس کا ثبوت ہے یا نہیں اور کیا شرعی طور پر اس طرح کی حالت پیش آ سکتی ہے یا نہیں جیسا کہ اس صاحبِ معاملہ نے ذکر کیا اور دوسرے حضرات نے اس کی تائید کی یا کٹھن ہے جیسا کہ فلاسفہ کہتے ہیں اور جنات کو مغلوب کرنے کے لئے نجومیوں سے اور دیگر حضرات سے تعویذ اور فیتلے وغیرہ جلانے کے لئے لے سکتے ہیں یا نہیں چونکہ عموماً عاملین حضرات اچھی طرح سے جنات کے علاج سے واقف ہوتے ہیں اور آسیب زدہ اور اس کے اولیاء اس قسم کے علاج

سے شفاء طلب کرتے ہیں اور اگر یہ طریقہ کفر ہے تو اس کی ذمہ داری اس شخص پر عائد ہوتی ہے جو علاج کرتا ہے اور اپنے ذہن کے عوض دنیا خریدتا ہے پس یہ طریقہ علاج جائز ہے یا نہیں اس قسم کے اور بہت سے سوالات تھے مگر باب سے متعلق یہی سوال تھے اس لئے مؤلف نے انہیں پر اکتفا کیا ہے۔

خلاصہ جواب جنات کے ظلم کو دفع کرنے کے لئے دعا کرنی جائز ہے بلکہ مستحب ہے اور کبھی مظلوم سے ظلم دفع کرنا واجب ہوتا ہے اور اس کی نصرت ضروری ہوتی ہے چونکہ حد امکان تک مظلوم کا تعاون کرنا مامور بہ ہے اور جب دعا کرنے کی وجہ سے آسیب زدہ شفا یاب ہو گیا اور جنات اوامر و نواہی کے پابند ہو گئے تو مقصد حاصل ہو گیا اگرچہ اس کے حاصل ہونے میں کچھ جنات مرعین ہو گئے اور کچھ مر گئے تو خود انہوں نے ہی اپنے اوپر ظلم کیا ہے علاج کرنے والے پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے بشرطیکہ اس نے جنات پر تعدی نہ کی ہو جیسا کہ اکثر تعویذ کنندہ کرنے والے کر دیتے ہیں کہ بعض مرتبہ جنات کے ذریعہ کسی کو ناحق مر وادیتے ہیں اور بعض مرتبہ بلا ضرورت جنات کو بند کر دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جنات بھی ان کا مقابلہ کرتے ہیں پس موقع پا کر وہ بعض مرتبہ اس عامل کو ہی مار دیتے ہیں اور یا اس کو مرض میں مبتلا کر دیتے ہیں اور کبھی اس کے اہل و عیال کو نقصان پہنچا دیتے ہیں اگر صورت ظلم کی پیدا ہو جائے تو عامل سے بھی مواخذہ ہو گا ہاں جو عامل علاج کرنے میں انصاف پسند کام لے ظلم نہ کرے اللہ و رسول کے فرمان کے موافق علاج کرے وہ ظالم شمار نہ ہو گا بلکہ مطیع کہلائے گا کہ اس نے مظلوم و مصیبت زدہ کی امداد کی اور شرعی طریقے پر پریشان حال کی پریشانی دور کی اور اس نے نہ خدا کے ساتھ شرک کیا اور نہ اس کی مخلوق کو بتایا اس قسم کے عامل کو جنات نقصان نہیں پہنچا سکتے یا تو اس کی وجہ سے کہ وہ جان لیتے ہیں کہ یہ

یہ شخص دیندار ہے اور یا ان کو قدرتی طور پر تکلیف دہی کی ہمت نہیں ہوتی مزید یہ کہ کوئی کوشش جن ہو تو وہ ایسے عامل کو بھی نقصان پہنچا دیتا ہے مگر ایسا کبھی ہوتا ہے اس کے شر سے بچنے کے لئے معوذتین پڑھے دعا کرے درود شریف پڑھے اور اپنے ایمان میں قوت ہونے کے اسباب اختیار کرے گناہوں سے بچے کہ گناہوں کی وجہ ہی سے جنات غالب آتے ہیں۔ یہ ایک قسم کا جہاد ہوگا اس کو چاہیے کہ اپنے گناہوں کی وجہ سے اپنے دشمن کو غالب نہ کرے اور اگر اب بھی صورت حال قبضہ قدرت سے باہر ہو دے تو اپنی ہمت کے موافق عمل کرتا رہے مافوق القدرت کا انسان مکلف نہیں ہے جنات و شیاطین کے شر کو دفع کرنے کے لئے سب سے بہترین چیز آیت الکرسی ہے۔ بے شمار لوگوں نے اس کا تجربہ کیا ہے آیت الکرسی میں شیاطین کے اثرات کو دفع کرنے کی اور آسیب زدہ کی پریشانی دور کرنے کی اور جن لوگوں کی شیاطین شرارت کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ ان کے شر کو دفع کرنے کی عجیب و غریب تاثیر ہے بشرطیکہ صدق دل سے اس کو پڑھا جائے اور اس طرح اگر کوئی شخص ناحق قتل کرنے کے لئے حملہ کرنے اس کے حملہ کو بے اثر کرنے کا بھی عجیب تاثیر ہے چاہے یہ حملہ آور مسلمان ہو یا کافر چونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص اپنے جان و مال کو بچانے میں مارا گیا وہ شہید ہے پس جبکہ اپنے مال کو بچانے میں ظالم مرجائے کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ درست ہے تو اپنی عقل و جسم کو بچانے کے لئے جنات و شیاطین کو مارنے میں بدرجہ اولیٰ کوئی حرج نہ ہوگا اس لئے کہ شیطان آسیب زدہ کی عقل کو خراب کر دیتا ہے اور اس کے بدن میں حرکت کرتا ہے اور بعض مرتبہ اس کے ساتھ گندی حرکت بھی کرتا ہے اسی طرح اگر کوئی انسان کسی دوسرے انسان سے یہ حرکت کنا چاہے اور بغیر قتل کیے اس کا دفع کرنا ممکن نہ ہو تو

اس کو قتل کرنا بھی جائز ہے اور جنات کا مصالحت کرنا اور معذرت کرنا اور اس کو قبول کرنا فرض کفایہ ہے بشرطیکہ وہ قادر ہو اور اگر قادر نہ ہو یا اس سے زیادہ ضروری شئی فوت ہوتی ہو تو ایسے وقت میں مصالحت کرنا ضروری نہیں ہے اور سائل کا یہ سوال کہ جنات کے دفع کرنے کے لئے علاج وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں تو واضح رہے کہ یہ عمل سب سے افضل ہے۔ انبیاء و صالحین کے اعمال میں سے ہے اس لئے کہ ہمیشہ سے انبیاء اور صالحین نے شیاطین کو انسانوں سے دفع کیا ہے اور اللہ و رسول کے حکم کے موافق جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کیا کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اور اگر تسلیم کر لیا جائے ایسا نہیں ہوا ہے کیونکہ شیاطین انبیاء کے سامنے کچھ نہیں کر سکتے اور انبیاء سے اس قسم کی باتیں منقول نہیں ہیں پھر بھی ہم پر اللہ و رسول کے حکم کے موافق مظلوم کی امداد کرنا واجب ہے کیونکہ اس میں مسلمان کا نفع ہے حدیث شریف میں قصہ ہے کہ آپ نے سورۃ فاتحہ رقیہ فرمایا تھا اور اس پر انعام لینے کی اجازت دی تھی نیز جنات کو دفع کرنا ایسا ہے جیسا کہ کسی انسان سے کافر و فاجر انسان کو دفع کر دیا جائے جس طرح یہ جائز ہے اسی طرح وہ بھی جائز ہے اور بعض مرتبہ آسیب زدہ کو ٹھیک کرنے کے لئے پٹائی کی ضرورت پڑتی ہے پس اس کی پٹائی کی جاتی ہے بہت زیادہ اور وہ پٹائی جنات پر واقع ہوتی ہے آسیب زدہ کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا بلکہ آسیب زدہ ٹھیک ہو جانے کے بعد بتلا دیتا ہے کہ مجھے تو اس کا احساس بھی نہیں ہوا اور نہ ہی اس کے بدن پر کوئی اثر ہوتا ہے اور بعض مرتبہ آسیب زدہ کے پیروں پر تین سو چار سو ڈنڈے مارے گئے ہیں اور اس قدر زور سے مارے گئے ہیں کہ اگر وہ کسی انسان کو مارے جلتے تو وہ مرجاتا مگر وہ تو حقیقت میں جنات پر پڑتے ہیں اور جنات ہی چمکتے ہیں چلاتے ہیں اور بھی دیگر قسم

کے امور حاضرین کو دیکھنے میں آتے ہیں وہ سب جنات ہی کی طرف سے ہوتے ہیں الفرض آسیب زدہ کو جو مارا جاتا ہے وہ درحقیقت جنات ہی پر پٹائی واقع ہوتی ہے اور صیغ و پکار اسی کی ہوتی ہے نہ کہ انسان کی۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے کہ ہم نے بہت سی بار اس کا تجربہ کیا ہے اور بہت سے حاضرین نے اس کا مشاہدہ کیا ہے خوف تطویل کی وجہ سے اس کو ترک کیا جاتا ہے اس قول کا بھی مطلب یہی ہے کہ آسیب زدہ کی پٹائی درحقیقت جنات ہی کی پٹائی ہوتی ہے اور جو چیخ و پکار اس سے ظاہر ہوتی ہے وہ بھی جنات ہی کی ہوتی ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے فرمایا کہ جنات کو مغلوب کرنے کے لئے ایسے کلمات کہنا اور لکھنا کہ جن کے معنی معلوم نہ ہوں ہرگز جائز نہیں ہے کیونکہ اگر ان میں شرک ہے تو وہ حرام ہیں اور مومنوں کو مسترد والے جو پڑھتے ہیں ان میں شرک ہوتا ہے اور وہ کبھی ایسار تے ہیں کہ اس کے ساتھ کچھ قرآنی آیتیں ملا لیتے ہیں اور پڑھتے وقت آیات کو زور سے پڑھتے ہیں اور شرکیہ کلمات کو آہستہ اللہ اور رسول نے جو چیزیں شروع کیں ہیں وہ کفر و شرک سے مستغنی کرنے والی ہیں اور ان میں کافی شفا بھی ہے۔ اس لئے اعمال شرکیہ سے آسیب زدہ کا علاج کرنا ہرگز ممکن نہیں ہے اور علماء کا تداوی بالمرم میں اگر کچھ اختلاف ہے مگر کفر و شرک سے تداوی کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے چونکہ یہ ہر حال میں حرام ہیں اور یہ اس شخص کے حکم کے مانند بھی نہیں ہے کہ جو حالت اکراہ میں کلمہ کفر زبان سے بول دے کیونکہ یہ کلمہ بالکفر مع الاکراہ اسی وقت جائز ہے جب کہ دل ایمان سے بدستور مغموم ہے اور مستر کرنے والے اگر کفر و شرک صرف زبانی کریں تو شیاطین ان کے مستر میں ہرگز اثر پیدا نہیں کر سکتے کیونکہ شیاطین کو جب معلوم ہو جاتا ہے کہ

اس کے دل میں منتر کی کوئی اہمیت نہیں تو وہ اس کی موافقت نہیں کرتے پھر دوسری بات یہ ہے کہ اگر وہ تو لگا کفر کہنے پر مجبور ہے اور آسیب زدہ کا علاج کرنا کفر و شرک سے ضروری نہیں ہے دوسرے سے اول یہ کہ کبھی منتر اثر بھی نہیں کرتا اور دفع جنات کا جوں جوں علاج کیا جاتا ہے ان کا اثر مزید بڑھتا رہتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حق کے اندر بھی یہ تاثیر ہے کہ اس سے اس کا علاج کیا جاسکے جیسا کہ ابھی گذرا ہے کہ آیت الکرسی آسیب زدہ کے علاج کے لئے نہایت مجرب ہے۔ اور اس باب میں تین قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں اول وہ کہ جو جنات کے انسان میں داخل ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ دوسرے وہ جو ان کے دفع کے لئے ناجائز منتر استعمال کرتے ہیں۔ پس اول درجہ کے لوگ ایک وجود کے منکر ہوئے اور دوسرے درجہ کے لوگ معبود پروردگار کے منکر ہوئے کیونکہ جنات کا انسان میں داخل ہونا یہ ایک امر واقعی بدیہی ہے اور ان کے دفع کا علاج ناجائز منتروں سے کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ منتروں میں عموماً شرک و کفر وغیرہ ہوتا ہے اور تیسرے درجہ کے لوگ جو دیندار ہیں وہ حق موجود کے معتر ہیں اللہ و رسول کے اقوال کو مانتے ہیں اور اسما و الہیہ کی تاثیر کو مانتے ہیں اور انہیں کے ذریعے جنات و شیاطین کو دفع کرتے ہیں ان کا مذہب یہ کہ جنات انسان کے جسم میں داخل ہوتے ہیں اور یہ اس کا علاج آیات قرآنی اور ارشادات رسول یزدانی سے کرتے ہیں۔ انتہی جواب

ازمؤلف

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جنات کا پٹائی کے ذریعے دفع کرنا مشروع ہے میں اس کا ثبوت ملتا ہے۔ مسند احمد میں حضرت اُمّ ابان کی حدیث ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ میرے دادا اپنے ایک بیٹے کو جو پاگل ہو گیا تھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر گئے اور کہا کہ یا رسول اللہ میں دعا کرانے کے واسطے اس کو لایا ہوں آپ نے فرمایا کہ اس کو یہاں لا اس وقت آپ سفر میں تھے میں نے اس بچہ کو صاف ستھرے کپڑے پہنائے اور آپ کے پاس لے جا کر آپ کے قریب کر دیا آپ نے اس کو پکڑ کر بارنا شروع کیا یہاں تک کہ آپ کے مونڈھے کھل گئے اور مجھ کو آپ کے بغل نظر آنے لگے آپ اس کو مار رہے تھے اور فرما رہے تھے نکل خدا کے دشمن پس وہ صبح ہو گیا اس کے بعد آپ نے اس کو اپنے سامنے بٹھلایا اور اس کے لئے پانی منگایا اور اس کے چہرے پر پانی ملا اور اس کے لئے دعا فرمائی آپ کی دعا کی وجہ سے ہم اپنے خاندان میں اس کو سب سے افضل جانتے تھے اس حدیث شریفہ میں جنات کی پٹائی ثابت ہے یہ جب ہے جب کہ ضرورت داعی ہو ضرب کی بلا ضرورت نہ مارا جائے جیسا کہ اسامہ بن زید کی حدیث میں ہے کہ جس وقت ہم آپ کے ساتھ حج کے لئے جا رہے تھے آپ نے بطنِ روحاء میں قیام فرمایا ایک عورت اپنے بچہ کو پیٹے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سلام کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ جب سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے اسی وقت سے اس کو جنون ہے ایک ساعت کے لئے بھی افاقہ نہیں ہوا اس وقت آپ سواری پر سوار تھے آپ نے اپنی سواری روک لی اور اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس کو مجھے دے اس عورت نے وہ بچہ آپ کے ہاتھوں میں دیدیا آپ نے اس کو اپنے سامنے کجاوہ پر بٹھلایا اور اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور فرمایا کہ نکل خدا کے دشمن میں اللہ کا نبی ہوں پھر وہ بچہ اس عورت کو دیکر فرمایا کہ جاؤ اب انشاء اللہ کوئی ناگوار بات پیش نہ آئے گی۔

مسند دارمی میں حضرت جابر سے اس طرح کی روایت منقول ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب مقصد آسان طریقہ سے حاصل ہو جائے تو مشکل طریقہ اختیار

کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور بوقت ضرورت مشکل سے مشکل طریقہ بھی اپنایا جاسکتا ہے۔ حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں ایک بن ظاہر ہوا کرتا تھا آپہن نے اس کو مار دیا تھا۔ اور حضرت مہابد کی حدیث ہے کہ جب بھی میں نماز کے لئے کھڑا ہوتا تو شیطان حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی صورت میں میرے سامنے آتا میں نے ایک روز اپنے پاس چھری رکھ لی جب وہ آیا اس کے پیٹ میں گھسا دی پس وہ بھاگا اور مجھے اس کے گرنے کی آواز آئی اس کے بعد پھر میں نے اس کو نہیں دیکھا نیز حضور کے سامنے بھی شیطان آیا تھا آپ نے اس کو پکڑ کر باندھنا چلا تھا مگر پھر رہا کر دیا تھا جیسا کہ گذر چکے ہیں ان سب احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت ظالم جنات و شیاطین کا ملنا بھی جائز ہے اور قتل کرنا بھی جائز ہے۔

قاضی ابوالحسنین نے نقل کیا ہے کہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے متوکل بادشاہ کا ایک قاصد آیا اور اس نے کہا کہ بادشاہ نے کہا ہے کہ ان کی ایک باندی کو جلاؤں ہے اس کی صحت کی آپ دعا فرمادیں انہوں نے یہ سن کر اپنے وضو کرتے وقت کے لکڑی کے سلیمپر نکال کر دیئے اور اس سے کہا کہ بادشاہ کے گھر جا کر اس باندی کے سر ہانے بیٹھ کر یوں کہنا کہ اے جن احمد بن حنبل نے کہا ہے کہ یا تو اس باندی کے اندر سے صبح سلامت باہر آجا ورنہ اسی سلیمپر سے ستر مرتبہ تجھ کو ماروں گا جو تجھے پسند ہو اسی کو اختیار کرے اس نے جا کر ایسا ہی کہا جیسا کہ امام احمد نے اس کو حکم فرمایا تھا پس وہ شیطان اس لڑکی کی زبان پر بولا کہ میں اطاعت کرتا ہوں اور ان کا حکم ماننا ہوں اگر احمد بن حنبل یوں حکم کریں کہ ہم عراق کو بھی چھوڑ دیں تو ہم ان کے حکم سے عراق میں رہنا چھوڑ دیں گے کیونکہ وہ اللہ کا مطیع بندہ ہے اور جو خدا کی اطاعت کرتا ہے ہر چیز اس کی اطاعت کرتی ہے یہ کہہ کر وہ کمرشس جن چلا گیا اور وہ باندی صبح ہو گئی اس کے سچے بھی ہوا جب

امام احمد کا انتقال ہو گیا وہ جن پھر لوٹ آیا پھر متوکل نے ابو بکر دوزی کے پاس اپنا قاصد روانہ کیا اور اس کو صورتِ حال سے آگاہ کیا ابو بکر دوزی نے وہ جوتا لیا اور اس بانڈی کے پاس لٹے اس جن نے کہا کہ اب میں اس کے اندر سے نہیں نکل سکتا اور نہ آپ کی اطاعت کر سکتا ہوں اور میں آپ کو احمد بن حنبل کی طرح نہیں مانتا وہ تو اللہ کا مطیع بندہ تھا اس کی اطاعت کا ہم کو حکم دیا گیا تھا۔

۵۲ وال باب

جنات کا انسان سے تمسخر کرنا۔

ابو بکر محمد نے عمرو بن القیثم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے دادا مرقوع کے لئے روانہ ہوئے جب اس سے چار فرسخ کے فاصلہ پر رہ گئے تو دیکھا کہ ایک بستی کے چشمتے کے پاس کچھ لوگ کھیل رہے ہیں پس میں بھی ان کو دیکھنے کے لئے کھڑا ہو گیا ان میں سے ایک شخص آیا اور دوسرے پر گر پڑا پھر ایک اور آیا وہ بھی ان پر گر پڑا جب میں نے یہ منظر دیکھا تو میں نے اپنا گھوڑا ان پر دوڑایا وہ ہنسنے لگے اور اس قدر ہنسنے کہ ایک دوسرے پر گر رہے تھے پھر میں نے اپنا گھوڑا آگے بھگا دیا میں جس درخت کے پاس سے گذرنا وہیں سے ہنسنے کی آواز آتی۔

ان کی ایک حکایت اور ہے کہ دو شخص سفر کے لئے نکلے راستہ میں ایک عورت ملی اس نے کہا کہ مجھ کو بھی اپنی سولہی پر بٹھالو ان کے ساتھی نے اس کو پیچھے بٹھالیا اس نے اپنا منہ کھولا اس میں سے بھٹی کی طرح آگ کے شعلے نکلنے شروع ہو

نے ایک جگہ کا نام ہے

گئے میں اس پر ناراض ہوا اس نے چیخ ماری اور کہا کہ کوئی بات نہیں ہے میرے ساتھ
 نے کہا کہ اس پریشان عورت کو کیوں پریشان کر رہے ہو تھوڑی دیر چلنے کے بعد
 پھر اس نے ایسا ہی کیا میں اس پر پھر ناراض ہوا اس نے اس طرح تین مرتبہ کیا میں
 خاموشی کے ساتھ نیچے اتر گیا میرے ساتھ ساتھ وہ بھی اتر گئی اور اس نے کہا کہ
 تیرا ناکس ہو تیرا دل کس قدر سخت ہے اب سے پہلے جس کے سامنے میں نے ایسا
 کیا تھا اس کا کلیجہ پھٹ گیا تھا۔

عبدالرحمن ان فرماتے ہیں کہ میرے چچا نے سنا یا کہ ایک شخص حضور
 میں باہر آیا اور وہ بھوت سے ڈر گیا جب اسے اندیشہ ہوا کہ یہ تو میرے قریب ہی آگئے
 تو وہ کنویں میں کود پڑا اس بھوت نے اس کے اوپر پیشاب کر دیا جب وہ کنویں
 سے نکلا تو اس کے تمام بال گر گئے۔

۵۵ وال باب

طاعون جنات کے نیزہ چھونے کا اثر ہے

امام احمد ابن حنبل نے اپنی مسند میں روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت طعن و طاعون سے ہلاک ہوگی ا طعن کے معنی نیزہ
 کے آتے ہیں (صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ طاعون کیا ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ
 تمہارے بھائی جنات کا نیزہ چھونا اور ہر ایک میں شہادت کا ثواب ملتا ہے۔

ابن ابی الدنیا کی روایت ہے کہ تمہارے دشمن جنات کا نیزہ چھونا ہے
 ان دونوں لفظوں میں کوئی تضاد نہیں ہے اخوت سے اخوت فی الدین مراد ہے اور
 اس میں اور عداوت میں تضاد نہیں اس لئے کہ جنات کا ایسا ن سے عداوت رکھنا

یہ طبعی ہے اگرچہ وہ مومن ہی جنات کیوں نہ ہوں عداوت ان کے اندر موجود ہے۔
 محمد الدین ابن اثیر نے فرمایا کہ غیر نافذ نیزہ کو طعن کہتے ہیں اور اسی کے مترادف
 اور چند الفاظ ہیں۔ رکض، حمز، نفث، نفع اور خز یہ سب قریب المعنی ہیں۔
 جو برکانے فرمایا کہ رکض کے معنی پیر کو حرکت دینے کے آئے ہیں جیسا کہ قرآن
 میں ہے "ارکض بر جہک هذا مفتسل بارد و شراب" اور حدیث مستحاضہ
 میں ہے کہ استحاضہ شیطان کا دھکا ہے۔ حمز نفع کے مشابہ ہے نفع کے معنی
 پھونکنا حمز کے معنی تھکا کرنا نفث کے معنی بھی یہی ہیں۔ و خز کے معنی نیزہ
 جھوننا۔ ز مخشری نے فرمایا کہ اہل عرب طاعون کو جنات کے نیزے کہتے ہیں جیسا
 کہ ازدی نے حارت ملک عنانی کے بارے میں کہا۔

لعمرك ما خشيت علي ابله رماح بنى مقيدة الحمصار

ولكني خشيت علي ابله رماح الجمن او اياك حار

ترجمہ :- تیرا عمر کی قسم مجھ کو اپنے باپ کے اوپر گدھوں پر سواری کرنے والوں
 کے نیزوں کا اندیشہ نہیں ہے لیکن شیطان کے نیزے سے (مراد طاعون ہے)
 اور تیرا اندیشہ ہے اے حارث۔ اس شعر میں رماح الجمن سے مراد طاعون
 ہے۔

۵۶ وال باب

استحاضہ شیطان کے دھکوں میں ایک
 دھکا ہے

ابوداؤد، ترمذی اور امام احمد نے روایت کیا کہ حضرت حمزہ بنت جحش

رض اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ کو بہت ہی کثیر مقدار میں استحاضہ آتا تھا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی بعد عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو بہت زیادہ استحاضہ آتا ہے یہاں تک کہ مجھ کو نماز روزہ سے عاجز بنا دیا ہے اس میں آپ کی کیا رائے ہے آپ نے فرمایا کہ گرسف استعمال کیا کرو۔ اس سے خون بند ہو جائے گا میں نے کہا کہ اس سے کام نہ چلے گا آپ نے فرمایا کہ پھر کپڑے کی گدی استعمال کر لیا کر میں نے کہا کہ اس سے بھی کام نہ چلے گا آپ نے فرمایا کہ لگام نہا کپڑا استعمال کیا کرو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ پر نالہ کی طرح ہر وقت خون آتا رہتا ہے مراد کثرت ہے اس کے بعد آپ نے ان کو ایک خاص ترکیب ہدایت فرمائی اور اس کے بعد فرمایا کہ استحاضہ شیطان کے دھکوں میں سے ایک دھکا ہوتا ہے۔

بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ آپ نے استحاضہ کے بارے میں فرمایا کہ یہ ایک رگ ہے جس سے خون جاری ہوتا ہے ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح سراپت کرتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے پس جب شیطان اس رگ میں دھکا لگاتا ہے تو اس سے خون جاری ہو جاتا ہے اور یہ تصرف شیطان ہی کی طرف منسوب ہوتا ہے خصوصیت کے ساتھ اور شیطان بمقابلہ تمام رگوں کے اس خاص رگ میں زیادہ تصرف کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ جادوگر شیطان کے تعاون سے عورت کو کمزور کرنے میں تصرف کرتے ہیں حتیٰ کہ اس کی شرمگاہ سے خون جاری ہو جاتا ہے اور وہ

اے کپڑے کا وہ ٹکڑا جس کو عورت بتی بنا کر حیض کے دنوں میں اپنی شرمگاہ میں داخل کر لیتی ہے۔

ہلاکت کے قریب پہنچ جاتی ہے اور اس تصرف کا نام جادو گروں کی اصطلاح میں
 باب نزیف ہے جادو گر اس میں شیطان کے دھکے کے تعاون سے تصرف کرتے
 ہیں اور اس میں خون بہنے لگتا ہے پس حضور علیہ السلام کا بعض کلام بعض کھڑ
 تصدیق کرتا ہے اور آپ کے فرمان میں شفا ہے اور ہر چیز سے حفاظت ہے
 یہی توجیہ حضور کے اس ارشاد کی ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ طاعون شیطان کا
 نیزہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ یہ ایک رسولی ہوتی ہے جس کو گلی بھی
 کہتے ہیں اونٹ کی رسولی کی طرح پیٹ کے اندر نکلتی ہے ان دونوں روایتوں میں
 یہ توجیہ ہے کہ شیطان نیزہ چھبوتا ہے تو اس کی وجہ سے گلی نکل جاتی ہے
 تو شیطان کا نیزہ چھبونا اس گلی کے نکلنے کا سبب بن جاتا ہے :

۵۷۷ واں باب

جنات کی نظر بد کا انسان کو لگنا

نظر بد ہوتی ہیں انسان کی جنات کی حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں ایک بچی کو دیکھا کہ اس کا چہرہ سرخی مائل سیاہی کا
 آپ نے فرمایا کہ اس کو کچھ پڑھ کر دم کر دو اس کو نظر لگ گئی ہے اس روایت
 میں ایک لفظ آیا ہے "سفعة" اس کے معنی عربی میں جنات کی نظر بد کے آتے
 ہیں جیسا کہ حسین ابن مسعود فرماتے ہیں عرب والے کہتے ہیں کہ فلاں کو جنات
 کی نظر بد لگی ہے جو نیزہ سے بھی زیادہ تیز ہے۔ صولی فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے

سے یعنی گزور کرنے کا طریقہ

ازلقہ جب کسی کو نظر لگ جائے۔

ابو عثمان فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عبیدہ کو کہتے ہوئے سنا ہے وہ کہہ رہے تھے کہ عرب والے جن کو نظر لگ جائے معین کہتے ہیں اور جن نظر بد والے کا علم نہ ہو اور اس کو نظر لگ جائے تو جن کو نظر لگتی ہے اس کو معیون کہتے ہیں۔ یاشی فرماتے ہیں کہ دونوں کو معین و معیون کہتے ہیں کوئی تفصیل نہیں ہے۔ جنات کی بھی نظر بد ہوتی ہے جیسا کہ ابھی گذرا ہے اس کی دلیل یہ شعر بھی ہے۔

وقد عالجمہ بالتمائم والرقی وصبو علیہ الماء من الم الکس

وقالوا صابۃ من الجن اعیضہ ولو علموا وہ من اعین الانس

ترجمہ ۱۔ انہوں نے اس کا علاج کیا تو یذگنڈوں سے اور مرض کے لوٹ آنے کی وجہ سے اس پر پانی بہایا اور کہا کہ اس کو جنات کی نظر بد لگ گئی اگر ان کو خبر ہوتی تو انسان کی نظر بد کا علاج کرتے۔

مسند احمد میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نظر لگنا حق ہے اس میں شیاطین کا دخل ہوتا ہے۔

۵۸ وال باب

عمار ابن یاسر کا جن سے قتال کرنا

عمار ابن یاسر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جن وانس سے قتال کیا ان سے پوچھا گیا کہ جن وانس سے کس طرح قتال کیا انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے ہم نے ایک جگہ ٹراؤ

کیا میں اپنا ڈول اور مشکیزہ لئے پانی لینے کے لئے چلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے پاس ایک شخص آئے گا اور وہ تجھ کو پانی بھرنے سے منع کرے گا پس جب میں کنویں کے پاس گیا تو ایک سیاہ نام شخص آیا گویا کہ وہ کسی ہے اس نے کہا کہ خدا کی قسم آج تو ایک ڈول بھی نہیں بھر سکتا اور مجھ کو پکڑ لیا میں نے بھی اس کو پکڑ لیا اور میں نے اس کو زیر کر دیا پھر ایک پتھر لے کر اس کا چہرہ اور ناک توڑ ڈالی اور اپنا مشکیزہ بھر کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے دریافت فرمایا پانی کے پاس کوئی آیا تھا میں نے کہا کہ ہاں اور پورا قصہ سنا دیا آپ نے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ وہ کون تھا میں نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا وہ شیطان تھا حضرت علی ابن ابی طالب سے ابو نعیم نے اس روایت کو نقل کیا ہے وہ بھی بعینہ یہی قصہ ہے اس میں اتنا اضافہ ہے کہ حضرت عمارؓ نے فرمایا کہ میں نے اس کو ناک کاٹنے کا قصد کیا تھا اگر اس کی ناک بد بودار نہ ہوتی۔

۵۹ واں باب

سرکش شیاطین کا رمضان شریف میں مقید کر

دیا جانا

ترندی اور ابن ماجہ میں ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ جب رمضان شریف کی پہلی رات ہوتی ہے تو سرکش جنات و شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ اور آواز دی جاتی ہے کہ خیر کے طالب آگے بڑھو اور شر کے طالب

رک جا اور اللہ تعالیٰ ہر رات رمضان شریف میں کچھ لوگوں کو آزاد کرتے ہیں مسلم شریف
 میں روایت ہے کہ جب رمضان شریف کا مہینہ آتا ہے جنت کے دروازے کھول
 دیئے جلتے ہیں اور جہنم کے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیئے جاتے
 ہیں۔ عبداللہ ابن احمد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے اس حدیث کے
 بارے میں دریافت کیا آپ نے جواب دیا کہ ان شیاطین قید کر دیئے جلتے ہیں
 میں نے پھر کہا کہ و سا کس کیوں پیدا ہوتے ہیں انہوں نے کہا کہ حدیث شریف
 میں ایسا ہی ہے اسی حدیث میں تصفید کا لفظ مذکور ہے تصفید کے معنی زنجیریں
 باندھنے کے آئے ہیں۔

۶۰ واں باب

ہرن جنات کے چوپایہ بیٹھ

بلال ابن حمید فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں بیٹھے ہوئے کہہ رہے تھے کہ
 ہرن جنات کے چوپایہ ہیں پس ایک لڑکا آیا اس کے ہاتھ میں تیرکمان تھے اور
 وہ ایک درخت کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا اس کے سامنے سے ہرن کا ایک ریوڑ
 آ رہا تھا اس نے ہرن پر تیر چلانا چاہا پس اچانک عیب سے آواز آئی اور آواز
 دینے والا دکھائی نہیں دیا یہ شعر کہے۔

ان غلام عبد الیدینہ : یسعی بلب اور بلعزینہ

متخذ الارطاة ختیضہ : یقتل التیر مع العنزینہ

بے شک بنیل کا غلام کوشش کر رہا ہے تربتہ جمع شدہ مال کا ارطاة کے

درخت کی آڑ لٹے ہوئے ہے ہرنی اور ہرن کا شکار کرنا چاہتا ہے۔ جب

جب اس ریورٹ نے یہ کلام سنا سنتے ہی منتشر ہو گیا اور بھاگ گیا۔ نعمان ابن سہل فرماتے ہیں کہ عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی شخص کو جنگل کی طرف بھیجا اس نے ایک ہرنی پڑی ہوئی دیکھی اس کو بھگایا اور پکڑ لیا پس ایک جن نے کہا کہ اسے ٹوٹے ہوئے کمان والے اس ہرنی کو چھوڑ دے اس کے چھوٹے چھوٹے پتے پریشان ہوں گے کیونکہ ان کا باپ ایک گلو میں بھاگ گیا ہے اس کا بھلا نہ ہو۔ مالک ابن حریم والاتی زمانہ جاہلیت میں کچھ لوگوں کے ساتھ عکاظ کے لئے روانہ ہوئے انہوں نے ایک ہرن کا شکار کیا اور انہیں سخت پیاس لگی جب وہ ابیوہ پہنچے تو انہوں نے اس ہرن کا خون پیاشدت پیاس کی وجہ سے جب اس کا خون ختم ہو گیا اس کو ذبح کر لیا اور ایندھن کی تلاش میں نکل گئے اور مالک ابن حریم اپنے خیمہ میں چھپ گئے ان میں سے کسی نے سانپ کو بھگایا وہ سیدھا راستہ آکر مالک کو قیام گاہ میں داخل ہو گیا اور ان کی پناہ میں آ گیا اس کے پیچھے پیچھے وہ شخص بھی آ گیا اس نے کہا کہ مالک اٹھ جا تیرے پاس سانپ ہے جب مالک نے دیکھا کہ سانپ میری پناہ چاہ رہا ہے تو اس نے اس شخص کو کہا کہ قسم ہے تجھ کو اگر تو نے اس کو نہ چھوڑا وہ اس کو مارنے سے رک گیا اور سانپ واپس اپنے ٹھکانے پر چلا گیا اور مالک نے کہنا شروع کیا کہ مجھ کو حرم والے نے پڑوسی کی عزت و حفاظت کا حکم دیا ہے اگرچہ وہ میری حفاظت نہ کر سکے میں اس کی پریشانی کو دور کر دوں اور اس کے شر کو دفع کروں تاکہ وہ نجات پالے اس کے شر سے جس کی وجہ سے وہ سانپ پناہ چاہ رہا ہے۔ اور تم ہرگز پناہ چاہنے والے کو ہلاک کرنے کا ارادہ مت کرو جس کی ضامن اونچی زمین ہے جب تم میری حالت دیکھو گے تو تم کو حیرت ہو گی اور بغیر دیکھے صبر نہ آئے گا اس کے بعد ہم وہاں سے چل پڑے اور ہماری پیاس اور بڑھ گئی ہم کو کسی نے غیب سے ندا دی کہ اے لوگو آگے بھی پانی نہیں

ہے اپنی سواریوں کو مت تھکاؤ شام کی طرف بڑھو ایک ٹیلہ کے پیچھے پانی ملے گا جب
سیراب ہو جاؤ اپنی سواریوں کو پلاؤ اور اپنے مشکیزے بھر لو جب وہ شام گئے تو دیکھا
کہ ایک پانی کا چشمہ پہاڑ کی جڑ میں پڑ رہا ہے انہوں نے خود پانی پیا اپنی سواریوں
کو پلایا اور مشکیزے بھر لئے پھر عکاظ میں آئے جب وہاں سے واپس ہوئے تو پھر
اسی جگہ پہنچے وہاں پر کچھ نہ ملا اور کسی نے حیب سے ندا دی اسے مالک اللہ تمہ
کو میری جانب سے بھلائی دے یہ میری جانب سے تمہارے لئے دعا اور خوشی
ہے کسی کے ساتھ احسان کرنے میں کبھی سستی نہ کرنا جو شخص حق سلوک سے محروم
ہے وہ بد نصیب ہے جو شخص بھلائی کرتا ہے اس کا بدلہ معدوم نہیں ہوتا۔
جب تک وہ زندہ رہتا ہے اور طول زمان کی وجہ سے ناشکری کرنا مذموم ہے
میں وہی سائب ہوں جس کو آپ نے ہلاک ہونے سے نجات دلائی تھی میں
آپ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں بیشک شکر مقسوم ہے انہوں نے وہ چشمہ تلاش
کیا مگر نہیں ملا۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی عقیل کے ایک شخص نے
سنا یا کہ میں نے ایک روز ایک ہرن کا شکار کر لیا اور اپنے گھرا کر باندھ دیا جب
رات ہوئی تو میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ اے فلاں کے باپ تو نے
یتیموں کا اونٹ دیکھا ہے مجھ کو ایک بچہ نے بتلایا ہے کہ کوئی انسان اس کو
پکڑ کر لے گیا ہے خدا کی قسم اگر اس میں کوئی نقص پیدا ہو گیا تو اسی جیسے لوگ
گا جب میں نے یہ سنا تو اس ہرن کو چھوڑ دیا پس میں سن رہا تھا کہ وہ جن اس
کو بلارہا تھا اور وہ اس کی آواز ہی کی طرف جا رہا تھا اور اس کی آواز اونٹ کی طرح

نے ایک جگہ کا نام ہے

تھی۔ ابو بکر تمہی سے مروی ہے کہ کسی شخص نے ایک جنگلی چوہا پکڑ لیا اور اس کو پتھر کی ہانڈی کے نیچے رکھ دیا اور پانی پینے چلا گیا اچانک دو شخص ننگے نظر آئے ایک نے کہا ہائے مصیبت اگر اس کو ذبح کر لیا گیا ہو گا دوسرے نے کہا میرا ناس ہو اگر میں نہ بچ نہ کروں جب اس نے یہ بات سنی اس ہانڈی کو اٹھا دیا وہ چوہا چلا گیا۔

رقاد بن زیاد فرماتے ہیں کہ میں نے دن کے عزوب کے وقت ایک ہرنی پکڑ لی رات کو اپنے پاس رکھی غیب سے کسی نے ندا دی کہ اسے وادی کے سردار رات ہماری بکری پکڑ لی گئی اور وہ تمہارے پاس ہے جس نے ہمارے ریوڑ کو مختل کیا ہے اس نے ہمیں تکلیف دی ہے اس کے بھی وادی کے نیچے جانور ہیں جب میں نے یہ سنا تو اس کو چھوڑ دیا ہرن کے ریوڑ کو عربی میں فرق کہتے ہیں اور بکری کے ریوڑ کو قطع کہتے ہیں۔

۶۱ وال باب

انسان کا جنات کی پرستش کرنا۔

امام احمد نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ جنات کی پرستش کیا کرتے تھے پس وہ جنات اسلام لے آئے اور ان کی عبادت سے الگ ہو گئے اس پر قرآن کی آیت "اولئک الذین یدعون" الخ نازل ہوئی۔ بیہقی نے بھی ابن مسعود سے اسی طرح روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عرب کے ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو جنات کی پرستش کیا کرتے تھے اور وہ جنات اسلام لے آئے اور انسان ان کی بدستور پرستش کرتے رہے ان کو کوئی علم نہ تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۶۲ واں باب

جنات کے قصے کہانی کا ذکر کرنا اور اس کا

جائز ہونا

حضرت عمر ابن الخطابؓ نے اپنے ہم نشینوں سے کہا کہ ہم کو جنات کا کوئی قصہ سناؤ ایک شخص بولا کہ اسے امیر المؤمنین ایک مرتبہ ہم تین آدمی ملک شام جا رہے تھے ہم نے راستے میں ایک ہرنی پکڑ لی اس کے بعد ایک شخص آیا جو سوار تھا اور ہم چار ہو گئے اس نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو میں نے کہا کہ سبحانہ برگزینہ چھوڑ دوں گا اس نے کہا کہ عنقریب تو ہم کو دس اشخاص پائے گا اور ہم تجھ کو اٹھا کر لے جائیں گے مجھے یہ سن کر دہشت ہوئی ہم نے دیر عینف میں پڑاؤ کیا اور اس ہرنی کو لیکر آگے چل پڑے ہم کو کسی نے عینب سے ندا دی اور یہ کہا کہ اے قافلہ والو اس دہشت زدہ ہرنی کو چھوڑ دو۔ اس ایک ہرنی کو چھوڑ دو اور دوسری کہیں سے پکڑ لو زمین میں بہت وسعت ہے میں شیخ کہہ رہا ہوں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں اس کے بعد میں نے اس ہرنی کو رہا کر دیا پھر کسی نے ہماری سواریوں کے لگام پکڑ کر ایک بہت بڑے خاندان کی طرف کر دیئے ہمارے سامنے کھانا پیش کیا گیا ہم کھانا کھا کر آگے بڑھے اور ملک شام پہنچ گئے اور اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر واپس لوٹے اور وہاں پہنچے جہاں کھانا کھایا تھا تو ہم نے دیکھا کہ ایک ویران علاقہ ہے جہاں کسی قسم کا کوئی نشان نہیں ہے پس ہم کو یقین ہو گیا کہ وہ

نے ایک جگہ کا نام ہے۔

جنات کا قبیلہ تھا پھر جب ہم وہاں سے دیر عقیف میں آئے تو پھر کسی نے عیب سے ندادی کہ چلنے میں جلدی مسرت کر دیں سچی بات تم کو بتلاتا ہوں اور میں لڑائی کے دن بھی اپنی بات سچی کہتا ہوں مشرق میں ایک دم دار ستارہ شعلہ کی طرح چمکنے والا نکلا ہے جو دلیل ہے ظلمت کے اور تنگدستی کے ختم ہونے کی اور میں ہمیشہ سچ بات کہتا کرتا ہوں پس جب میں آیا تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہو چکے ہیں اور آپ اسلام کی دعوت دے رہے ہیں پس میں بھی مسلمان ہو گیا۔

ایک اور شخص نے قصہ سنایا کہ میں اور میرا ساتھی کسی ضرورت کے لئے جا رہے تھے ہم کو ایک سوار ملا جب وہ ہم سے تھوڑے فاصلہ پر رہ گیا اس نے بلند آواز سے کہنا شروع کیا میں تعریف کرتا ہوں اللہ کی اللہ بزرگ و اعلیٰ ہیں محمد نے ہم کو ایک خدا کی تعلیم دی ہے وہ خیر کی طرف بلاتے ہیں خیر کا طالب ہونا چاہیے جب ہم نے یہ سنا تو ہم ڈرنے لگے کس نے بائیں جانب سے آواز دی اور کہا انہوں نے شق قرآن مجزہ دکھلایا اب دین کے غالب ہونے کا وقت آگیا جب ہم واپس آئے تو ہم نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی دعوت دے رہے ہیں میں بھی اسلام لے آیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا قصہ سنایا کہ میں اپنے بلخ میں تھا کسی نے عیب سے ندادی کہ اسے باخ والے ایک شخص پکار رہا تھا کامیابی و ہدایت کے لئے کہتا ہے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ" میں آیا اور دیکھا کہ حضور علیہ السلام ظہور فرما چکے ہیں اور اسلام کی دعوت دے رہے ہیں میں بھی اسلام لے آیا۔

خریم بن فاکم نے سنایا کہ میرا اونٹ گم ہو گیا تھا میں اس کو تلاش کرتا ہوا باری العراق (نہ ایک جگہ کا نام ہے) تک چلا گیا میں نے اپنی سواری

بٹھا کر اس کو باندھ دیا اور کہنا شروع کیا کہ میں اس وادی کے سردار کی پناہ چاہتا ہوں پھر
 میں نے اپنے اونٹ پر اپنا سر رکھ لیا کسی نے آواز دی کہ اللہ کی پناہ مانگو سورہ انفال
 کو پڑھ کر دیکھو اللہ کو ایک مان جنات کا ڈر کوئی ڈر نہیں ہے میں گھبرا کر کھڑا ہوا
 اور میں نے کہا کہ اے پکارنے والے تو کیا کہہ رہا ہے تو پڑا پتہ پر سے یا گمراہ ہو گیا مجھ
 کو اس نے جواب دیا یہ اللہ کے رسول صاحب خیرات ہیں ان کو رسول بنا یا گیا
 ہے وہ جنات کی طرف بلاتے ہیں لوگوں کو برائی سے نکال کر صوم و صلوة کا حکم
 کرتے ہیں پھر وہ جن میرے سامنے آیا اور اونٹ کو واپس کرنے کا وعدہ کیا اور
 مجھ کو حکم دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ میں حضور کے پاس آیا اس وقت
 آپ خطبہ دے رہے تھے میں نے آپ سے اس کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا کہ وہ
 جن مومن تھا مجھ پر ایمان لایا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۶۳ وال باب

جنات کا حضور کی بعثت کی اطلاع دینا اور آسمان
 کو ان سے محروک کرنا اور جنات کو ستارے لگنا

زبیر ابن ابی بکر فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے سے قبل جنات
 تمام آسمانوں میں چلے جاتے تھے جب آپ پیدا ہوئے تو تین آسمانوں سے روک
 دیئے گئے اور جب حضور علیہ السلام مبعوث ہوئے تو تمام آسمانوں سے روک دیئے
 گئے اور ان کو ستارے مارے جانے لگے جب یہ سلسلہ کثرت سے شروع ہوا تو
 قریش نے کہنا شروع کر دیا کہ قیامت آئی شروع ہو گئی اور عقبہ بن ربیعہ نے کہا کہ
 عیوق کو دیکھو اگر اس کے بھی ستارے مارے جاتے ہیں تو سمجھو کہ قیامت قریب

اگئی اور نہ نہیں۔ ابن اسحاق نے فرمایا کہ شیاطین کو اس لئے ستارے مارے گئے تاکہ وہ
 وحی میں القباس نہ کر دیں اور محبت غائب ہو جائے اور شبہ ختم ہو جائے۔ علامہ سہیلی
 نے ابن اسحاق کے قول کو صحیح قرار دینے کے بعد فرمایا کہ قذف نجوم کا سلسلہ نبوت
 سے پہلے کا ہے زمانہ جاہلیت کے شعراء قدیم کے کلام میں اس کا تذکرہ موجود ہے
 عوف ابن خزاعہ اور بن عمر بشر ابن ابی خازم یہ سب قدیم جاہلیت کے شعراء ہیں
 انہوں نے اپنے اشعار میں قذف نجوم کا ذکر کیا ہے ان کے ان اشعار کو جس میں
 قذف نجوم کا ذکر ہے۔ ابن قتیبہ نے سورہ جن کی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے۔ نیز
 عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ معمر ابن شہاب سے پوچھا گیا کہ
 کیا قذف نجوم کا سلسلہ جاہلیت میں بھی تھا انہوں نے کہا کہ ہاں مگر جب اسلام
 آیا تو اس میں شدت و کثرت پیدا ہو گئی اس کی تائید قرآن سے بھی ہوتی ہے
 جیسا کہ سورہ جن میں ہے کہ جنات نے کہا کہ جب ہم آسمان میں گئے تو دیکھا کہ
 سخت حفاظت کا پہرہ ہے اور ستارے بھینکے جا رہے ہیں یعنی «مَلِيئًا حَوَاسًا
 شَدِيدًا وَ شُهَبًا» اس سے بھی معلوم ہو رہا ہے کہ آپ کی بعثت کے بعد
 قذف نجوم میں شدت پیدا کر دی گئی تھی فی نفسہ کسی درجہ میں یہ سلسلہ پہلے سے
 بھی تھا پر شدت اس لئے کی گئی تاکہ شیاطین کی حرکت ختم ہو جائے اور وحی میں اختلاط
 کا موقع ان کو نہ مل سکے اور آپ کا معجزہ ظاہر ہو جائے اور دلیل نبوت یقینی ہو
 جائے ہے اور اگر کوئی کاہن اب بھی پایا جائے اس سے قرآن کی خبریں کوئی فرق
 نہیں آتا کہ شیاطین کو بھگا دیا جاتا ہے اور ان کو آسمانی باتیں سننے کا موقع نہیں
 ملتا چونکہ اس قسم کی سخت پابندی حضور کے زمانہ میں تھی شاذ و نادر کسی درجہ میں بعض
 علاقوں میں کاہنوں کا وجود ملتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے بارے
 میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا کچھ نہیں ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ بعض

مرتبہ کی بات کو بتلاتے ہیں وہ اسی طرح ہو جاتی ہے آپ نے فرمایا کہ وہ بات حق ہوتی ہے اسے اس کو شیاطین محفوظ کر لیتے ہیں اور اس میں سو باتیں جھوٹی ملاتے ہیں اور اپنے دوست کا ہن کو بتلا دیتے ہیں۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب شیاطین کو تارا مارا جاتا ہے تو وہ نشانہ چوکتا نہیں بلکہ اس کے لگتا ہے اور اس کے جس حصے میں لگتا ہے اسے اس کو جلا دیتا ہے وہ مرتا نہیں۔ حضرت حنن سے مروی ہے کہ پک جھپکنے سے بھی جلدی وہ شیطان مر جاتا ہے۔ حضرت قتادہ اپنے ساتھیوں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ستارہ ٹوٹا آپ نے فرمایا کہ اس کو دیکھو مت۔ حضرت حنن نے حضرت حنن سے دریافت کیا کہ ستارہ ٹوٹنے وقت اس کو دیکھنا کب ہے آپ نے قرآن کی آیت تلاوت فرمائی۔ « وجعلنا ما خارجا ما للشیاطین » یعنی یہ شہاب ثاقب شیاطین کے لئے رحم ہیں اور ایک آیت « اولم ننظر روفی ملکوت السموات والارض » تلاوت فرمائی یعنی کیا وہ زمین و آسمان کی حکومت میں غور نہیں کرتے۔ پھر آپ نے کہا کہ بغیر دیکھے ہم کو کیسے علم ہو سکتا ہے میں تو اس کو ضرور دیکھا کرتا ہوں۔

ابن اسحاق نے ابن عباس کی حدیث ذکر کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم اس کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے یا تو کوئی بڑا آدمی مرے گا یا پیدا ہوگا۔ مسلم شریف میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو ایک انصاری شخص نے سنایا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ستارہ ٹوٹا اور اس میں چمک پیدا ہوئی آپ نے معلوم کیا کہ جب جاہلیت میں ایسی صورت پیش آتی تھی تو تم کیا کہا کرتے تھے ہم نے عرض کیا کہ حق بات تو اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں ہم تو یہ کہا کرتے تھے کہ آج رات یا تو کوئی بڑا آدمی پیدا ہوگا یا مرے گا آپ نے فرمایا کہ کسی کے مرنے سے یا پیدا ہونے سے یہ ستارے نہیں ٹوٹتے

بکرات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا فیصلہ فرماتے ہیں تو عرش کے اٹھانے
 والے فرشتے تسبیح بیان کرتے ہیں یہاں تک کہ آسمان دنیا والے فرشتوں تک
 یہ تسبیح کا سلسلہ پہنچ جائے پھر ساتویں آسمان والے فرشتے حاملین عرش سے
 صیافت کرتے ہیں کہ ہمارے رب نے کیا حکم فرمایا وہ ان کو بتلا دیتے ہیں پھر یکے بعد
 دیگرے ہر آسمان والوں کو اس کی اطلاع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ آسمان دنیا کے
 فرشتوں تک اس کی خبر آ جاتی ہے جنات بھی کان لگاتے ہیں ان کو بھی کوئی بات
 ہاتھ لگ جاتی ہے اور وہ کامیوں کو بتلا دیتے ہیں اس وجہ سے ان کو تارے
 مارے جاتے ہیں مگر جو بات ان کے قول کے موافق نکل آتی ہے وہ حق ہی ہوتی
 ہے البتہ وہ اس کے اندر بہت سے جھوٹ شامل کر لیتے ہیں اس روایت
 سے بھی ہمارے اس قول کی تائید ہو رہی ہے کہ شیاطین کو تارے مارے جانا یہ
 سلسلہ جاہلیت میں بھی تھا لیکن جب حضور کی بعثت ہوئی تو اس سلسلے میں
 شدت و کثرت پیدا ہو گئی۔ جیسا کہ امام زہری نے فرمایا کہ آسمان کا پہرہ سخت کر دیا
 گیا تھا اور شیاطین کو تارے کثرت سے مارے جانے لگے تھے اور ابن اسحاق
 کی روایت میں جو آیا ہے کہ کہانت ختم ہو گئی اب کوئی کاہن نہیں ہے اس سے
 مراد آپ کا وہ زمانہ ہے جس میں نزول وحی کا سلسلہ جاری تھا البتہ زمانہ جاہلیت
 میں جہلا شیاطین سے جو باتیں حاصل کیا کرتے تھے اور شیاطین آسمان سے سن
 کر ان کو بتلا دیا کرتے تھے یہ سلسلہ قیامت تک کے لئے بند ہو چکا اور بعض
 دیوانوں کی زبان پر جو شیاطین کچھ کلام کرتے ہیں اور بعض مرتبہ چور کئے ہوئے
 مال کو اور چور کو بتلا دیتے ہیں یا کہیں چھپا ہوا دھنہ ہو اس کو بتلا دیتے ہیں یہ
 تو زمین کی دیکھی ہوئی وہ چیزیں ہیں جو ہم کو نظر نہیں آتی آسمانی خبروں سے
 اس کا کوئی تعلق نہیں یہ سلسلہ تو منقطع ہو چکا اور بعض مرتبہ کسی پیش آنے

والے حادثے کے بارے میں اٹکل سے کوئی خبر دیتے ہیں تو اس میں کبھی ان کا کوئی حصہ
 صحیح بھی ہو جاتا ہے مگر اکثر غلط ہی ثابت ہوتا ہے اور یہ جو کبھی صحیح ہو جاتا ہے
 یہ آسمان ہی سے فرشتوں کی گفتگو سے ان کو مل جاتا ہے مگر اس وقت ان کے
 ستارے مارے جاتے ہیں اور اس میں وہ ہزاروں جھوٹ شامل کیے اپنے اولیاء
 کاہنوں کو بتا دیتے ہیں جیسا کہ پیچھے ذکر کیا گیا ہے کہ شیاطین کو بھگنے کے لئے
 جو ستارے مارے جاتے ہیں ان کو دیکھ کر عرب میں سب سے پہلے بنو ثقیف
 گھبراتے تھے وہ عمرو بن امیہ کے پاس آئے جو عرب کا سب سے بڑا عقلمند اور
 ہوشیار تھا اور اس سے کہا کہ عمرو تم نے نہیں دیکھا کہ آسمان سے ستارے پھینکے
 جا رہے ہیں اس نے کہا کہ دیکھا ہے اور تم غور کرنا اگر وہ ستارے وہ ہیں کہ جن
 سے ہم خشکی اور ترکیا میں سفر کے امداد ہدایت حاصل کرتے ہیں اور بارش وغیرہ
 ان سے ہوتی ہے تو سمجھو کہ دنیا کی غیر بند ہے قحط واقع ہوگا دنیا ہلاک ہو جائے
 گی اور اگر ان کے علاوہ دوسرے ستارے ہیں تو سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے
 بارے میں کوئی نیا نیا فیصلہ نہیں کیا ہے۔

ابن عبد البر نے روایت ذکر کی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسوت ہوئے
 تو شیاطین کو ستارے مارے جانے لگے اور اس سے پہلے بنی ماریے جاتے
 تھے پس عرب کے لوگ عبد یلیل بن عمر ثقفی کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ لوگ
 ڈر رہے ہیں ان ستاروں کو دیکھنے کی وجہ سے اور لوگوں نے اپنے غلام آزاد کر
 دیئے ہیں اور اپنے چوپایہ چھوڑ دیئے ہیں یہ شخص امداد تھا اس نے کہا کہ جلدی
 مت کرو غور کرو کہ اگر وہ ستارے معروف و مشہور ہیں، تو سمجھو کہ ہلاک ہونے کا وقت
 آ گیا ہے اور اگر غیر معروف ہیں تو سمجھو کہ دنیا میں کوئی نیا نیا عہد پیش آنے والا ہے
 لوگوں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ غیر معروف ستارے ہیں پس انہوں نے کہنا شروع

کر دیا کہ کوئی نئی بات پیش آنے والی ہے پھر تھوڑے ہی دنوں بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر عام ہو گئی۔

کعب فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہانت کا تذکرہ کیا اور میں نے کہا کہ آپ پر میرے

مال باپ قداہوں یا رسول اللہ سب سے پہلے شیاطین کو آسمان سے بھگا اور ان کے ستارے مارے جانے کا علم ہم کو ہوا تھا اس طرح پر کہ ہم کچھ لوگ ایک کاہن کے پاس گئے جس کا نام خطر ابن مالک تھا جس کی عمر دو سو اسی سال ہو چکی تھی اور سب کاہنوں سے زیادہ جانتا تھا ہم نے اس سے کہا کہ اے خطر یہ جو ستارے آسمان سے گرتے ہیں ان کے بارے میں بھی آپ کو کچھ معلومات ہیں ہم تو ان کے گرنے سے بہت اندیشہ کرتے ہیں اس نے کہا کہ کل سحر کے وقت آنا کل بتلاؤں گا نفع نقصان جو بھی ہو گا اس کو ظاہر کر دوں گا ہم واپس آگئے اور اگلے روز اخیر شب میں اس کے پاس دوبارہ گئے ہم دیکھا کہ وہ اپنے قدموں پر کھڑا ہوا ہے اور آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے ہم نے آواز دی اس نے اشارہ سے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ ہم ٹھہر گئے پس ایک ستارہ ٹوٹا اور اس کاہن نے جینگر بلند آواز سے اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

وہ لگا ستارہ شیاطین کے اس کو سخت سزا ملی فوری پکڑ ہوئی ستارہ نے اس کو جلا دیا ہٹے افسوس اس پر کیا بیت رہی ہوگی اس کو بالکل ہلاک کر دیا اس کو فنا کر دیا اس کا توشہ حیات ختم ہو گیا اس کی صورت بدل گئی۔

اس کے بعد پھر کافی دیر تک وہ کاہن خاموش رہا اور پھر چند اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

اے بنو قحطان کے لوگو! میں تم کو صحیح خبر دیتا ہوں قسم کھاتا ہوں میں خانہ کعبہ کی اور بلند امن کی شیاطین کو مٹا سکے گی باتیں سننے سے روک دیا گیا اور ایک ستارہ خدا

کی طرف مہراجانے لگا چونکہ ایک بہت بڑا عظیم الشان شخص خدا کا کلام لئے ہوئے ہوٹا
 ہونے والا ہے اس کے پاس ہدایت ہوگی قرآن ہوگا وہ بت پرستی کو مٹائے گا۔
 ہم نے خطر سے کہا تیرا بھلا ہو تو نے تو ایک بہت بڑے معاملہ کی خبر دیکھی ہے تو
 اپنی قوم کے بارے میں کیا خیال ہے اس نے اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے
 میرا خیال اپنی قوم کے بارے میں وہی ہے جو اپنے بارے میں ہے یعنی اللہ
 کے سب سے بہتر نبی کی اتباع کریں اس کی محبت روزِ روشن کی طرح ظاہر و باہر ہے
 وہ مکتہ کے معزز گھرانے میں پیدا ہوگا قرآن پر صاف صاف عمل کرے گا۔ ہم نے اسے
 سے کہا کہ وہ کون سا خاندان ہے جس میں وہ پیدا ہوگا اس نے کہا کہ میری زندگی کی قسم
 وہ قریش میں سے ہوگا حق فیصلہ کیا کرے گا عمدہ اخلاق والا ہوگا لشکروں والا ہوگا وہ
 لشکرِ آلِ قحطان اور آلِ ایش میں سے ہوگا ہم نے اس سے کہا کہ قریش کی کس شاخ
 میں سے ہوگا اس نے کہا کہ قسم ہے خانہ کعبہ کی وہ بنو ہاشم میں سے ہوگا سرداروں
 میں سے ہوگا رحمتوں والا ہوگا ہر ظالم مشرک و کافر کو قتل کرے گا۔

پھر خطر نے کہا کہ اس واضح خبر کی اطلاع مجھ کو رئیس جان یعنی ابلیس نے
 دی ہے پھر خطر نے کہا کہ اللہ اکبر، حق آگیا اور جنات کی خبر کا سلسلہ منقطع ہوگا
 اس کے بعد وہ خاموش ہو گیا اور بیہوش ہو گیا تین دن بعد ہوش آیا اور اس نے
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے نبوت کے مزاج کے
 موافق کلام کیا وہ قیامت کے روز ایک مستقل امت بن کر مشورہ ہوگا آلِ قحطان
 مراد انصار ہیں اور آلِ ایش یہ مومن جنات کا ایک خاندان ہے جو ایش کی طرف
 منسوب ہے۔

ابن درید نے فرمایا کہ بنی شیطان اور بنی ایش جنات کے دو خاندان ہیں۔ علامہ
 سبیلی نے فرمایا کہ آلِ ایش سے بنو اقیس بھی مراد ہو سکتے ہیں یہ جنات کا ایک خاندان

تھا جو انصار کا حلیف تھا اقیس کاق حذف کر کے ایش بنایا عرب ایسا بہت کرتے ہیں
بنواقیس کا ذکر سیرت کے اندر بیعت کے قصہ میں ملتا ہے۔ بنو شیطان اور بنواقیس
یہ جنات کے دو قبیلے ہیں اس کا تذکرہ اس قصہ میں بھی ہے جس کے اندر ذکر ہے
کہ جنات نے حضور علیہ السلام سے قرآن سنا تھا۔

ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر ابن الخطاب نے بطور
مزاح اسود سے کہا کہ تمہاری کہانت کیا ہوئی یہ اسود جاہلیت میں کاہن تھے پھر مسلمان
ہو گئے تھے۔ انہوں نے ناراض ہو کر کہا اے عمر تو اور میں اس سے بھی زیادہ برکا
چیز میں مبتلا تھے بتوں کو پوجتے تھے مزار کھاتے تھے اب آپ مجھ کو شرم دلدار
ہیں ایسے کام سے جس سے میں توبہ کر چکا ہوں حضرت عمر نے یہ سن کر فرمایا کہ اے
اللہ معاف فرما۔ اس حدیث کے بعض طرق میں یہ اضافہ بھی آیا ہے کہ اسود نے
حضرت عمر ابن الخطاب سے بیان کیا کہ میرا مہجر شیطان آیا تین رات تک مسلسل آیا
اور اس نے کہا کہ اے اسود بیدار ہو میری بات سن اور سمجھ پیدا کر اگر تو سمجھ دار ہے
لو کی بن غالب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے ہیں جو خدا کی عبادت
کی طرف بلاتے ہیں اور اس نے یمنوں رات کچھ اشعار کہے جن کے الفاظ مختلف
ہیں معنی سب کے قریب قریب ہیں اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

میں تعجب کر رہا ہوں جنات سے کہ وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر ہدایت کی
طلب میں مکہ کی طرف آرہے ہیں مومن جنات اور کافر جنات برابر نہیں ہیں تو بھی
بنو ہاشم کے نیک شخص کی طرف جا بیٹھ اچھے بُرے لوگ برابر نہیں ہو سکتے۔

انتہی پھر حضرت عمر نے اسود سے دریافت کیا کہ تیرا شیطان اب بھی آتا ہے
اس نے کہا کہ جب سے میں نے قرآن پڑھنا شروع کیا ہے اس وقت سے نہیں
آیا بہت ہی عرصہ بدلہ ہے کہ قرآن بلا اور شیطان گیا حضرت اسود جب حضور کے پاس

آئے تھے تو آپ نے شیطان کے وہ شعر بھی سنائے تھے (جن کا ترجمہ ابھی گزرا ہے) اور اپنے کچھ اشعار سنائے تھے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

میرے پاس مجھ سے سرگوشی کرنے والا شیطان آیا جبکہ میں سو رہا تھا میں اپنے اس واقعہ کو بیان کرنے میں صبح بول رہا ہوں اس نے عین رات تک آکر مسلسل یہ کہا کہ لوی ابن غالب میں بنی مبعوث ہوا ہے پس میں نے تیاری کی اور مضبوط اونٹنی پر بیٹھ کر بیابان جنگلوں کو طے کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور آپ ہر غائب کے حق میں مامون ہیں اور اسے کترلم لوگوں کی اولاد آپ کا مرتبہ خدا کے یہاں سب رسولوں سے بڑا ہے اور ہم کو ہمارے رب کا حکم سنا اگرچہ وہ حکم کتنا ہی سخت ہو اور آپ میری شفاعت کرنے والے بن جائیے اس دن کہ کوئی آدمی مجھ کو کوئی نفع نہیں دے سکتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میری باتیں سن کر مہنی آگئی اور آپ کھلے کر کہنے لگے اور مجھ کو کہا اے اسود تو کامیاب ہو چکا عبد الرحمن ابن انس فرماتے ہیں کہ عباس ابن مرداس کے اسلام لانے کا یہ قصہ ہوا کہ وہ دوپہر کو جا رہے تھے اونٹ پر ایک سفید پوشاک نظر آیا اس نے کہا اے عباس کیا تو نے نہیں دیکھا آسمان کی حفاظت سخت کر دی گئی ستارے مارے جانے لگے جنات پریشان ہیں گھوڑوں نے بچے ڈال دیئے اس شخص کی وجہ سے جو پیر کی رات میں تقویٰ و نیکی لیکر آیا ہے ناقہ قصویٰ کا سوار ہے عباس فرماتے ہیں کہ میں اس منظر سے بہت گھبراہٹا ہوں اور اپنے بت کے پاس آیا جس کا نام ضمار تھا میں نے اس کے اس پاس جھاڑودی اور اس کو جھاڑا اور بوسہ دیا مجھ کو اس کے اندر سے زور سے یہ آواز آئی کہ تمام قبیلہ بنو سلیم سے کہہ دو کہ ضمار ہلاک ہو گیا اور اہل مسجد کامیاب ہو گئے ضمار کی پرستش نماز پڑھنے سے قبل کی جایا کرتی تھی عیسیٰ ابن مریم کے بعد قریش میں ایک ہدایت یافتہ نبی محمد مبعوث ہوئے ہیں عباس فرماتے ہیں کہ میں

یہاں سے بھی ڈکرا اپنی قوم کے پاس آیا اور ان کو سدا قصہ سنایا پھر میری قوم کے تین سو آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آئے آپ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ اے عباس تیرا اسلام لانا کیسے ہوا میں نے آپ کو وہ قصہ سنایا آپ کو سن کر خوشی ہوئی پھر میں اور میری قوم اسلام لے آئے۔

عبدالرحمن ابن عوف فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو جنات نے جبل ابی قیس اور جبل محون پر یہ ندا دی میں قسم کھاتا ہوں کہ کوئی عورت نہ ایسی معزز ہے اور نہ ایسا بچہ جناب سے جیسا کہ زہریہ نے بچہ جناب سے جو عزت والی ہے قبائل کی ملامت کو ختم کرنے والی ہے۔ بہترین قبائل کی عورت نے احمہ کو جنماں اور بچہ دونوں باعزت ہیں جبل ابی قیس پر یہ کہا اے مکہ والو مغالطہ میں مت پڑو عقلندی کے ساتھ معاملہ کو سمجھو۔ بنو زہرہ نے پہلے اور اب تم کو خوش کیا ہے ان کی ایک عورت کی مثال کوئی پیش نہیں کر سکتا یعنی وہ عورت جس کا جنین متقی بنی ہونے والا ہے۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ ابن عمر سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ابن الخطاب نے جب کبھی کسی چیز کے بارے میں اپنا گمان ظاہر کیا وہ چیز آپ کے گمان کے موافق ہی نکلی ایک مرتبہ ایک شخص جا رہا تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ گمان خطا ہو گیا یہ جاننے والا شخص یا تو اپنے دین جاہلیت پر قائم ہے یا یہ جاہلیت میں کاہن تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا ذرا اس کو بلاؤ وہ بلا یا گیا آپ نے اس سے بھی اس طرح فرمایا اس نے کہا کہ آج کی طرح کسی بھی مسلمان نے مجھ سے ایسا سوال نہیں کیا پھر اس نے کہا کہ میں جاہلیت میں کاہن تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تیرے شیطان نے

اے آپ کی والدہ ماجدہ بنو زہرہ خاندان سے تھیں وہی مراں میں زہریہ سے

کبھی کوئی تعجب خیز بات کہی ہو تو اس کو ذرا متناہس نے کہا کہ میں ایک مرتبہ بلذہ میں جا رہا تھا وہ شیطان میرے پاس گھبراتا ہوا آیا اور اس نے کہا کہ کیا تو نے جنات کی یاہوسی نہیں دیکھی اور وہ بالکل مجبور و ناچار ہو کر اپنے گھر بیٹھ رہے حضرت عمر نے بطور تائید فرمایا کہ تو نے سچ کہا اس کا بن نے ایک قصہ اور سنایا کہ میں ایک روز بتوں کے پاس تھا ایک شخص نے پھر اٹھا کر اس بات کے نام پر ذبح کیا اس پھر سے کے اندر ایک سخت چمکنے والے کی آواز آئی میں نے ایسی چیخ کبھی نہیں سنی تھی وہ کہہ رہا تھا کہ لے گئے سروالے ایک فلاح کی بات سن ایک شخص کہتا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اس جمع کو سن کر تمام لوگ بھاگ گئے میں وہیں رہا اور میں نے کہا کہ اس کو دیکھ کر جاؤں گا کیا ہے پھر دوبارہ یہی حال پیش آیا میں نے پھر کہا کہ اس کو دیکھ کر جاؤں گا پھر تیسری بار ایسا ہی ہوا کچھ ہی دیر بعد کسی نے کہا کہ یہ نبی ہیں وہ کہتے ہیں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔

فائدہ کا۔۔ بعض لوگوں نے اس قصہ کو حضرت عمر کی جانب منسوب کیا ہے جیسا کہ بعض روایات میں اس کی صراحت بھی کر دی گئی ہے مگر حق یہ ہے کہ یہ قصہ اسی کا بن کو پیش آیا تھا اور اس نے حضرت عمر کو سنایا تھا۔

حضرت مجاہد سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم کو ایک بوڑھے نے جس نے جاہلیت کا دور بھی پایا تھا اپنا قصہ سنایا کہ میں ایک مرتبہ اپنی گائے چرا رہا تھا اس کے پیٹ میں سے آواز آئی کہ ایک صاف اور واضح بات سنو جس کو ایک شخص جمع کر کہہ رہا ہے یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پس جب ہم مکہ آئے تو ہم نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے ہیں۔ یہی سنی نے مازن طالی کا قصہ نقل کیا ہے وہ عمان کی بستی شائل میں بتوں کے پجاری تھے ان کے بت کا نام ناہر تھا ایک روز اس کے نام پر انہوں نے ایک جانور ذبح کیا اس بت میں سے آواز آئی اسے

مازن میرے پاس آئی ایک بات سن اس کو بھولنا مت یہ نبی مرسل آپ کے ہیں خدا کا کلام ان پر اترا ہے تو اس پر ایمان لے آنا کہ تو فائز المرام ہو جائے آگ سے نجات مل جائے جس آگ کا ایندھن انسان و پتھر ہوں گے مازن کہتے ہیں میں نے کہا کہ یہ عجیب بات ہے پھر کچھ دنوں بعد دوسری قربانی اس کے نام پر کی پھر پہلے سے بھی زیادہ سخت آواز آئی اسے مازن میری بات سن کا میاب ہوگا بھلائی ظاہر ہو گئی برائی مٹ گئی قبیلہ مضر کے نبی مبعوث ہو چکے اللہ کا دین لے کر آئے ہیں پتھر کے تراشے بت کو چھوڑ جہنم کی آگ سے نجات ملے گی۔ مازن کہتے ہیں میں نے کہا یہ عجیب بات ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ میرے لئے بھلائی کی بات ہے پھر میرے پاس حجاز کا ایک شخص آیا میں نے اس سے دریافت کیا کہ ادھر کا کیا حال ہے اس نے کہا کہ تمہارے میں ایک شخص مبعوث ہوا ہے جس کا نام احمد ہے لوگوں کو خدا کے دین کی دعوت دیتا ہے مازن کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یہ غیبی ندا ہے جو میں نے سنی ہے پس میں نے اس بُت کے ریزے ریزے کر دیئے اور سوار ہو کر چل دیا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا اور میں نے یہ اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

میں نے ناجر بت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے وہ گمراہی میں ہمارا معبود تھا۔
ایک ہاشمی سے ہم کو ہدایت ملی جبکہ اس کے دین کو ہم کچھ نہیں سمجھتے تھے کوئی
کہہ دے عمر و اور ان کے بھائیوں سے کہ جو شخص ناجر کو خدا کہے گا میں اس کا دشمن
ہوں۔

مازن کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ کو گانا
شراب پینا زنا و کفر سے منع فرما دے تمہاری ہم پر قحط سالی آئی اور ہمارے مال و زر سب
تباہ ہو گئے اور میرے لڑکا بھی نہیں ہے آپ دعا فرمائیے کہ اللہ ہماری حالت

بہتر فرما دیں اور میرے امداد جیاً پیدا فرما دیں اور مجھ کو لڑکا عطا فرما دیں آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کو گانے کے بدلہ قرأت قرآن عطا فرما اور حرام کے بدلہ حلال عطا فرما اور شراب کے بدلہ حلال پینے کی چیز عطا فرما اور زنا و ع کے بدلہ محنت عطا فرما اور اس کے امداد جیاً پیدا فرما اور اس کو لڑکا عطا فرما۔ مازن کہتے ہیں کہ میرے سب حالات بدل گئے اور قحط سالی بھی جاتی رہی اور میں نے چار آزاد عورتوں سے شادی کی اور میرے لڑکا بھی ہوا پھر میں نے چند اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

عنان سے عرب تک جنگلات کو طے کرنے کی طاقت آپ کی طرف آنے کی وجہ سے آئی تاکہ آپ میری خدا کے یہاں شفاعت فرما دیں اور میں کامیاب ہو جاؤں ایسی جماعت کے مقابلہ میں کہ میرا دین اور ان کا دین الگ الگ ہے میرا ان سے کوئی علاقہ نہیں ہے میں گانے اور شراب کا دلدادہ تھا میری زندگی اتنی بگڑ گئی تھی کہ میرا جسم ہانپنے لگا تھا آپ کی بدولت شراب کے عوصن خوف و خشیت نصیب ہوا زنا کی عوصن عفت و پاکدامنی میسر ہوئی اب میری نیت جہاد فی سبیل اللہ کی ہو گئی میرا نماز روزہ سب خدا کے لئے ہے۔

مازن کہتے ہیں جب میں اپنے قبیلہ میں آیا انہوں نے مجھ کو الگ کر دیا اور مجھ کو برا بھلا کہنے لگے اور ایک شاعر میری برائی کے لئے لگا دیا میں نے سوچا کہ اگر میں اس کی ہجو کروں گا تو یہ میری ہجو ہوگی پس میں نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا اور میں نے چند اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

اے میری قوم تمہارا برا بھلا کہنا مجھ کو ناپسند ہے اور میرا برا بھلا کہنا تم کو ناپسند ہے اگر ہمیشہ تمہارے عیب بیان کیے جاتے رہیں اور تم ہمیشہ میرے عیب بیان کرتے رہو میں تمہارے عیب بیان کرنے سے خاموش رہوں گا اور

اور تمہارا شاعر میرے حیب بیان کرتا رہے گا میرے دل میں تمہاری طرف سے کوٹھ
دشمنی نہیں ہے اور تمہارے دل میں دشمنی و عداوت ہے ایک روایت میں یہ بھی
آیا ہے کہ مازن نے اپنی قوم سے الگ ہو کر ایک مسجد بنائی اور اس میں رہ کر عبادت
کرنے لگے جو بھی مظلوم اس میں آ کر تین دن تک عبادت کرتا اور اخلاص سے دعا
مانگتا اس کی دعا پوری ہو جاتی۔ اور کورٹھ مرض میں مبتلا لوگ آ کر دعا مانگتے وہ بھی
صحت پاب ہو جاتے اور اس مسجد کا نام آج تک بھی مبرص چلا آرہا ہے۔ مازن
کہتے ہیں کہ پھر میری قوم کو ندامت ہوئی کیونکہ میں ہی ان کا قیتم تھا انہوں نے کہا
کہ ہم اس پر احسان کریں گے پس ایک جماعت بن کر میرے پاس آئی اور اس نے
کہا کہ اسے ہمارے بھائی ہم نے ایک بات تیرے لئے ناگوار سمجھی اور تمہ کو اس سے
روکا تو اس سے توبہ کر لے ہم تمہ کو چھوڑ دیں گے اور ہمارے ساتھ چل میں ان
کے ساتھ چلا گیا پھر وہ سب ہی ایمان لے آئے۔ حضرت مازن کے قصہ کے مانند
اور بھی بہت سی روایتیں مروی ہیں۔ عمرو بن جبلة نے بت کے اندر سے یہ سنا
تھا اے عصام اسلام آگیا بت ہلاک ہو گئے۔ طارق نے یہ آواز سنی تھی اسے
طارق نبی صادق مبعوث ہو چکے ہیں۔ ذباب ابن حارث نے یہ آواز سنی تھی اسے
ذباب ایک عجیب بات سن محمد کتاب کے ساتھ مبعوث کئے گئے مکہ میں ان کی
بات مافی جا رہی ہے اور بھی بہت سے قصے ہیں جن میں جنات نے حضور کے
مبعوث ہونے کی خبر دی۔ علی ابن حسین سے مروی ہے کہ مدینہ میں حضور
کی بعثت کی سب سے پہلی خبر یہ آئی تھی کہ مدینہ میں فطیمہ ایک عورت تھی ایک
جن اس کے تابع تھا ایک روز وہ جن اس کی دیوار پر آکر بیٹھا اس عورت نے کہا
اندر آجا اس نے کہا میں نہیں آؤں گا ایک نبی مبعوث ہوئے ہیں انہوں نے زنا
کو حرام کر دیا ہے پھر اس عورت نے یہ بات دوسرے لوگوں کو بتلائی اس وجہ سے

آپ کی بعثت کی مدینہ میں سب سے پہلے یہ خبر آئی۔ علامہ بیہقی نے بھی اس ہدایت کو نقل فرمایا ہے اور مدینہ میں آپ کی بعثت کی سب سے پہلی خبر اس کو قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم

۶۴واں باب

ہجرت کے وقت حضور کا ام معبد کے خیمہ میں نزول

فرمانا اور جنات کا خبر دینا

اسماء بنت ابوبکر فرماتی ہیں کہ جب ابوبکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے روانہ ہو گئے تو کفار قریش کے کچھ لوگ جن میں ابو جہل بھی تھا ہمارے پاس آئے انہوں نے معلوم کیا کہ تیرا باپ کہاں ہے میں نے کہا واللہ ہم کو کوئی خبر نہیں ہے یہ سن کر ابو جہل نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور میرے رخسار پر مارا جس سے میرے کان کی بالی ٹوٹ کر گر گئی پھر وہ لوٹ گئے اور ہم کو بھی تین دن تک کچھ پتہ نہ چل سکا کہ حضور کہاں گئے ہیں یہاں تک کہ اسفل مکہ سے ایک جن کچھ شعر عرب کے طرز پر پڑھتا ہوا آیا اور لوگ اس کی آواز کے پیچھے پیچھے چل پڑے اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا وہ کہہ رہا تھا اللہ تعالیٰ بہترین بدلہ دیوے ان دو ساتھیوں کو جو ام معبد کے خیمہ میں نزول کئے ہوئے ہیں اس کے بعد وہ وہاں سے آگے چلے گئے اور کامیاب ہے وہ شخص جو محمد کا رفیق سفر بنا ہوا ہے بنو کعب کی ان کی وجہ سے ذلت ہو گئی اور مومنین کا وہ نشانہ بنیں گے۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ جب ہم نے اس کی یہ بات سنی تو ہم کو پتہ چل گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف گئے ہیں۔ ابن قتیبہ کھ روایت میں کچھ زیادتی وارد ہوئی ہے اور اس میں کچھ اشعار درج ہیں اور ان کا

ترجمہ درج ذیل ہے۔

اسے بنوقصی اللہ تعالیٰ تم سے بزرگی اور کلامت لے کر ان کو زندہ سے ام معبد سے معلوم کر لو کہ اس کی بکری نے ان کا برتن دودھ سے بھر لیا ہے اور اگر تم خود بکری سے بھی معلوم کرو گے تو وہ بھی تم کو بتلا دے گی اس نے ایک بے دودھ والی بکری کو بلوایا وہ اس کے پاس آتے ہی دودھ والی ہو گئی وہ بکری انہوں نے ام معبد کے ہی پاس چھوڑ دی اور وہ صبح و شام دودھ دینے لگی۔ روایت میں آیا ہے کہ شاعر رسول اللہ حضرت حسان بن ثابتؓ کو جب اس کی خبر ہوئی اور جن کے اشعار ان کو پہنچے تو انہوں نے جواباً کہا اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

جس قوم کے پاس سے نبی چلا گیا وہ محروم ہو گئی اور جس کے پاس گیا ہے وہ باعزت ہو گئی جن کے پاس سے نبی گیا ہے ان کی عقلیں گمراہ ہیں اور جن کے پاس گیا ہے ان کو ندمتیر ہوا ہے اللہ نے ان کو ہدایت دی گمراہی کے بعد اور حق کی اتباع کرنے والے کامیاب ہوا کرتے ہیں کیا برابر ہو سکتی ہے وہ قوم جو بھول گئی ہو لوہا کو اور وہ قوم جس نے ہدایت حاصل کی ہو اہل شرب کے پاس ایسے سوہلوں نے نزول کیا ہے جن کے پاس بہترین ہدایت ہے یعنی وہ نبی جو ایسی چیزیں جانتا ہے کہ کوئی اور نہیں جانتا اور ہر نماز میں خدا کے کلام کی تلاوت کرتا ہے اگر وہ کسی دن کو غیبی بات بولتا ہے تو صبح و شام میں اس کی تصدیق منجانب اللہ ہو جاتی ہے۔ ابو بکر اپنی نسبی سعادت کی وجہ سے ان کا یاد ہوا ہے اللہ جس کو نیک نعت بناتے ہیں وہی نیک نعت ہوتا ہے۔ یونس کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جب قریش نے اس جن سے خبر سنی تو ام معبد کے پاس جا کر روایت کیا اس نے معلوم کیا کہ کیا تیرے پاس سے فلاں فلاں صورت کا انسان محمدؐ نامی گنہگار ہے اس نے جواب دیا مجھ کو علم نہیں البتہ ایک شخص آیا تھا جس نے

بے دودھ والی بکری کا دودھ روہا تھا وہ دودھ والی ہو گئی تھی اس وقت چار صحراہیں اس کے پاس سے گزرے تھے رسول اللہ ﷺ بلو بکر اور ان کا غلام عامر بن زبیر اور عبد اللہ بن اریقظ آپ کا رہبر جو راستہ بتلانے کے لئے آپ کے ساتھ آیا تھا وہ اس وقت مسلمان نہیں تھا اور بعد میں بھی اسلام نہیں لایا تھا ام معبد کا نام یثرب کے خاندان خالد تھا۔ ابن ہشام کا خیال ہے کہ ام معبد بنت کعب تھی بنو کعب کے خاندان کی عورت تھی اس کا شوہر ابو معبد تھا جس کا نام معلوم نہیں وہ حضور کی حیات ہی میں انتقال کر گیا تھا ان سے روایت بھی مروی ہے ام معبد کا مکلفہ قیدیہ میں تھا یہ ایک جگہ کا نام ہے۔

ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام معبد سے کہا کہ دودھ یا گوشت قیمتاً دے دو ان کے پاس سے کچھ نہ ملا کیونکہ وہ خود مبتلا تھے قحط و تنگدستی تھی پس آپ کی ایک بکری پر نظر پڑی آپ نے فرمایا یہ دودھ دیتی ہے اس نے جواب دیا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ کیا مجھ کو اجازت ہے اس کا دودھ دوہنے کی اس نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اگر اس میں دودھ ہو تو آپ دودھ لیں آپ نے وہ بکری منگائی اور اپنے دست مبارک سے اس کے تھن ملے پس اس کے دودھ اتر آیا اور اس نے دودھ دینا شروع کر دیا آپ نے ایک بڑا برتن منگایا جس میں ایک جماعت بیٹھ ہو سکے اس میں دودھ نکالنا شروع فرمایا یہاں تک کہ وہ برتن بھر گیا پھر سب نے سیر ہو کر پیا اور پی کر چل دیئے پھر کچھ دیر بعد اس کا شوہر آیا اس نے گھر میں دودھ دیکھ کر کہا کہ دودھ کہاں سے آیا ہے جبکہ بکری نہیں دیتی ام معبد نے کہا کہ ایک مبارک آدمی آیا تھا اس نے دودھ نکالا ہے اور ام معبد نے آپ کا علیہ مبارک بیان کیا ایک حدیث میں آیا ہے کہ وہ لوگ اس دن کو تاریخ کے طور پر بوٹتے تھے اور اس دن کو اہل بیت

کا دن کہا کرتے تھے اور یوں کہا کرتے تھے کہ اس مبارک آدمی کے آنے سے قبل ہم نے یہ کیا تھا۔ پھر ام معبد مدینہ میں آئیں اور ان کے ساتھ ان کا چھوٹا بچہ بھی تھا اس بچے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا بھاگا ہوا اپنی ماں کے پاس آیا اور کہا اے اماں آج میں نے رحل مبارک دیکھا ہے ام معبد نے اس بچہ کو کہا تیرا بھلا ہوا ہے بچہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ ہشام بن عیش فرماتے ہیں کہ میں نے وہ بکری دیکھی تھی وہ ام معبد اور ان کے پڑوسیوں سب کو سیراب کر دیا کرتی تھی۔ واللہ اعلم

۶۵ واں باب

جنات کا سعدین کے اسلام کی خبر دینا

ابو عیسیٰ فرماتے ہیں کہ قریش نے جبل ابی قیس پر یہ آواز سنی اگر سعدین اسلام لے آئے تو محمدؐ تکہ میں کسی سے اندیشہ نہیں کرے گا۔ ابوسفیان اور اشرف قریش نے کہا کہ وہ کون سے سعدین ہیں کیونکہ سعد نام کے کئی اشخاص تھے سعد بن بکر، سعد بن زید، سعد بن ندیم جب دوسری رات آئی تو یہ آواز آئی کہ اے قبیلہ اوس کے سعد اور قبیلہ خزرج کے سعد دونوں رسول کی اتباع کرو اور خدا سے جنت کی امید کرو جب یہ آواز سنی تو قریش نے کہا کہ سعد ابن عبادہ اور سعد بن معاذ مراد ہیں۔ ابو عیسیٰ نے فرمایا کہ مدینہ میں یہ آواز سنی گئی کہ سعد ابن عبادہ خزرج کے اچھے آدمی ہیں انہوں نے حضور کی بات مانی ان کو سعادت ملی پھر ان کی زندگی اچھی گزری پھر اسی حال میں خدا سے جا ملے۔



۶۶ واں باب

جنات کا غزوہ بدر کے بارے میں خبر دینا

قاسم ابن ثابت نے فرمایا کہ جب قریش بدر کی طرف روانہ ہوئے تھے تو ان میں ایک جن نے دور سے یہ آواز دی (جن دن مسلمانوں نے بدر میں حملہ کیا تھا) کہ دین حنیف کے ماننے والوں نے بدر میں کامیابی حاصل کی ہے اور وہ عنقریب ہی قیصر و کبریٰ کو بھی مغلوب کریں گے لڑائی کے بہادریوں کو فنا کر دیا ہے عورتیں حرمت سے سینہ پیٹ رہی ہیں جو شخص محمد کا دشمن بنا وہی ہدایت سے دور ہو کر پریشان ہوا کسی نے کہا کہ دین حنیف کے ماننے والے کون ہیں انہوں نے کہا کہ محمد اور ان کے اصحاب کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم دین ابراہیمی پر قائم ہیں پھر تھوڑی ہی دیر بعد اس خبر کی تصدیق ہو گئی کہ کفار کو جنگ بدر میں شکست ہوئی ہے۔ واللہ اعلم

۶۷ واں باب

جنات کا سعد ابن عبادہ کو قتل کرنا اور اس کی خبر دینا

ابن عبد البر نے ذکر کیا ہے کہ سعد ابن عبادہ نے حضرت ابو بکر کی بیعت سے تخلف کیا اور مدینہ منورہ سے نکل گئے اور واپس نہیں آئے یہاں تک کہ ملک شام کے علاقہ حوران میں وفات پائی ۱۵ ہجری میں جبکہ حضرت عمر کے دورِ خلافت کے چھٹے سال گذر چکے تھے ایک روایت میں ۱۴ ہجری آیا ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کے دورِ خلافت میں ہی وفات ہوئی تھی اور ایک سند ظاہر ہے کہ ۱۴ ہجری کی ہے بہر حال جو بھی ہو مگر اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ سعد بن عبادہ غسل خانہ میں مرے ہوئے پائے گئے اور آپ کا جسم سبز ہو چکا تھا کسی کو ان

کے مرنے کی خبر نہیں ہوئی یہاں تک کہ ایک آواز سنائی دی اور کوئی نظر نہیں آیا
اس نے کہا کہ ہم نے خنزیر کے سردار سعد بن عبادہ کو قتل کیا ہے ہم نے اس کے
دو تیر مارے اور اس کا دل زخمی کر دیا اس سے معلوم ہوا کہ ان کو جنات نے قتل کیا
تھا۔ ابن جریج نے بھی حضرت عطاء سے اس طرح روایت کیا ہے۔

زمخشری نے فرمایا کہ علقمہ بن صفوان حرب ابن امیہ ان دونوں حضرات کو
بھی جنات نے ہی قتل کیا تھا اور جنات نے یہ شعر پڑھا تھا۔

یعنی حرب کی قبر بیابان جنگل میں ہے اور وہ تنہا ہی دفن ہوا ہے اس کے
پاس کوئی نہیں ہے

یہ شعر جنات کا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ کوئی بھی آدمی اس شعر کو تین مرتبہ
سلسل بغیر اٹکے نہیں پڑھ سکتا اور جنات کے علاوہ کے اشعار کو آدمی دس مرتبہ
بغیر اٹکے پڑھ سکتا ہے۔

۶۸ وال باب

جنات سے گذری ہوئی باتیں دریافت کرنا اور دور کے لوگوں

کے احوال دریافت کرنا جائز ہے اور آنے والی

خبریں معلوم کرنا جائز نہیں ہے

سالم ابن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو حضرت عمرؓ ابن الخطابؓ کی

خبر نہیں مل سکی آپ ایک عورت کے پاس آئے جس کے پیٹ میں شیطان تھا آپ
نے اسی عورت سے حضرت عمرؓ کے بارے میں دریافت کیا اس نے کہا کہ میرے شیطان

کے حاضر ہونے تک توقف کرو پھر اس کا شیطان آیا اس عورت نے شیطان سے معلوم کیا کہ
حضرت عمر ابن الخطاب کس حال میں ہیں اس نے کہا کہ ہمارا کا تہ بند باندھے ہوئے ہیں
صدقہ اونٹ تیار کرنے میں مشغول ہیں اور ان کو جو بھی شیطان دیکھتا ہے وہی منہ
کے بل گر پڑتا ہے ان کے ساتھ ہر وقت حفاظت کرتے والے فرشتے رہتا ہے اور
روح القدس ان کی زبان پر کلام کرتے ہیں (از مترجم) اس سے مراد آپ کا وہ بیہوش
اور رعب ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت عمر جس راستے سے گزرتے
ہیں شیطان دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن احمد ابن حنبل نے نقل فرمایا ہے کہ جس وقت حضرت
ابوموسیٰ اشعری کوفہ کے گورنر تھے آپ کو حضرت عمر ابن الخطاب کی خبر نہ مل سکی کہ وہ کہا
ہیں کوفہ میں ایک عورت تھی جس سے شیطان کلام کیا کرتا تھا آپ نے اس کے پاس
اپنا قاصد روانہ فرمایا کہ حضرت عمر کی خبر اس سے معلوم کر کے آؤ۔ اس نے بتلایا کہ وہ لمن میں
ہیں عنقریب واپس آرہے ہیں اس کے بعد جب وہ کافی دنوں تک نہیں آئے تو حضرت
ابوموسیٰ اشعری نے پھر حکم بھیجا کہ اس شیطان سے کہہ دو کہ امیر المؤمنین کی خبر لاوے
شیطان نے کہا کہ ہم اس کے قریب نہیں جا سکتے اس کے ساتھ ہر وقت روح القدس
رہتے ہیں اور جو بھی شیطان حضرت عمر ابن الخطاب کی آواز سن لیتا ہے وہی رعب
کی وجہ سے منہ کے بل زمین پر گر جاتا ہے۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمر ابن الخطاب نے ایک لشکر کو لڑائی
کے لئے روانہ فرمایا ایک شخص مدینہ میں آیا اس نے خبر دی کہ لشکر دشمن پر کامیابی
حاصل کر چکا ہے اور یہ خبر خوب عام ہو گئی حضرت عمر نے اس کے بارے میں دریافت
کیا لوگوں نے جواب دیا کہ اب ہمیشہ ہم ایک جن ہے اس نے خبر دی ہے اس کے بعد
پھر ایک انسان نے بھی اگر اس طرح خبر دی اور اس کی تصدیق ہو گئی۔

علامہ ابن تیمیہ کی تحقیق :-

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ جنات سے باتیں معلوم کرنا اور بطور تعظیم ان کی ہر خبر کی تصدیق کرنا اور ان کو سچا گمان کرنا یہ حرام ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کچھ لوگ کاہنوں کے پاس جلتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ان کے پاس مت جایا کرو۔ مسلم شریف میں روایت ہے کہ جس شخص نے کاہن سے کوئی بات پوچھی اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہ ہوگی۔ اور اگر بطور امتحان و آزمائش معلوم کیا جائے اور اس معلوم کرنے والے کو اس خبر کے صدق و کذب میں امتیاز کرنے کی صلاحیت ہو اور اس کے بارے میں اس کو صحیح علم ہو چکا ہو صرف امتحان مقصود ہو تو ایسی صورت میں جائز ہے کہ صحیحین میں مذکور ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد سے معلوم کیا تھا کہ تیرے پاس کیا آتا ہے اس نے کہا کہ سچ اور جھوٹ دونوں آتے ہیں پھر آپ نے معلوم کیا کہ تو نے کیا دیکھا ہے اس نے کہا کہ پانی پر عرش دیکھا ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے تیرے لئے ایک چتر تھپا رکھی ہے اس نے کہا وہ خان آپ نے فرمایا تو ذلیل ہو اور رسوا ہو تو تو کاہنوں کا بھائی ہے مراد تو کاہن ہے اور اگر جنات جنات کے بارے میں خبر دیں تو اس کا حکم ایسا ہے جیسا کہ مسلمان سے کوئی کافر یا فاجر کوئی خبر بیان کرے تو جس طرح فاسق کی خبر محض سنی ہوئی کافی نہیں ہوتی بلکہ اس کے صدق و کذب کے لئے شہادت ضروری ہے اس طرح جنات کی خبر کی تصدیق و تکذیب کے لئے شہادت ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن کا حکم ہے اگر کوئی فاسق خبر دیے تو اس کی تصدیق شہادت سے کر لو حضرت ابو بکرؓ سے بخاری شریف میں مروی ہے کہ اہل توریت کتاب کو پڑھتے تھے اور اس کی تفسیر عربی میں کیا کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایشاد فرمایا کہ نہ ان کی تصدیق کرو اور نہ تکذیب کیونکہ یا تو وہ سچ بیان کریں گے اور

تم اس کو باطل کہو گے یا وہ باطل بیان کریں گے اور تم اس کو سچ کہو گے بلکہ یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو چیز ہمارے لئے اتاری گئی ہے اس پر اور تمہارے اوپر اتاری گئی تھی اس پر اور ہمارا تمہارا سب کا معبود ایک ہی ہے۔

علامہ ابن تیمیہ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے لئے جنات کی خبریں سُنا جائز ہے بشرطیکہ اس کی تصدیق و تکذیب نہ کریں اور جنات کی خبروں کا حکم بھی یہی ہے جو اہل کتاب کی خبروں کا ہے یعنی نہ ان کی تصدیق کریں اور نہ تکذیب جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے (از مولف)

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو یہ طاقت بخشی ہے کہ وہ لمبی سے لمبی مسافت کو تھوڑے سے وقت میں طے کر سکتے ہیں جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں ہے کہ ایک مغربیت جن نے کہا تھا کہ میں آپ کے کھڑا ہونے سے قبل بلقیس کا تخت حاضر کر دوں گا اور جنات جو دور کے شہروں کی خبر دیتے ہیں اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب کوئی شخص کسی واقعہ کے بارے میں معلوم کرتا ہے یا کسی در دراز کے ممالک کے انسان کے بارے میں معلوم کرتا ہے تو ممکن ہے اس جن کو اس واقعہ کی خبر ہو اور اس شخص کی خبر ہو اور وہ اپنے علم کے مطابق خبر دیتا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کو پہلے سے خبر نہ ہو بلکہ جب اس سے معلوم کیا جاتا ہو تو اس وقت جا کر اس واقعہ کی تحقیق کرتا ہو اور واپس آ کر پھر خبر دیتا ہو بہر حال جو بھی ہو اس قسم کی خبر سے صرف گمان کا فائدہ ہوتا ہے اور علاوہ ایک دلچسپی کے اور کوئی اس کی حقیقت نہیں ہے اور عنقریب دیگر ابواب میں آ رہا ہے کہ جنات نے کسی واقعہ کی خبر دی پھر اس کے بعد اسی طرح انسان نے اس کی خبر دی البتہ ان سے غیر واقع شدہ امور میں دریافت کرنا اور ان کی تصدیق کرنا اس بنیاد پر کہ وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں یہ صریح کفر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی حدیث ہے کہ کاہنوں کے پاس مت آؤ اور جو شخص کاہن کے پاس آیا اس نے کفر کیا۔ ان دونوں حدیثوں کا یہی مطلب ہے کہ ان سے غیب کی باتیں معلوم کی جائیں اور پھر ان کی تصدیق کی جائے یہ ہرگز جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم

۶۹ وال باب

جنات کا قیامت کے دن موزنوں کے لئے شہادت

دینا

بخاری اور موطا میں ابوسعیدؓ کی حدیث ہے کہ ان کو حضور نے فرمایا کہ میں تمہ کو دیکھ رہا ہوں کہ بکری تمہ کو پسند ہے اور تو جنگل میں رہتا ہے جب تو جنگل میں ہوا کرے اور نماز کا وقت آجایا کرے تو زور سے اذان دیا کرے کیونکہ موزن کی اذان کی آواز جو بھی جن دانس نے گا وہی قیامت کے روز اس کے ایمان کی گواہی دے گا۔ ابوسعید فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو سنا ہے

۷۰ وال باب

جنات کا عبد اللہ بن جدعان کی موت کی خبر دینا

ابوالیاس فرماتے ہیں کہ ہم قریش کے ساتھ شام کے لئے روانہ ہوئے ہم نے ایک جگہ قیام کیا جن کا نام وادی عوف تھا ہم نے وہیں رات گزاری میں رات کو بیدار ہوا تو دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے "شر الھکک النساک" ایخ ترجمہ :- یعنی بنو فہر کا شیر دل سخی موحکا ہے جو صاحب فخر اور بزرگی والا تھا جب میں نے بیٹنا تو اپنے دل میں سوچا کہ اس کو جواب دینا چاہیے پس میں نے کہا۔ "الا ایھک النساکی" ایخ اے موت کی خبر دینے والے وہ بنو فہر کا کون سا آدمی

ہے جس کے بارے میں تو خبر دے رہا ہے اس نے کہا کہ میں ابن جعدان بن عمرو صاحب سخاوت کی خبر دے رہا ہوں جو اونچے نچے نسب والا بڑے سے مرتبے والا دائمی بزرگی والا تھا میں نے سن کر کہا خدا کی قسم تو نے ایسے سید کی خبر دی ہے جو بزرگی میں تمام اولادِ نضر پر فائق ہے اس نے کہا کہ میں سحور توں کو دیکھا ہے اس پر نوحہ کرتی ہوئیں اپنے بہروں کو نوحہ رہی تھیں۔ چاہ زم زم اور حجرِ النود کے درمیان بیٹھی ہوئی چیخ رہی تھیں مراد قریش کی عورتیں ہیں۔ میں نے کہا کہ کب مرا ہے کیونکہ مجھے وہاں سے آئے ہوئے تقریباً نو دن ہو چکے تھے اس نے کہا کہ پورے تین دن ہو چکے ہیں رات میں فجر کے وقت مرا ہے اتنے ہی میں میرے ساتھی بیدار ہو گئے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کس سے باتیں کر رہے تھے میں نے کہا کہ ایک جن نے ابن جعدان کی موت کی خبر دی ہے انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم اگر شرافت و عزت اور کثرت مال کی وجہ سے کوئی ہمیشہ رہتا تو ابن جعدان زیادہ لائق تھا۔ پھر اس جن نے یہ سن کر کہا کہ زمانہ کسی عزیز کو عزت کی وجہ سے اور ذلیل کو ذلت کی وجہ سے نہیں چھوڑتا میں نے کہا کہ جن و انس میں سے کوئی نہیں بچے گا اور نہ ہی کوئی سخت و نرم بچے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ جب ہم مکہ میں واپس آئے تو معلوم ہوا کہ ابن جعدان مر چکا ہے۔

ابن جعدان کا مختصر تعارف (از مولف)

عبدلہ بن جعدان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیمم جن کی کنیت ابوزہبیر تھی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا چچا زاد بھائی تھا۔ شروع میں ہنالیہت عزیز تھا اور اس کے ساتھ ساتھ ہنالیہت شریف بھی تھا۔ خیالیں کرتا کرتا تھا اور اس کا باپ اور قوم اس کی دیت دیا کرتی تھی اس کے باپ نے اور قوم نے اس کو ملک بدر کر دیا اور قسم کھالی کہ ہم کبھی بھی اس کو نہیں آنے دیں گے کیونکہ وہ اس

کے جرائم کے تاوان دیتے دیتے عاجز آگئے تھے پس وہ پریشان ہو کر موت کی تمنا میں
مکہ کے پہاڑوں میں چلا گیا اور ایک پہاڑ کی کھو میں داخل ہوا کہ یہاں پر کوئی چیز اس
کو مار دے گی اور اس کو زندگی سے نجات بل جلائے گی اتنے ہی میں ایک بہت بڑا
اژدھا جس کی آنکھیں چراغ کی طرح چمک رہی تھیں اس اژدھانے اس پر حملہ کیا وہ
اس سے بچ کر واپس بھاگا اور ایک گھر کے پاس آیا چند ہی قدم چلنے پایا تھا کہ وہ اژدھا
بھی اوپر چڑھ کر آگیا اور شیر کی طرح اس کی طرف لپکا وہ پھر اس سے بچ گیا مگر اس کے
دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ اژدھا مصنوعی ہے حقیقی نہیں اور وہ وہیں رک گیا پس
جب اس کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ اژدھا سونے کا ہے اور اس کی آنکھیں یا قوت کی
ہیں اس نے اس کو توڑ دیا اور اس کی آنکھیں نکال لیں پھر اس مکان میں داخل ہوا۔
وہاں دیکھا کہ بہت لمبے قد کے آدمی تختوں پر پڑے ہوئے ہیں اس جیسے اس نے کبھی
نہیں دیکھے تھے اور ان کے سر ہلنے چاندی کی تختیاں ہیں جن پر ان کی تاریخ وفات
لکھی ہوئی ہے پس اس کو معلوم ہوا کہ وہ اشخاص قبیلہ جرہم کے بادشاہ ہیں اور ان
میں سب سے آخر میں مرنے والا حادث بن مضاف ہے جو ایک بڑی بستی کا مالک
تھا ان پر لباس بھی تھا جب اس نے اس لباس کو ہاتھ لگایا تو وہ غبار کی طرح اڑ
گیا کیونکہ طویل مدت کی وجہ سے وہ بوسیدہ ہو چکا تھا۔ ابن ہشام نے فرمایا کہ ان میں
ایک تختی ننگ مرمر کی تھی جس پر لکھا ہوا تھا کہ میں فضیلہ بن عبد الممدان حضرت ہود علیہ
السلام کی اولاد میں سے ہوں میں پانچ سو سال تک زندہ رہا اور مال و دولت کی
طلب میں تمام دنیا میں پھرا اس کے باوجود بھی میں موت کے منہ سے نہیں بچ سکا۔
اس کی قبر کے نیچے کے حلقہ میں لکھا ہوا تھا۔ اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

مکہ میں نے ملک و مال کی طلب میں بڑے لمبے لمبے سفر کیئے ہیں اور میں نے
مال کی تحصیل میں بڑے بڑے جنگلات کو چھان مارا تھا اس کے باوجود بھی موت

نے اپنے غمخیز میرے دل میں گارڈ کر چھوڑے میری شورش ختم ہو گئی اور میرے ملامت گولہ کو میری موت سے سکون نصیب ہوا جب مجھ کو بڑھاپا آیا تو میں بجائے عکند ہونے کے بیوقوف کہا جانے لگا مجھ کو کسی نے پکار کر کہا کہ اب تیری جوانی واپس نہیں آئے گی اور کیا تو نے کبھی دیکھا یا سنا ہے کہ کسی نے دودھ نکال کر پھر واپس تھنوں میں لوٹا دیا ہو۔“

اس کے بعد اس نے اس گھر کے وسط میں سونے چاندی جو امرات کا ایک ڈھیر لگا ہوا دیکھا پس اس میں سے چولینا تھالے لیا اور اس پر ایک علامت لگا کر پتھروں سے اس مکان کا دروازہ بند کر دیا اور پھر اپنے باپ کے پاس بہت سا مال بھیجا اور اس سے معافی مانگی اور اپنے پورے خاندان کو خوب مال دیا یہاں تک کہ اپنے خاندان کا ذمہ دار بن گیا اور برابر اس مال میں سے خرچ کرتا رہا اور لوگوں کو کھلاتا رہا اور خوب سخاوت کرتا رہا۔ جب اس کو بڑھاپا آیا تو بنو تمیم نے چاہا کہ اس کو مال خرچ کرنے سے روکنا چاہیے اور اس کو ملامت کرنا شروع کر دی پھر اس نے یہ رویہ اختیار کیا کہ کسی آدمی کو بلاتا اور اس کے ہلکا سا چپت لگاتا پھر اس سے کہتا کہ کھڑا ہو اور اس کی دیت طلب کر پھر بنو تمیم اس کے مال میں سے اس کو دیت کے طور پر دیتے۔

ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دو پہر کو ابصر جدعان کی لگن کے سایہ میں آرام کیا کرتا تھا اتنی بڑی اس کی لگن تھی۔ ابن قتیبہ نے فرمایا کہ ابن جدعان کی لگن سے اونٹ کا سوار سوار ہونے کی حالت میں کھالیا کرتا تھا اور اس میں ایک بچہ ڈوب کر مر گیا تھا اس قدر گہری اور اونچی تھی۔ امید ابن صلت بنو دیان کے پاس آئے انہوں نے ان کا کھانا دیکھا تو وہ گیہوں کا میدہ گھی اور خالص شہد تھا۔ ابن جدعان کھورا اور ستو کھلایا کرتا تھا اور دودھ پلایا کرتا تھا جب اُمیہ

نے یہ حالت دیکھی تو ان کی مدح میں اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔
 ”میں نے بہت سے سخی لوگ دیکھے ہیں مگر سب سے زیادہ سخی بنو دیمان کو پایا ان
 کا کھانا میدہ اور خالص گھی اور شہد ہے بنو جدعان کی طرح ہلکا کھانا نہیں ہے۔“
 جب ابن جدعان کو یہ خبر ملی کہ امیہ ابن صلت نے میرا کھانا ہلکا بتلایا ہے تو اس
 نے میدہ شہد اور گھی لانے کے لئے ملک شام کے لئے دو ہزار اونٹ روانہ کیے جب
 وہ آگئے تو خانہ کعبہ پر کھڑے ہو کر ندادی لوگو ابن جدعان کے دسترخواں کی طرف آجاؤ
 امیہ نے سن کر شعر کہا جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

”کہ ابن جدعان کا داعی خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہو کر لپکار رہا ہے کہ ایک بڑے
 دسترخواں کی طرف آجاؤ جس میں میدہ اور شہد خالص سے تیار کیا ہوا کھانا ہے۔“
 مسلم شریف میں حدیث ہے حضرت عائشہؓ نے حضور سے دریافت کیا کہ یا
 رسول اللہ ابن جدعان خیرات کرتا تھا مہمان نوازی کرتا تھا کیا اس کو قیامت کے روز
 کوئی نفع ہوگا آپ نے فرمایا کہ نہیں کیونکہ اس نے کبھی قیامت پر ایمان لانے کا ذکر
 نہیں کیا۔

ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلف الفضول
 کے وقت میں ابن جدعان کے گھر گیا تھا اور اگر وہ مجھے سرخ اونٹ بھی دیتا تو میں پسند
 نہ کرتا اور اگر اسلام کی حالت میں وہ میری دعوت بھی کرتا تو میں اس کو قبول کر لیتا۔
 حلف الفضول آپ کی بعثت سے بیس سال قبل ذی قعدہ میں پیش آیا تھا واللہ
 اعلم بالصواب۔

اول باب

ابو عبیدہ بن جراح کی شہادت پر جنات کا نوحہ کرنا
 ابو بکر ابن محمد فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ابن الخطاب نے ابو عبیدہ کی امارت

میں ایک دستہ روانہ کیا جب کافی دنوں تک کوئی خبر نہ ملی تو آپ کو پریشانی لاحق ہوئی اور آپ نے ان کے بارے میں تحقیق شروع فرمادی طائف سے ایک شخص آیا اور اس نے کہا مسجد نبوی میں بیان کیا کہ ہم طائف کی ایک وادی میں تھے جس کا نام کواسار ہے ہم نے ایک نوحہ کی آواز سنی کہ کچھ عورتیں کہہ رہی تھیں کہ تیری موت بھی خالد بن ولید کی طرح مقابلہ کے وقت آئی اللہ اس معرکہ کو مقدس بنائے جس میں وہ بہترین لوگ شہید ہوئے ہیں اس معرکہ میں بہت سے جنات مرد عورتیں روئی ہیں اب کوکم مستجاب الدعوات شخص جس کو انہوں نے مارا ہے بہت کم ملتا ہے کہ جو پوری رات نماز میں بیدار ہو کر روتا کرتا تھا پھر انہوں نے بلند آواز سے کہا ہٹے ابو عبیدہ ہٹے سلیطہ اس شخص نے بیان کیا کہ جب ہم نے یہ آواز سنی تو ہم اس کے پیچھے چلے بیٹے اور کچھ فاصلہ پر رہ کر کافی دور تک یہی آواز سنتے رہے اس کے بعد اس شخص نے یہ قصہ حضرت عمرؓ سے عرض کیا آپ نے تحقیق کے لئے خطر روانہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ ابو عبیدہ اسی دن شہید ہو چکے تھے سلیطہ سے مراد سلیط بن قیس انصاری ہیں جو حضرت ابو عبیدہ کا بیعت میں امیر لشکر تھے واللہ اعلم۔

۷۲۷ وال باب

جنگ قادسیہ میں قبیلہ نخع کی ہلاکت پر جنات کا
نوحہ کرنا

ابن ابی الدنیانے ذکر کیا کہ جب قبیلہ نخع جنگ قادسیہ میں مارا گیا تو یمن کی کسی وادی میں لوگوں نے جنات کو یہ کہتے ہوئے سنا اے حکم بنت خالد اسلام لے آچھا توڑے اور خراب تھوڑا توڑے دونوں برابر نہیں ہیں میری طرف سے سوچ تم کو مہار کباب دیتا ہے

اور ہر سوار مبارکباد دیتا ہے اور بہترین قبیلہ مبارک باد دیتا ہے جو محمد پر ایمان لایا ہے انہوں نے گسری کے مقابلہ میں کھڑے ہو کر معمولی معمولی تلواروں سے اس کے لشکر تباہ کیے ہیں۔ جب داعی اجل نے ناگہانی موت کا پیغام دیا تو وہ اس کو بیک کہہ گئے راوی کہتے ہیں کہ چند ہی ایام کے بعد ان کے قادیسیہ میں مرنے کی خبر پھیل گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۳ واں باب

حضرت عمر ابن الخطابؓ کی شہادت پر جنات کا مراثیہ

پڑھنا

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب تم اپنی مجلس کو اچھا بنانا چاہو تو حضرت عمر ابن الخطابؓ کا ذکر کثرت سے کرو پھر آپ فرماتی ہیں کہ ہم ایک مرتبہ محصب میں ٹھہرے ہوئے تھے ایک سوار آیا جب وہ ہم سے اتنا قریب ہو گیا کہ ہم اس کی آواز سن سکیں تو اس نے کہا کہ کیا مدینہ میں ایک شہید کے بعد زمین آسمان کی چمک باقی رہے گی اللہ تعالیٰ اس امام عادل کو بہترین بدلہ دیوے جو اس زمین میں شہید کرو یا گیا اس امام عادل نے کچھ امور طے کیے تھے اب تک ان کی کلیاں کھلنے نہیں پائی تھیں کہ ان پر آفتیں آگئیں اس امام عادل نے تقویٰ اور نیکی کے ساتھ انصاف پھیلا یا اور صاف ستھرا دین پیش عام کیا جو بھی آدمی سوار ہو کر کل کیے ہوئے کی تحقیق کرنا چاہے تو اس کو اس امام عادل کا کردار آگے طے گا مراد یہ ہے کہ اس کا ماضی و حال دونوں یکساں خیر والے ہیں۔ بنی کا امین اور یار تھا وہ اور بنی کے مخصوصین میں سے تھا جس کو اللہ نے ایسا جبہ پہنا دیا ہے

جو کبھی بوسیدہ نہیں ہوگا مراد آپ کا انتقال ہے آپ دین و تقویٰ طہارت عدل و انصاف کے پیکر تھے اور آپ کا دروازہ ہر بخش کاری سے بند تھا جنگل میں بھی آپ فقراء کو سیراب کیا کرتے تھے اور راتوں کو آپ فقراء کو توشہ دیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب ہم سے وہ آدمی الگ ہو گیا تو لوگوں نے کہا کہ یہ مزد شاہر معلوم ہوتا ہے پھر جب ہم مدینہ واپس لوٹے تو معلوم ہوا کہ ابو لولونے حضرت عمر کو شہید کر دیا ہے اور ہمارے ساتھ ساتھ منہ پر کپڑا باندھے ہوئے وہ سوار بھی مدینہ آیا۔ پھر میں نے اپنے حجرہ میں یہ آواز سنی جس کی سمت معلوم نہ ہو سکی کہ اسلام پر رویا جائے اور میری ہلاکت بھی قریب آچکی ہے اور دنیا بے سخت ہو چکی ہے اور اس کی خیر ختم ہو چکی ہے ایک صادق العہد کی وجہ سے۔ اس کے بات جب حضرت عثمان خلیفہ بنائے گئے تو آپ کی ملاقات مزد سے ہوئی آپ نے اس سے دریافت کیا کیا تو نے یہ اشعار کہے ہیں اس نے جواب دیا کہ میں آج تک ایسے اشعار نہیں کہے ہیں پھر ہم نے گمان کیا کہ کسی جن نے حضرت عمر پر مرثیہ کے طور پر یہ اشعار کہے ہوں گے۔

ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرت عمر کے شہید ہونے سے تین دن قبل جنات نے رو کر یہ اشعار کہے تھے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے

۱۔ کہ اللہ تعالیٰ برکت دے اور بھلائی کا بدلہ دے امام عادل کو آپ نے کچھ امور طے کیے تھے جن کی کلیاں اب تک کھلنے نہیں پائی تھیں کہ ان پر مصیبتیں آپڑیں جو آدمی سوار ہو کر دیکھنا چاہے دیکھ لے ان کا ہر وعدہ پورا ملے گا مجھ کو ان کے ایک خبیث اور بد صورت آدمی کے ہاتھوں سے قتل ہونے کا اندیشہ نہیں ہے۔

اندیشہ یہ ہے کہ اب دنیا کے اندر تاریکی چھا جائے گی آپ اپنے رب سے جنت میں جا ملے اور آپ کو ایسا لباس پہنا دیا گیا جو کبھی بوسیدہ نہ ہوگا۔



۴۴ وال باب

عثمان بن عفانؓ پر جنات کا نوحہ کرنا۔

عثمان بن مرہ اپنی والدہ سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ جب عثمان بن عفانؓ کو شہید کر دیا گیا تو جنات نے ان پر نوحہ کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

”ایک رات جنات کو سخت قسم کے پتھر مارے گئے جب صبح ہوئی تو ان کو پتہ چلا کہ بہادر باز مرچکا ہے۔ مراد عثمان بن عفانؓ ہیں جو اندر باہر کی زینت تھا اور غلاموں کو آزاد کیا کرتا تھا۔“

۴۵ وال باب

جنگ صفین کے مقتولین پر جنات کا نوحہ کرنا

قرشی فرماتے ہیں کہ بنو عمرو کا ایک شخص جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی معیت میں مارا گیا لوگوں نے ایک جینیہ کو یہ اشعار بطور نوحہ پڑھتے ہوئے سنا جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

”بنو عمرو اس نوجوان کے بارے میں دریافت کرو جو نہایت بُرد بار اور نیکو کار تھا جو ہر شکل سے مشکل میدان میں سواریاں دوڑا دیا کرتا تھا اور ہر معاملہ کے انجام کو جانتا تھا۔“

ازمؤلف:۔ جنگ صفین، ہجری میں واقع ہوئی تھی مشاجرات صحابہ میں سکوت ہی اولیٰ ہے اس لیے اس پر روشنی نہیں ڈالی گئی۔

.....

۷۶ واں باب

علیٰ ابن ابی طالب کی وفات کے بارے میں جنات کا خبر دینا

عمر ابن عامر سلمیٰ فرماتے ہیں کہ امیر معاویہ کے ایک فوجی نے اپنا بیٹا مارا اور اس کو گھر سے نکال دیا اور دروازہ بند کر دیا۔ اس کے بیٹے کو باپ کی ناراضگی سے بکی پیدا ہوئی اور وہ باہر چوترہ پر پڑ رہا کسی نے آواز دی اسے سوید اس لڑکے نے جواب دیا کہ یہاں سوید نام کا کوئی آزاد ہے اور نہ کوئی غلام ہے اس لڑکے نے پھر دیکھا کہ اس چوترہ کے شہتیر سے سیاہ بلی لٹک رہی ہے اور وہ نیچے گر گئی ہے اس نے کہا کون ہے اور کہاں سے آئی ہے اس بلی نے جواب دیا کہ میں فلاں ہوں اور عراق سے آیا ہوں۔ اس نے کہا وہاں کوئی نئی بات پیش آئی ہے اس نے جواب دیا کہ ہاں علیٰ ابن ابی طالب شہید کر دیئے گئے ہیں پھر اس نے کہا کہ مجھے کچھ کھلا دو میں بھوکا ہوں اور لوگوں نے اپنے برتن اللہ کا نام لے کر ڈھک دیئے ہیں مگر یہاں ایک لوسہ ہے کی سیخ ہے جس پر گوشت بھونا گیا تھا اس پر چکنا ہٹ کا اثر ہے وہ مجھے دے دو میں اسے چاٹ لوں گی اس نے وہ سیخ اس کو لا کر دے دی اور اس نے چاٹنا شروع کر دیا اس کے چاٹنے کی آواز اس لڑکے نے بھی سنی تھی اس کے بعد اس کو پھر وہیں رکھ دیا اس لڑکے نے اپنے والد کا دروازہ پیٹنا شروع کر دیا اور کہا کہ ابا جان ذرا باہر آؤ ایک بڑی بات پیش آئی ہے اور تمام قصہ سنا دیا اس کا باپ اس کے قصے کو سن کر اس لڑکے کو لے کر امیر معاویہ کے پاس آیا اور امیر معاویہ سے اس کا تذکرہ کیا امیر معاویہ نے

اسی وقت تحقیق کے لئے خط لکھا جواب سے معلوم ہوا کہ ایسا ہی ہوا ہے جیسا کہ
اس بلی کی شکل میں آنے والے جن نے خبر دی تھی۔ واللہ اعلم۔

۶۶۰ وال باب

حسین بن علیؑ پر جنات کا نوحہ کرنا۔
عمرو بن اسد نام فرماتے ہیں کہ ہم کو لوگوں نے بتلایا کہ جنات نے حسین بن
علیؑ کی شہادت پر نوحہ کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے تھے جن کا ترجمہ درج ذیل
ہے۔

”بھلا کے ہاتھ پھرنے سے ان کی پیشانی پر چمک پیدا ہوتی تھی اس کے والدین قریش
کے بڑے لوگوں میں سے تھے اور اس کے ناما سب سے بڑے تھے۔“

ام سلمہؓ نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور کے وصال کے بعد
سے میں نے جنات کو کسی پر نوحہ کرتے ہوئے نہیں سنا مگر حضرت حسینؑ کی شہادت
پر ایک جنیہ نے نوحہ کرتے ہوئے اشعار کہے تھے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے
”اے میری آنکھ تو رنج کا مظاہرہ کرتی رہ میرے سوا اور کون روٹے گا
شہداء پر ان کو ظالم بادشاہ کے پاس موت ہی نے کر گئی تھی۔“

ابن جریرم کلبی اپنی والدہ سے نقل فرماتے ہیں کہ جب حضرت حسینؑ مار دیئے
گئے تو میں نے پہاڑوں پر کسی کو یہ پکارتے ہوئے سنا۔

”اے حسین کے قاتلو تم کو سحت عذاب و سزا ملے گی تمام آسمان والے تم
پر بددعا کر رہے ہیں۔ بنی بھی مالک بھی قبیل بھی مراد فرشتے ہیں۔ سلیمان موسیٰ
عیسیٰ سب تم پر لعنت کرتے ہیں۔“



۷۸ وال باب

شہداء و صحراہ پر جنات کا نوحہ کرنا

حضرت زبیرؓ کے کسی لڑکے سے مروی ہے کہ جب اہل حورہ قتل کر دیئے گئے تو مکہ میں جبل ابوقبیس پر کسی نے یہ اشعار کہے۔

ترجمہ ۱۔ نیک لوگ سخاوت و شجاعت والے مار دیئے گئے روزہ رکھنے والے نماز پڑھنے والے تلاوت کرنے والے بھلے آدمی مار دیئے گئے۔ واقم اور بقیع میں ایسا کوئی بہادر دفن نہیں ہوا ہوگا۔ یثرب کے لئے ہلاکت ہے کہ اس میں ایسا جرم ہوا ہے۔“

ابن زبیر نے جب یہ سنا تو اپنے اصحاب سے کہا کہ تمہارے ساتھی مارے گئے ہیں۔ ”اَنَا لَشِدْرٍ اِنَّا اِلَيْهِ رَا جَعُونُ“

ازموکف ۱۔ واقعہ حورہ ۶۳ھ ہجری ستائیسویں ذی الحجہ کو مدینہ منورہ میں پیش آیا جس کے اندر بہت سے صحابہ اور دیگر حضرات مارے گئے۔ خلیفہ فرماتے ہیں کہ قریش و انصار میں سے تین سو ساٹھ آدمی مارے گئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حورہ میں کھڑے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کہ اس جنگ میری امت کے لیے لوگ مارے جائیں گے جو میری امت میں میرے صحابہ کے بعد سب سے بہتر ہوں گے واقعہ حورہ اس طرح پیش آیا تھا کہ اہل مدینہ نے یزید ابن معاویہ سے بیعت توڑ دی تھی اور مروان بن حکم کو اور دیگر حضرات بنو امیہ کو مدینہ سے نکال دیا تھا اور عبداللہ ابن حنظلہ کو اپنا امیر منتخب کر لیا تھا اکابر صحابہ نے اس سے التفات

۱۔ واقم اور بقیع قبرستان کے نام ہیں۔

نہیں کیا تھا اور اس کو ناپسند فرمایا تھا۔ یزید نے مسلم ابن عقبہ کو مدینہ پر فوج کشی کا حکم دیا اور انہوں نے اس کے حکم سے ان سے جنگ کیا۔

سہیلی نے فرمایا کہ اس دن مہاجرین و انصار میں سے سترہ سو آدمی مارے گئے اور مختلف جماعتوں کے دس ہزار آدمی مارے گئے۔

حافظ ذہبی نے اس کا نام حورہ زہرہ بیان کیا ہے اور وجہ یہ بیان کی ہے کہ یہاں یہود کی ایک بستی تھی جن کو بزہرہ کہا کرتے تھے۔

زہرہ نے فضائل مدینہ میں ذکر کیا ہے کہ قدیم زمانہ میں ایک بستی تھی جس میں تین اور شکار رہا کرتے تھے اور یزید نے اہل مدینہ کی بہت منت سماجت کی تھی اور ان کو بڑے بڑے عطیہ دیئے تھے اور ان کو طاعت کی طرف بہت مائل کیا تھا اور مخالفت سے بھی ڈرایا تھا مگر اللہ کا جو کرنا تھا وہ ہوا اور اصل فیصلہ اللہ ہی فرمائیں گے

۹۷، وال باب

جنات کا عمر بن عبدالعزیز اور ہارون الرشید کی وفات

کی خبر دینا

ماجھون فرماتے ہیں کہ میں ایک رات مکہ میں باہر نکلا میں نے دیکھا کہ ایک کتا دوڑتا ہوا آیا اور دوسرے کتوں میں داخل ہو گیا اور ان سے کہا کہ تم ہنس رہے ہو کھیل رہے ہو حالانکہ رات عمر بن عبدالعزیز کا انتقال ہو چکا یہ سن کر میں بھاگا اور چلا میں معلوم ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز رات کو مر چکے ہیں

حاکم ابو عبداللہ نے تاریخ سنیا پور میں ہارون الرشید کے تذکرہ میں بیان کیا کہ عبداللہ بن سلام نے فرمایا کہ میں اذان دینے کے لئے مینارہ پر چڑھا صبح صادق طلوع

ہونے کی انتظار میں تھا دیکھا کہ دو کتے آمنے سامنے آ رہے ہیں ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیا خبر ہے سناؤ دوسرے نے کہا رات بارون الرشید مر چکے ہیں میں نے خط لکھ کر معلوم کیا پتہ چلا کہ اسی رات مر چکے تھے۔

ازمؤلف :- بارون الرشید کا انتقال شہر طوس میں ہوا ۱۹۳ھ ہجری آپ کی مدت خلافت تیس سال ایک ماہ ہوئی ہے اور عمر پندرہتر سال ہوئی ہے

۸۰ وال باب

امام ابو حنیفہ کے انتقال پر جنات کا رونا۔

جیسا فرماتے ہیں کہ جس رات امام ابو حنیفہ کا انتقال ہوا تو جنات نے نوحہ کیا ہم نے آواز سنی اور کچھ نظر نہیں آیا۔ انہوں نے کہا تھا کہ علم فقہ ختم ہو چکا اب تم کو فقہ نہیں ملے گا اللہ سے ڈرو اور اچھے بنو نعمان بن ثابت مر چکے ہیں جو راتوں کو زندہ کیا کرتے تھے امام صاحب کا انتقال ۱۵۰ھ ہجری بغداد شہر میں ہوا تھا

۸۱ وال باب

دکین بن جراح کی وفات پر جنات کا نوحہ کرنا۔

عباس دوری فرماتے ہیں کہ حضرت دینار بن جراح کے لئے روانہ ہوئے اور وہ ہر سال گرمی کے موسم میں مکہ آجایا کرتے تھے ان کے گھر سے روانہ ہونے کے بعد ان کے گھر والوں نے نوحہ کی آواز سنی چونکہ ان کا گھر دینار بن جراح کے گھر سے دور تھا انہوں نے گمان کیا کہ یہ آواز ہمارے گھر میں نہیں ہے ان کو یہ گمان رہا کہ یہ نوحہ کی آواز ہمارے گھر میں نہیں ہے آنکھیں کھلنے پر معلوم ہوا کہ ہمارے ہی یہاں ہے جب لوگ حج سے واپس ہوئے انہوں نے خبر دی کہ دینار بن جراح اسی رات میں مر چکے تھے جس رات

میں تمہنے نوحہ کی آواز سنی تھی۔

ازمؤلف :- حضرت دکیع اپنے وقت کے امام مجتہد تھے تمام علوم شرعیہ کے ماہر تھے ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور روزانہ شب میں ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے اور امام اعظم کے مذہب پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور امام اعظم سے بہت سی روایتیں بیان کیا کرتے تھے ۱۹۶ھ ہجری میں وفات پائی آپ کی کل عمر ۶۸ سال ہوئی آپ کے مناقب کثیر و کثیر ہیں۔ امام زمخشری نے فرمایا ہے کہ آپ نے ۴۰ چالیس حج کئے ہیں اور عبادان میں ۴۰ دن تک حدود اسلامیہ کی حفاظت کی ہے اور وہیں چالیس قرآن ختم کیے ہیں آپ سے چار ہزار احادیث مروی ہیں اور آپ نے چالیس ہزار دہم خیرات کئے ہیں اور آپ کو کبھی کسی نے آرام کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

۸۲ واں باب

متوکل بادشاہ کے انتقال پر جنات کا نوحہ کرنا
عمر بن شیبان فرماتے ہیں کہ جس رات متوکل کو قتل کیا گیا میں ملک شام میں اپنے گھر میں تھا مجھے کوئی علم نہیں تھا کہ متوکل مارا گیا ہے میں نے رات بھر اپنے گھر کے کونے میں سے یہ آواز سنی شعر یا ناظم اللیل الخ
ترجمہ :- اے رات میں بے خبر سونے والے بیدار ہو اے عمر بن شیبان اپنے آنسو بہا مجھ کو یہ سن کر گھبراہٹ ہوئی پھر میری آنکھ لگ گئی اس نے پھر یہی کہا تین بار ایسا ہی ہوا میں نے اپنی بازو سے قلم دوات منگائی اور اپنے پاس رکھ لی پھر کچھ دیر بعد اس نے چند اشعار کہے میں نے ان کو لکھ لیا۔ ترجمہ اشعار درض
ذیل ہے۔

”کیا نہیں دیکھا تو نے میرے لوگوں کو انہوں نے ایک ہاشمی کے ساتھ کیسا نازیبا

سوک کیا ہے انہوں نے ایک مظلوم کو تباہ کر دیا جس کی وجہ سے زمین و آسمان کی تمام مخلوق پریشان ہے پرندے ٹمگیں ہیں بادل رک گئے ہیں گھاس کم ہو گئی اشیاء کے بھاؤ کم ہو گئے ہیں نہریں خشک ہو گئی ہیں زمین میں زلزلہ ہے آپ کو عنقریب ہی اس کا نتیجہ ملنے والا ہے اپنے بادشاہ پر آنسو بہاؤ کیونکہ تمام جن و انس کو ان کے مرنے کا غم ہے؛

محمد بن سعدہ فرماتے ہیں کہ میں سامرا میں متوکل کے قتل ہونے کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ ترجمہ اشعار ”جن لوگوں نے تجھ کو چھوڑا ہے وہ آباد نہیں ہو سکتے انہوں نے بد عہدی کر کے نہایت رذیل اخلاق کا ثبوت دیا ہے۔ اے مردو تہدرے پاس ایک بڑا شخص آیا ہے اس سے ملو اس کو تیروں نے ہلاک کیا ہے مارنے والوں کو خیر نہ ملے گی میرا قلب نہایت ہی ٹمگین ہے“

محمد بن سعدہ فرماتے ہیں کہ میں یہ سن کر بہت رو یا جب بیدار ہوا تو مجھ کو یہ اشعار یاد تھے میرے ایک ساتھی نے کہا کہ کیا بات تھی تو غیند میں رو رہا تھا۔
از مؤلف :- متوکل علی اللہ کا نام جس نے ۲۲۶ھ ہجری میں مارا گیا آپ کی مدت خلافت چودہ سال دس مہینے تین دن ہے آپ کی عمر چالیس سال ہوئی ہے آپ کے تمام اجداد بادشاہ ہوئے ہیں۔

۸۳ واں باب

کیا تمام جنات کو خدا تعالیٰ نے قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت دی ہے

عیسیٰ ابن ابوعیسیٰ فرماتے ہیں کہ مجاہد ابن یوسف کو کسی نے خبر دی کہ ملک

ایک علاقہ ہے جب کوئی وہیں راستہ بھول جاتا ہے تو اس کو آواز آتی ہے کہ راستہ ادھر ہے اور کوئی نظر نہیں آتا جماع نے یہ سن کر کچھ لوگ تیار کیئے اور ان سے کہا کہ وہاں ہونے کو قصد راستہ گم کر دینا اور جب تم کو آواز آئے وہیں اس پر حملہ کر دینا اور دیکھنا کہ وہ کیا ہے انہوں نے ایسا ہی کیا ان کو بھی آواز آئی کہ راستہ ادھر ہے انہوں نے فوراً حملہ کیا ان جنات نے ان سے کہا کہ تم ہم کو کبھی بھی نہیں دیکھ سکتے انہوں نے ان سے معلوم کیا کہ تم کب سے یہاں رہتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ مدت تو ہم کو یاد نہیں ہے مگر ہماری موجودگی میں ملک چین آٹھ مرتبہ تباہ ہو چکا ہے اور آٹھ مرتبہ آباد ہو چکا ہے۔

حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ حضرت حن نے فرمایا کہ جنات مرتے نہیں میں نے کہا کہ قرآن میں تو ارشاد ہے ” قد خلت من قبلہم من الجن والانس “ یعنی ان سے پہلے بہت سے انسان و جنات گزر چکے حضرت حن کا یہ فرمانا کہ جنات مرتے نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ابلیس کی طرح منظر ہیں جب اس کی موت آئے گی اسی وقت ان کی موت آئے گی اور قرآن کریم کی ظاہری آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت تک صرف ابلیس زندہ رہے گا۔ البتہ اس کی آل و اولاد کے بارے میں کوئی قرآن کی آیت دلالت نہیں کرتی کہ وہ بھی قیامت تک زندہ ہی رہیں گے بلکہ قرآن کی آیت ” انک من المنظرین “ سے بھی ابلیس ہی کی تخصیص معلوم ہوتی ہے کہ صرف وہی قیامت تک زندہ رہے گا اور تمام جنات کا قیامت تک زندہ رہنا قرآن کریم کی کوئی آیت اس پر دلالت نہیں کرتی۔ پس ممکن ہے کہ کچھ جنات منظر ہوں تمام کے بارے میں کوئی صریح آیت نہیں ہے بلکہ شروع ابواب میں گزر چکا ہے کہ انسانوں کی طرح جنات بھی مرتے ہیں۔

اور ابن عباسؓ نے اس کا تفسیر کی کہ جنات بھی انسانوں کی طرح مرتے ہیں۔
 ایک روایت میں ہے کہ ابن عباسؓ سے کسی نے دریافت کیا کہ
 کیا جنات مرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں مگر ابلیس قیامت تک زندہ رہے گا
 پھر اس نے پوچھا کہ یہ چھوٹا سا سانپ جس کو شک کہتے ہیں یہ کیا ہے آپ نے
 فرمایا کہ یہ چھوٹے جنات ہیں۔ ایک روایت میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ زندہ
 کے گزرنے کی وجہ سے ابلیس بھی بوڑھا ہوتا ہے مگر پھر تیس سالہ نوجوان بن
 جاتا ہے۔ عاصم احوال فرماتے ہیں کہ میں نے ربیع ابن انس سے دریافت کیا مجھ
 کو بتلایئے کہ جو شیطان انسان سلم کے ساتھ رہتا ہے کیا وہ مرتا نہیں آپ نے
 فرمایا کہ وہ ایک شیطان تھوڑا ہی ہے وہ تو ربیعہ مضر کی طرح بہت زیادہ
 ہیں عمارت بن میمون فرماتے ہیں کہ جنات تو مرجاتے ہیں مگر شیطان جوں کا توں
 جوان ہی ہے اور جوان ہی رہتا ہے مرتا نہیں۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ ابلیس
 کی ماں بھی جوان ہے باپ بھی جوان ہے اور ابلیس ان دونوں سے زیادہ جوان
 ہے۔

فصل

جنات کا محشر ہونا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "و یوم نحشرهم جمیعاً" یعنی قیامت کے
 روز ہم سب کو اٹھائیں گے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ جن وانس کو
 اس زمین میں جمع فرمائیں گے جو دوبارہ پھائی جائے گی وہ نظر آئیں گے اور داعی
 رب کی آواز سب کو سنائی دے گی ملائکہ کی ایک جماعت اترے گی اور وہ ان
 کا چکر لگائے گی پھر دوسری اترے گی وہ بھی چکر لگائے گی یہاں تک کہ چھ جہشتی
 اسی طرح چکر لگائیں گی۔ صحیح حدیث میں ہے کہ جب زمین ہٹ جائے گی اور

پہاڑ اڑتے پھوس گئے تو جنات انسان میں جانے شروع ہوں گے ان کو اٹھارہ
صغیر ملائکہ کی ملیں گی جو آسمان کے محافظ ہوں گے وہ ان کو ماریں گے اور کہیں
گے کہ واپس چلو جب تک خدا کا حکم نہ ہو گا تم کو راستہ نہ ملے گا۔ حضرت صفاک نے
اپنی تفسیر میں اس حدیث کو ذکر فرمایا ہے۔ واللہ اعلم

۸۲ واں باب

کیا ابلیس ملائکہ میں سے تھا

ابوالوفاء ابن عقیل نے کتاب الارشاد میں فرمایا ہے کہ اگر تم سے کوئی معلوم
کرے کہ ابلیس ملائکہ میں سے تھا یا نہیں تو یوں کہو کہ ملائکہ میں سے تھا بعض علماء
کا اس میں اختلاف ہے ابو بکر عبد العزیز نے بھی یہی فرمایا ہے کہ ابلیس ملائکہ
میں سے تھا چونکہ ارشاد خداوند کا ہے « وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا
لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا ابْلِیْسَ » اس آیت شریفہ میں ابلیس کا ملائکہ سے
استسار کیا گیا ہے اور لعنت عرب میں استسنا بکومما ہم جنس ہی سے ہوا کرتا
ہے یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی یوں بولے « فتح الخبازون الا فلانا » اور فلانا سے
مراد خدا لینے سے تو یہ مثال عربی قواعد و استعمال کے اعتبار سے عمدہ شمار نہ ہوگی اس
طرح « رایت الناس الا حمداً » کہنا بھی ستم نہ ہوگا چونکہ ان دونوں مثالوں
میں خلاف جنس سے استثناء کیا گیا ہے اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ کلام عرب میں ایسی
مثالیں ملتی ہیں جن میں خلاف جنس سے استثناء کیا گیا ہے اور پھر بھی ان کو
عمدہ شمار کیا گیا ہے اور فصحاء نے اپنے کلام میں اس کا تذکرہ کیا ہے جیسا کہ شیخ
لا قول ہے۔

و بلة لیس بمسا ایس الا ایس فیروا الایس

اس کا جواب یہ ہے کہ یعافیہ اور عیس و غیرہ ایمن بن سکتے ہیں انہیں سے استثناء نہیں ہے بلکہ ایسا ہی سے استثناء ہے چونکہ اس شعر میں ایمن کے علاوہ نہ کسی انس کا تذکرہ ہے نہ کسی جن کا پس شعر کا مطلب یہ ہے کہ بعض آبادیاں ایسی ہیں کہ جہاں بھیڑیوں اور درندوں کے علاوہ کوئی ایمن رہنے کا اہل نہیں ہے اور ابلیس کا ملائکہ میں سے ہونا اس کا بہترین استدلال یہ ہے کہ اگر وہ ملائکہ میں نہ ہوتا تو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ملامت و مذمت کا مستحق نہ ہوتا کیونکہ اس کو یہ موقع تھا کہ وہ یوں کہہ سکے میں حکم میں داخل نہیں تھا عدم جنس کی وجہ سے۔ پس جب ترک سجدہ کی وجہ سے اس کو نافرمان شمار کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ جنس ملائکہ میں داخل تھا اور سجدہ کرنے کا مامور تھا یہی وجہ ہے کہ جب اس نے "انا خیر منہ" کہہ کر حکم خداوندی سے اعراض کیا تو اس کو راندہ درگاہ قرار دیا گیا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی بادشاہ حکم کرے کہ آج بزاز لوگ اپنی اپنی دکانیں بند رکھیں اس حکم کے بعد اگر خباز لوگ اپنی اپنی دکانیں بند نہ رکھیں بلکہ کھول لیں تو وہ شاہ کے نافرمان شمار نہ ہوں گے کیونکہ حکم ان کو شامل نہیں ہے اس لئے کہ وہ لفظ بزاز کے مفہوم میں داخل نہیں ہیں۔ اسی طرح آیت خداوندی کو سمجھ لیا جائے اس پر اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ قرآن کریم نے اس کا خاص نام ذکر کیا ہے چنانچہ کہا ہے "الا ابلیس کان من الجن" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس جنات میں سے تھا اس کا جواب یہ ہے کہ ملائکہ کی ایک قسم ہے جس کو جن کہتے ہیں جیسا کہ اور دوسری اقسام ہیں مثلاً کروبیوں خزینتہ زبانیہ پس ملائکہ کی جنس ایک ہی ہے البتہ اقسام مختلف ہیں جیسا کہ آدمیوں کی جنس ایک ہے اور اقسام مختلف ہیں مثلاً عربی عجمی حبشی وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے اپنے خادموں کو طاعت کا حکم دیا سب نے پورا کر دیا مگر فلاں نے نافرمانی کی جو حبشی

تھا اس نے بات نہیں مانی اس کا مطلب یہ نہ ہوگا کہ اس کا حبشی خادم دوسرے
خادموں سے جنسیت کے اعتبار سے الگ ہے بلکہ جنس سب کی ایک ہے
نوع مختلف ہے یہی حال حکم خداوندی کا ہے کہ ملائکہ میں ابلیس بھی تھا مگر اس کی
قسم میں تھی اس اعتبار سے وہ ان سے مختلف تھا۔

ابو یعلیٰ فرطے ہیں کہ میں نے ابو اسحاق کی تعلیقات میں دیکھا ہے انہوں نے
فرمایا ہے کہ میں نے شیخ ابو بکر کو یہ فرطے ہوئے سنا ہے جبکہ ان سے پوچھا گیا تھا
کہ ابلیس ملائکہ میں سے تھا یا نہیں آپ نے فرمایا کہ اس کو آدم کے لئے سجدہ کرنے
کا حکم کیا گیا اگر وہ ان میں سے نہ ہوتا تو سجدہ کرنے کا حکم اس کو کیونکر دیا جاتا۔ اس
پر ابو اسحاق نے عرض کیا کہ تمام اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ ملائکہ علیہم السلام
کی ذریت نہیں اور نہ ہی ان کے حق میں تو والد و تناسل مقصور ہے اور ابلیس کے
ذریت بھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس ملائکہ سے علیحدہ ہے حالانکہ ابو بکر
عبدالعزیز کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ملائکہ میں سے ہے اور امام رازی
نے اپنی تفسیر میں اس کی تصریح کی ہے کہ وہ ملائکہ میں سے تھا اور پھر اختلاف
نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر وہ ملائکہ میں سے نہ ہوتا تو مامور بالسجود کیونکر ہوتا
کیونکہ سجدہ کا حکم ملائکہ کو دیا گیا تھا اور تمام علماء کا اجماع ہے کہ ابلیس کو بھی سجدہ
کا حکم شامل تھا اور اکثر مفسرین کی بھی یہی رائے ہے۔ ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ اور
صحابہ کی ایک جماعت اور سعید بن المسیب اور دیگر حضرات ان سب کا یہی مذہب
ہے اور متکلمین کی ایک جماعت کی بھی یہی رائے ہے۔

ابو قاسم انصاری نے فرمایا ہے کہ ہمارے شیخ ابو الحسن کا بھی یہی مذہب ہے
ابو اسحاق کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ ہے کہ ابلیس ملائکہ
میں سے نہیں تھا اسی وجہ سے انہوں نے دلیل کے ساتھ ابو بکر کے کلام پر اشکال

کیا ہے جو ابھی گزرا ہے جن بصری فرماتے ہیں کہ ابلیس ایک لمحہ کسے لئے بھی ملائکہ میں سے نہیں ہوا۔

قاضی ابو یعلیٰ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "الا ابلیس کان من الجن" یعنی ابلیس جنات میں سے ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ملائکہ میں سے نہیں تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد خبر دینا ہے اس امر کی کہ ابلیس کے دل میں خدا کی معصیت چھپی ہوئی تھی اس لئے لفظ جن کے معنی استقامت یعنی پوشیدگی کے آتے ہیں اس وجہ سے جب تک سچہ رحم مادر میں رہتا ہے اس کو جنین کہتے ہیں پوشیدہ ہونے کی وجہ سے اور مجنون بھی لفظ جن ہی سے مشتق ہے کیونکہ اس کی عقل مستور ہو جاتی ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ابو بکر رازی نے اپنی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے کہ ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ نے بیان فرمایا ہے کہ ابلیس کو سماء دنیا کے ملائکہ کا سردار بنا دیا گیا تھا اور وہ ملائکہ کی اس جماعت کا فرد تھا جس کو جن کہا جاتا ہے ان کو جن اس لئے کہتے ہیں کہ وہ جنت کے نگران ہوتے ہیں اور ابلیس خازن جنت تھا اور ابو اسحاق نے جو استدلال کیا ہے کہ ابلیس میں شہوت پائی جاتی ہے اور ملائکہ اس سے بری ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابلیس میں شہوت اس وقت پیدا ہوئی ہے جبکہ اس کو ملائکہ کی فہرست سے خارج کر دیا گیا جیسا کہ ہاروت ماروت میں زمین پر اترنے کے بعد شہوت پیدا کر دی گئی تھی بشرطیکہ اس روایت کو صحیح مان لیا جائے مگر یہ روایت اسرائیلی ہے سراسر باطل ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابلیس ملائکہ میں سے تھا جن میں سے اس کے ہونے کی خبر دینا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے اس کی دوپہی تاویل ہے جو ابھی مذکور ہوئی۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ تاریخ طبرستان میں ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ابلیس بڑے درجے کے

فرشتوں میں سے تھا اور تمام جنتوں کا خازن تھا اور زمین و آسمان میں اس کا بڑا مقام تھا۔ ابن عباسؓ کی دوسری روایت میں ہے کہ ملائکہ کی ایک جماعت کا لقب جن ہے ابلیس بھی انہیں میں سے تھا اور زمین و آسمان کے مابین وہ غلط دوسو سے ڈالتا تھا ابن عباسؓ ابن مسعودؓ اور دیگر حضرات صحابہ سے مروی ہے کہ ابلیس سماء دنیا کا سردار تھا اور ملائکہ کی اس جماعت سے تھا جس کو جن کہتے ہیں ان کو جن اس لئے کہتے ہیں کہ وہ جنت پر مامور ہیں۔ حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ ابلیس صحران دس ملائکہ میں سے تھا جو ہوا کے نظام پر مامور ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ابلیس ملائکہ کی اس جماعت میں سے تھا جس کو جن کہا جاتا ہے یہ خاص جماعت نادر موم سے پیدا کی گئی تھی اور اس کا نام حارت تھا اور جنت کا داروغہ تھا اس جماعت کے علاوہ باقی تمام فرشتے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور جنات کی پیدائش بھڑکتے ہوئے شعلہ سے ہوئی ہے اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیے گئے زمین کو سب سے پہلے اولاد جنات نے آباد کیا تھا انہوں نے فساد برپا کر دیا اور قتل و غارت گری عام کر دی اللہ تعالیٰ نے ابلیس اور انس کے ساتھ دیگر فرشتوں کو بھیجا انہوں نے تمام جنات کو دیران جگہوں میں پہاڑوں میں جزیروں میں منتقل کر دیا ابلیس اپنے اس عمل پر نازاں ہوا اور اس میں تکبر پیدا ہو گیا اور اس نے یوں کہا کہ میں نے ایسا کام کیا ہے جو آج تک کسی نے نہیں کیا اللہ تعالیٰ کو اس کے اس خیال کا علم ہو گیا اور فرشتے نہیں جان سکے۔

ابن شہاب زہریؒ کا سے معلوم کیا گیا کہ ابلیس کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ ابوالجن ہے جیسا کہ آدم علیہ السلام ابوالانس ہیں واللہ تعالیٰ سبحانہ اعلم بالصواب۔



۸۵ واں باب

کیا اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے کلام فرمایا ہے

اب معقل فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا ابلیس سے بلا واسطہ کلام فرمانا مختلف فیہ ہے۔ محققین اہل کلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ ابلیس سے کلام نہیں فرمایا کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ فرمایا ہے۔ صحیح قول اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بالمشافہ ابلیس سے کلام نہیں فرمایا بلکہ کسی فرشتے کی وساطت سے کلام فرمایا ہو گا اس لئے کہ خدا تعالیٰ کا کسی سے بالمشافہ کلام فرمانا یہ اس مخاطب کی عزت و تعظیم کا وجہ سے ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاء پر اس وجہ سے بھی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے بالمشافہ کلام فرمایا ہے۔ لہذا جن آیات میں خدا تعالیٰ کے کلام فرمانے کا ابلیس کے ساتھ تذکرہ ہے ان میں یہی تاویل کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ نے کوئی فرشتہ اس کی جانب بھیجا ہوگا جس نے ابلیس کو خدا کا کلام پہنچایا ہوگا اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ خدا کے رسول کا کسی کی جانب آنا یہ مرسل الیہ کی تعظیم کی وجہ سے ہوتا ہے اور شیطان کی طرف رسول کا آنا ظاہر ہے کہ تعظیم کے طور پر نہیں تھا۔ یہی تاویل اگر کلام بالمشافہ میں کر لی جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کسی کی طرف رسول کا مبعوث ہونا یہ علی الاطلاق تعظیم کے لئے نہیں ہوتا بلکہ بعض مرتبہ تمام محبت کے لئے بھی ہوتا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو فرعون و ہامان کی طرف مبعوث کیا گیا تھا اور ظاہر ہے کہ اس میں فرعون و ہامان کی تعظیم و شرف مقصود نہیں تھا بلکہ تمام محبت مقصود تھی چونکہ فرعون و ہامان یہ خدا کے دشمن تھے اور خدا کا کسی سے کلام

فرمانا بطور تعظیم ہوتا ہے لہذا خدا تعالیٰ نے ابلیس سے براہِ راست کلام نہیں فرمایا بلکہ فرشتے کی زبان سے اس تک پیغام پہنچایا گیا اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ جب خدا تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ سب کے سب سجدہ کرو اس وقت شیطان بھی کلامِ خداوندی کا مخاطب تھا یا نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کے کلام کے عموم میں شیطان بھی داخل تھا شیطان کو اس کلام سے الگ نہیں کہا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو خطاب خاص کے ساتھ مخصوص فرمایا اور نبی کے واسطے سے تمام امت کو خطاب فرمایا تاہم تمام امت خطابِ نبی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتی یہی حال ابلیس کے خطاب کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ملائکہ سے بالمشافہ خطاب کیا ہو اور ابلیس سے بواسطہ ارسال پس الفاظ ظاہر ہے کہ علی الاطلاق عام ہوں گے اور معنی میں کوئی ابہام نہ ہوگا اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا جائے کہ بادشاہ نے اپنی رعیت اور زبید کو حکم دیا حالانکہ ان کا درجہ تکلم مختلف ہوتا ہے۔ بعض سے بادشاہ بالمشافہ کلام کرتا ہے اور بعض سے بذریعہ ارسال یہی حال خطابِ خداوندی کا ہے کہ ابلیس سے خطاب بذریعہ ارسال کیا اور جملہ ملائکہ سے بالمشافہ اگر کوئی شبہ کرے کہ خدا تعالیٰ کا شیطان پر غضب فرمانا اور اس کا نافرمان ہونا یہ عدم تکلم مع ابلیس کی دلیل کیسے بن سکتی ہے حالانکہ قرآن کریم میں ہے "و یوم یناد یمھو فیقول ایخ وقال انھو انھما" اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ خدا تعالیٰ غضب کے باوجود بھی کلام فرماتے ہیں نیز یہ بھی ہے کہ غضب میں کلام کرنا یہ تشریف مخاطب کے قبیل سے نہیں ہے بلکہ انتقامی طور پر ہوتا ہے جیسا کہ کوئی بادشاہ اپنے ماتحت کو برا بھلا کہے اور اس کے قتل کا حکم دیوے اس کو کوئی بھی انسان اگر ام پر محمول نہیں کر سکتا اس کا جواب یہ ہے کہ بڑے کلام کرنا یہ مخاطب کی عزت ہی شمار ہوتی ہے اگرچہ وہ کلام و عید میز

ہی کیوں نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بادشاہ جس پر ناراض ہوتا ہے اس سے کلام نہیں کرتا بلکہ اس کو اپنے ماتحتوں کے سپرد کر دیتا ہے خدا تعالیٰ کا کلام مخاطب کے لئے شرف کا باعث ہوتا ہے اس کی دلیل قرآن کی آیت ہے "لایکلمکم اللہ ولا ینظر الیکم" یعنی دوسری آیت میں "وسا کان بشر ان ینکلم اللہ الیوم" ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا کلام فرمانا یہ مخاطب کے لئے باعث شرف ہوتا ہے اور جواب ان کا جنہوں نے "یوم ینادیکم" سے استدلال کیا ہے یہ ہے کہ اس سے مراد بعض ملائکہ کی زبانی نداء ینا ہے چونکہ دوسری آیت میں ہے "لایکلمکم اللہ یوم القیامۃ" اگر نداء سے مراد کلام لیا جائے گا تو قرآن کریم میں تکلف لفظ آئے گا بلکہ دونوں آیتوں کو اس طرح جمع کیا جائے گا کہ "ینادیکم الیوم" سے مراد فرشتوں کی زبانی نداء لو انما ہے نہ کہ خود ان سے کلام فرمانا اس واسطے کہا جاتا ہے کہ بادشاہ نے شہر میں ندا دی اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے کسی خادم کو ندا دینے کا حکم صادر کیا نہ کہ خود اس فعل کو کیا ہو۔ یہی معنی بعینہ آیت کریم کے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی زبانی اعلان کر امیں گے نہ یہ کہ خود ان سے خطاب کریں گے۔ واللہ اعلم۔

۸۶ وال باب

ابلیس اپنے دعویٰ میں کہ میں آدم سے بہتر ہوں
کیونکہ آدم مٹی سے مخلوق ہیں اور میں آگ سے خلقتی
پر تھا۔

جاننا چاہیے کہ ابلیس نے جو کچھ کہا کہ میں آدم سے افضل ہوں یہ سب کچھ

لعنت کا بنیاد پر کہا اور اس کا آدم کو سجدہ نہ کرنا اس کا منشا حکیم اور کفر تھا اور آدم سے اس کو حسد تھا اور ابلیس نے اپنے اس باطل دعوے کی دلیل میں جو استدلال کیا ہے کہ میں آدم سے افضل ہوں کیونکہ آدم مٹی سے مخلوق ہیں اور میں آگ سے اور پھر اس پر یہ مرتب کیا کہ افضل شی اودن کے لئے سجدہ نہیں کر سکتی یہ سب استدلال واپس لیا گیا ابطلان ہے اور اس کے بطلان کی چند وجوہ ہیں۔

اول۔ آگ کی خاصیت ہے کہ جب اس سے کوئی شی متعلق ہوگی تو اس کو ختم کر دے گی بخلاف مٹی کے کہ اس کی طبع میں یہ فساد نہیں ہے۔

۲۔ آگ کی طبع میں خفت ہے تیزی کا ہے اور سختی ہے اور مٹی کی طبع میں سکون و نبات اور نرمی ہے۔

سوم۔ مٹی ہی سے تمام جانوروں کی روزی پیدا ہوتی ہے اور بندوں کے لباس وغیرہ کے مواد اسی سے پیدا ہوتے ہیں اور رہن سہن کے اسباب بھی اس سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور آگ سے ان مذکورہ اشیاء میں سے کوئی بھی شی پیدا نہیں ہوتی۔

چہارم۔ ہر جاندار کے لئے مٹی کا ہونا ضروری ہے نیز مٹی سے پیدا ہونے والی اشیاء ہر جانور کے لئے ضروری ہیں اور تمام بہائم کو آگ کی کبھی بھی ضرورت نہیں پڑتی نیز بسا اوقات انسان کو بھی مہینوں تک آگ کی ضرورت واقع نہیں ہوتی۔ پنجم۔ جب مٹی میں غلہ کا دانہ ڈال دیا جاتا ہے تو مٹی کی پرورش سے کئی گنا غلہ پیدا ہوتا ہے یہ گویا مٹی کی سخاوت ہے کہ اس نے ہم کو کئی گنا غلہ واپس کیا اور اگر آگ میں ڈال دیا جائے تو بجائے کئی گنا واپس کرنے کے اس کو بھی جلا کر راکھ بنا دے گی اور اس کے وجود کو فنا کر دے گی۔

ششم۔ آگ فی نفسہ موجود نہیں ہو سکتی جب تک کسی محل کے ساتھ اس کو قائم نہ کیا جائے اور وہ محل اس کا حامل بنتا ہے جیسا کہ کھڑکی کو ٹکڑے وغیرہ اور مٹی اپنے

وجود میں کسی محل کی محتاج نہیں ہے پس مٹی اس استغناء کی وجہ سے آگ سے نکل
 ہے اور آگ احتیاج للی المل محل کی وجہ سے مٹی کے مقابل میں اودن ہے۔

ہشتم :- آگ اپنے وجود میں مٹی کی محتاج ہے اور مٹی اس کی محتاج نہیں ہے
 چونکہ آگ جس محل کے ساتھ قائم ہوتی ہے یا تو وہ محل مٹی کے اندر موجود ہوتا ہے
 جیسا کہ کوئلہ وغیرہ اور یا مٹی سے اس کی پیداوار ہوتی ہے جیسا کہ لکڑی پس اس
 اعتبار سے آگ مٹی کی محتاج اور مٹی آگ سے مستغنی ہے۔

ہشتم :- مادہ ابلیس یہ بھڑکتا ہوا شعلہ ہے اور اس کا ضعیف ہونا ظاہر ہے
 کیونکہ اس کو ہوا اڑاتی ہے اور جس طرح ہوا مائل ہوتی ہے اسی طرح شعلہ بھی مائل
 ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس سے پیدا ہونے والی مخلوق پر ہوا و نفسانی کا غلبہ
 ہے اور یہ مخلوق اس کے سامنے مقہور و مامور ہے۔ اور چونکہ مادہ آدمیت مٹی ہے
 اور یہ قوی ہے ہوا کے ساتھ مائل نہیں ہوتی اس وجہ سے ہوا و نفسانی پر اس
 سے پیدا ہونے والی مخلوق کا مکمل کنٹرول ہے اور یہ مخلوق اپنے خالق کی طرف
 متوجہ رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس مخلوق کو اپنا مخصوص بنا کر اس کو رسالت کیلئے
 منتخب فرماتے ہیں اور مادہ آدمیت کے ساتھ جو ہوا ہوتی ہے وہ عارضی ہوتی
 ہے سریع النزول ہوتی ہے پس وہ زائل ہو جاتی ہے اور مضبوطی چونکہ مادہ
 آدمیت کے لئے اصلی ہے اس لئے وہ اسی کی طرف لوٹ آتا ہے اور ابلیس
 کا حال اس کے برعکس ہے پس چونکہ آدمی کا مادہ طیب و شریف ہے اس کے
 اندر شرافت ہوتی ہے اور لعین ابلیس کا مادہ خبیث کثیف ہے اس کے اندر
 رذات ہوتی ہے۔

ہنم :- اگرچہ آگ میں کچھ نفع بھی ہے مگر اس میں شرور شدہ ہے جس کو بلا
 شدید بندش کے دور نہیں کیا جاسکتا اور اگر اس کی بندش کا نظم نہ کیا جائے

قریب تمام کھیتوں کو جلا کر رکھ بنا دے بلکہ تمام دنیا کو جلا کر فنا کر دے اور مٹی میں خیر و برکت
مغنی ہے جب بھی اس کو الٹ پلٹ کر کے اس میں کوئی چیز ڈالی جائے گی تو اس کا
شرہ غیر ظاہر ہو گا اس سے واضح ہو گیا کہ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔

وہم، قرآن کریم میں زمین کا تذکرہ بہت زیادہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے منافع
بھی شمار کرائے ہیں چنانچہ فرمایا ہے کہ ہم نے زمین کو فرش بنایا ہے اور یہ تمہارے
لیے گوارہ ہے اور ہم نے بہترین انداز سے اس کو بچھلایا ہے اور یہ تمہارے منافع
کے لئے قرار کئے ہوئے ہے نیز اللہ تعالیٰ نے عجائب ارض میں تفکر کرنے کا حکم دیا ہے
اور اس کے اندر جو چیزیں ودیعت کی گئی ہیں ان میں غور و فکر کرنے کا حکم فرمایا ہے
اور آگ کا تذکرہ قرآن کریم میں عذاب و عتاب کے مواقع میں کیا گیا ہے صرف
ایک دو جگہ اس کو متاع و تذکرہ فرمایا گیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے "تذکرۃ و متاعاً
للمقویں" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مٹی اور آگ میں شدید تفاوت ہے۔

یازد ہم، اللہ تعالیٰ نے مٹی جگہ مٹی کو برکت کے ساتھ ذکر کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے
"بارک فیہا و قدر فیہا اقواتہا" اس میں اللہ تعالیٰ نے ارض کی برکت
عامہ کا ذکر کیا ہے۔ ایک جگہ برکت خاصہ کا ذکر فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہے "وینحینا
و لوطاً الی الارض اللتی بارکت فیہا للعالمین" برخلاف آگ
کے اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی اس کے بارے میں برکت کا تذکرہ نہیں کیا بلکہ مشاہدہ
سے واضح ہوتا ہے کہ آگ برکت کو ختم کرنے والی فنا کرنے والی شئی ہے۔

ووازد ہم، اللہ تعالیٰ نے اپنے مبارک گھر جن میں اس کا نام لیا جاتا ہے
یعنی مساجد ان کو بھی زمین پر ہی قائم فرمایا اور بیت الحرام جن میں لوگ طواف کرتے
ہیں اس کو بھی زمین ہی میں بنایا ہے صرف بیت اللہ کا زمین میں ہونا ہی زمین
کے شرف کے لئے کافی تھا چہ جائیکہ اس میں مساجد قائم کی جاتیں۔

سینزدہم ۱۔۔۔ جس قدر اہکار و انصار ہیں اور اشیاء و اثمار ہیں اور دیگر معاون ہیں اور تمام حیوانات کی اقوات وغیرہ سب کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں پیدا کیا ہے اور آگ میں ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ہے یہ بین دلیل ہے آگ کے مفضل ہونے کی اور مٹی کے افضل ہونے کی۔

چہسار دہم ۱۔۔۔ آگ ان اشیاء کے لئے خادم ہے جو زمین سے پیدا ہوتی ہیں پس اس اعتبار سے آگ کی حیثیت ایک خادم کی ہوتی ہے یہ مٹی کے تابع ہوگی اور مٹی کو جب اس کی ضرورت نہ ہوگی اس کو اپنے پاس سے بھاگ دے گی اور جب ضرورت ہوگی تو اس طرح بلائے گی جس طرح مخدوم خادم کو بلایا کرتا ہے۔

پانزدہم ۱۔۔۔ ابلیس لعین نے اپنی کوتاہ نظری کی وجہ سے مٹی سے تیار شدہ ایک صورت کو دیکھ کر اس پر حقیر ہونے کا حکم لگا دیا یہ نہ دیکھا کہ وہ صورت دو چیزوں سے مرکب ہے اور دوسری شی اس میں ایسی ہے جس سے سب جاندار وجود میں آئے ہیں یعنی پانی اگر وہ اس کو دیکھتا تو ہرگز آگ کو مٹی سے افضل نہ کہتا اور اگر تسلیم کر لیا جائے کہ عنصر ناری عنصر ترابی سے افضل ہے اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ آگ سے پیدا ہونے والی مخلوق بھی تراب سے پیدا ہونے والی مخلوق سے افضل ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ وہ ایک مفضل مادے سے افضل مخلوق پیدا فرما دیں۔ پس اعتبار غایت کا ہے نہ کہ مادہ کا پس لعین کی نظر مادہ سے آگے نہ بڑھ سکی اور وہ کمال خلقت پر نظر نہ کر سکا۔ واللہ اعلم

۸۷۰ وال باب

شیاطین کے وسوسہ ڈالنے کی کیفیت کا بیان

فرمایا اللہ تعالیٰ نے "قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّجَاسِ" الخ اس کلمت میں اس

چیز سے پناہ چاہنے کا حکم ہے جو تمام معاصی کا سبب ہے اور اس کی وجہ سے بندہ عقوبات دنیویہ و اخرویہ میں مبتلا ہوتا ہے۔ سورۃ فلق اس شر سے استعاذہ پر مشتمل ہے کہ جس کے ذریعہ بندہ دوسرے پر ظلم کرتا ہے جیسا کہ سحر کرنا اُحد کرنا یہ دونوں چیزیں خارجی شر میں داخل ہیں ان سے سورۃ فلق میں پناہ چاہنے کی تعلیم دی گئی ہے اور سورۃ ناس میں بندہ کے داخلی شر سے پناہ چاہنے کی تعلیم دی گئی ہے پس پہلے شر کا بندہ مکلف نہیں ہے اور نہ ہی اس سے باز رہنے کی باز پرس ہوگی چونکہ اس میں بندہ کے کسب کو کوئی دخل نہیں ہے دوسرا شر البتہ بندہ کے اختیار میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی نہی کا بندہ مکلف ہے دوسرا اور خناس یہ دونوں شیطان کے وصف ہیں خفیہ طور سے کسی شے کو قلب میں ڈالنا اور قلب کو اس پر آمادہ کرنے کے معنی میں مستعمل ہے۔ قاضی ابویعلیٰ فرماتے ہیں کہ دوسرا یا دوسرہ شیطان کا ایک خفی کلام ہوتا ہے جس کا قلب ادراک کر لیتا ہے اور ممکن ہے کہ وہ کلام وہی ہو جس کو انسان کسی چیز میں فکر کرنے کے وقت ادراک کرتا ہے اور شیطان اس کو انسان کے بدن میں پیدا کر دیتا ہے جس سے غفلت پیدا ہو جاتی ہے امام احمد ابن حنبل کے اس کلام کا مطلب کہ شیطان آسیب زدہ کی زبان سے کلام کرتا ہے یہی ہے اگرچہ متکلمین اس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں شیطان انسان کے بدن میں داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ جب واحد میں دوسروں کا اجتماع ناممکن ہے اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ شیطان تو نار ہے اور نار کی صفت احراق ہے تو اگر شیطان کے دخول فی بدن الانسان کو تسلیم کر لیا جائے تو اس سے لازم آئے گا کہ بدن انسان کا جل جانا جلا نہ کیا گیا ہے پس معلوم ہوا شیطان انسان کے بدن میں داخل نہیں ہوتا اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ آگ فی نفسہ جلانے کی صلاحیت نہیں رکھتی بلکہ اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً اس میں یہ صفت پیدا فرماتے رہتے ہیں پس ممکن ہے

کہ جب شیطان انسان کے بدن میں داخل ہوتا ہو تو اس کی یہ صفت اس وقت ختم
 کر دی جاتی ہو۔ شیطان کے انسان کے بدن میں داخل ہونے کی دلیل یہ پیش کی
 جاتی ہے کہ حدیث میں آتا ہے "بھری من ابن آدم بھری اللہم" اگر کوئی اس سے
 سے اس کے وساوس مراد لے کر یہ کہے کہ اس سے مراد شیطانی وساوس ہیں نہ کہ نفس
 شیطان جیسا کہ قرآن میں دوسری جگہ ہے "و فی قلوبہم العجول" مراد
 اس سے عجل کی محبت ہے نہ کہ نفس عجل پس یہی حال شیطان کے بدن انسان
 میں داخل ہونے کا ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بغیر داخل ہونے سے وساوس کا پیدا
 محال ہے چونکہ خارج سے دوسرے پیدا ہونے کی ایک شکل ہو سکتی ہے کہ شیطان
 آواز دے اور شیطان کی آواز مسوع نہیں ہے لہذا شیطان کا بدن انسان میں داخل
 ہونا ہی راجح واضح ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ شیطان انسان کو مجبور الہو اس بنا دیتا ہے
 ایسا ہی مجبور الہو اس شخص جو حرکت کرتا ہے وہ شیطان ہی کا فعل ہوتا ہے پس محسوس
 ہے یہی حال اس کے دوسرے کا ہوتا ہو کہ وہ اس کو پیدا کر دیتا ہو اور خود داخل بدن
 انسان نہ ہوتا ہو اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک فاعل کسی محل میں نہ ہوگا اس
 کا فعل اس محل میں واقع نہیں ہو سکتا پس مجنون وغیرہ کی حرکت حسب عادت
 ذاتی ہوتی ہے اور شیطان اس کا محرک ہوتا ہے اور اگر اس کو کسی نہ کہا جائے گا
 تو اس کا مضطر ہونا لازم آئے گا۔

فصل ۵-

ابن عقیل فرماتے ہیں کہ اگر کوئی سوال کرے کہ

شیطان کس طرح پہنچ کر دوسرے ڈالتا ہے تو اس کا

کا جواب یہ ہے کہ دوسرے شیطانی دراصل ایک قسم ہے کلام خفی کا جس کی طرف

طبائع انسانی متوجہ ہوتی ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چونکہ اس کا جسم لطیف ہے

اس لیے وہ انسانی جسم میں داخل ہو جاتا ہے اور انسانی نفس میں انکار و تردید

القاء کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”یوسوس فی صدور الناس“ یعنی شیطان قلوب بنو آدم میں وسوسہ پیدا کرتا ہے اگر کوئی ان دونوں تاویلوں کی تکذیب کرے اور یوں کہے کہ اگر وہ کلام کرتا تو ضرور سُنا جاتا اور اس کا جسم میں داخل ہونا اس کے تداخلِ اجسام لازم آتا ہے لہذا یہ دونوں باطل ہیں نیز ابلیس نار سے مخلوق بننے لیس کے داخل ہونے سے احراق لازم آئے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ شیطان کا کلام کرنا اس سے مراد وہ اشیاء ہیں جن کی طرف انسانی طبائع مائل ہوتی ہیں جیسا کہ جادو کے اثر سے مسور کی طرف نفس انسانی مائل ہو جاتا ہے یہی حال اس کے کلام کا ہے اور یہ کہنا کہ اس کے داخل ہونے سے انسان کے بدن میں احراق و تداخلِ اجسام لازم آئے گا یہ غلط ہے چونکہ جنات کا آگ سے پیدا ہونا اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ بھی بعینہ آگ ہیں اور تداخلِ اجسام اس وقت ممکن ہے جبکہ ایک جسم لطیف ہو اور ایک کثیف جیسا کہ روح کا جسم میں داخل رہنا اور ہوا کا اجسام میں داخل ہونا یہ اس طرح وہ بھی ممکن ہے۔

خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے ”من الجنة والناس“ علیٰ

کاس میں اختلاف ہے کہ اس آیت میں جن والنس سے

فصل ۱۰

کیا مراد لیا گیا ہے کچھ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد وہ جن والنس ہیں جن کے قلوب میں شیاطین و وساوس ڈالتے ہیں یعنی جس طرح انسانوں کے قلوب میں شیاطین و وساوس ڈالتے ہیں اس طرح جنات کے قلوب میں بھی وساوس ڈالتے ہیں یہ توجیہ نہایت ہی ضعیف ہے چند وجوہ سے۔

اولاً۔ اس پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے کہ جس طرح انسانوں کے قلوب میں شیاطین و وساوس ڈالتے ہیں اسی طرح جنات کے قلوب میں بھی ڈالتے ہوں گے

اور جس طرح شیاطین انسان کے بدن میں داخل ہو جاتے ہیں اسی طرح جنات کے بدن میں بھی داخل ہو جاتے ہوں گے چونکہ ایسی کوئی دلیل نہیں ہے لہذا آیت کو اس پر عمل کرنا بھی درست نہ ہوگا۔

دوم :- لفظی اعتبار سے بھی یہ تو جہہ درست معلوم نہیں ہوتی کیونکہ آیت یہ ہے "الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس" لفظ ناس کی تفسیر لفظ ناس ہی سے کرنا مہمل ہے جو قرآن کے اسلوب بیان سے بہت بعید ہے۔ سوم :- یہ ہے کہ لفظ ناس کی تفسیر کی ہو "من الجنة والناس" سے اور یہ دونوں اس کی دو قسمیں قرار پادیں اس صورت میں قسم اور قسم کا ایک ہونا لازم آئے گا اور یہ ناجائز ہے چونکہ ایک ہی شے قسم اور قسم دونوں نہیں ہو سکتی۔

چہارم :- لفظ ناس کا اطلاق جنات پر کرنا کسی بھی اعتبار سے صحیح نہیں ہے اگر کوئی شبہ کرے کہ قرآن کریم میں جنات پر لفظ رجال بولا گیا ہے لہذا لفظ ناس کے اطلاق میں کوئی امتناع نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ دونوں لفظ قریب المعنی سمجھے جاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جنات پر لفظ رجال کا بولا جانا یہ رجال انس کے مقابلے میں واقع ہوا ہے جیسا کہ ارشاد ہے "وانہ کان رجالاً من الانس یعرفون برجال من الجن" اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ لفظ رجال کا اطلاق جنات پر ہر حال میں ہو سکتا ہے یہ استعمال ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا جائے لکڑی کا آدمی یا پتھر کا آدمی اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہر پتھر اور لکڑی کو آدمی کہہ سکتے ہیں۔ یہی حال اس کا ہے نیز جنات پر لفظ رجال کے اطلاق سے لفظ ناس کا اطلاق لازم نہیں آتا چونکہ آیت صراحت کر رہی ہے کہ جنات لفظ ناس کے مفہوم میں داخل نہیں ہیں چونکہ آیت میں جن و انس کا تقابل کیا گیا ہے جس کے صریح معنی یہ ہوتے ہیں کہ ان میں سے ایک دوسرے کے مفہوم میں داخل نہیں ہے "من الجنة والناس" کے صحیح معنی

یہ ہیں کہ دوسرے ڈالنے والے دو قسم کے لوگ ہیں جن اور انس جس طرح جنات انسان کے قلب میں دوسرے ڈالتے ہیں اسی طرح انسان بھی انسان کے دل میں دوسرے ڈالتے ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ دوسرے ڈالنے والے دو ہیں اور جس کے دل میں دوسرے ڈالا جاتا ہے وہ ایک ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ دوسرے کلام مخفی کے القاء کو کہتے ہیں اور یہ فعل جن و انس دونوں میں مشترک ہے اس تو جیبہ سے مذکورہ بالا تمام اشکال رفع ہو جائیں گے اور آیت کے صحیح معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے شیاطین جن و انس ہر دو قسم کے شر سے پناہ مانگنے کی تعلیم فرمائی ہے اور پہلی تو جیبہ پر صرف شیاطین جن سے پناہ مانگنا مقصود ہوگا حالانکہ قرآن بتلاتا ہے کہ شیاطین دو قسم کے ہیں شیاطین انس شیاطین جن جیسا کہ ارشاد باری ہے "وَكذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شٰطِطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ اِنَّهٗ"۔

معاویہ ابن طلحہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے "اللهم اعمر قلبي من

وساوس ذکرک واطرد عنی وساوس الشیطان" یعنی اے اللہ میں تیرے ذکر سے اپنے قلب کو معمور کرتا ہوں اور وساوس شیطانی کو دور کرتا ہوں۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشادِ خداوندی "الوسواس الخناس" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ شیطان کی شکل نیولا کی طرح ہے اپنا منہ انسانی قلب کے دھانے پر رکھتا ہے اور دوسرے ڈالتا ہے جب آدمی خدا کا ذکر کرتا ہے تو انگ ہو جاتا ہے اور جب خاموش ہو جاتا ہے تو پھر آجاتا ہے "الوسواس الخناس" کے یہی معنی ہیں عروہ ابن مدیم فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے عرض کیا کہ اے اللہ مجھ کو دکھا دے کہ شیطان انسان کو کس طرح بہکاتا ہے آپ پتہ حال منکشف ہو گیا آپ نے دیکھا کہ اس کا منہ سانپ کے منہ کی طرح ہے انسان کے قلب پر

اس کو رکھے رہتا ہے جب انسان خدا کا ذکر کرتا ہے تو سر کو الٹ کر لیتا ہے اور جب ذکر اللہ کو ترک کر دیتا ہے تو دوسرے ڈالنے لگتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح ذکر فرمایا ہے "من شر الوساوس النجاس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس"

عمر ابن ابو العزیز فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے خدا تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے اللہ تعالیٰ مجھ کو دکھلا دے کہ شیطان کس طرح دوسے ڈالتا ہے پس اس کو ایک مصنوعی جسم نظر آیا جو نہایت ہی شفاف تھا اس نے دیکھا کہ شیطان قلب کے محاذات میں بیٹھا ہوا ہے اور اس کی سونڈ پھر کے سونڈ کی طرح ہے اس کو قلب کے اندر داخل کیے ہوئے ہے جب خدا کا ذکر ہوتا ہے تو اس کو نکال لیتا ہے اور جب بندہ غفلت کرتا ہے تو پھر اسی جگہ داخل کر دیتا ہے۔

علامہ سہیلی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربوت گردن کی جڑ کے پاس تھی چونکہ آپ معصوم تھے اور شیطان اس جگہ سے انسان کے بدن میں داخل ہو کر دوسے ڈالتا ہے۔

ابو جوزاء فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ شیطان انسان کے قلب کو لازم پکڑے رہتا ہے اور اس کو خدا کا ذکر نہیں کرنے دیتا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ بہت سے لوگ پورا پورا دن خدا کا نام نہیں لیتے مگر جبکہ ان کو قسم کھانی پڑے اس وقت نام لیتے ہیں۔ شیطان صرف لا الہ الا اللہ سے بھاگتا ہے پھر آپ نے "واذ ذکرت ربک فی القرآن وحده فلو علی او بارحم نضورا" تلاوت فرمائی یعنی جب آپ اپنے رب کا نام لیتے ہیں تو کفار و شیاطین پیٹھ دے کر بھاگتے ہیں۔

علامہ زمخشری فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرمایا کرتے تھے کہ شیاطین

کھبوں کی طرح انسان کے قلب کے پاس جمع ہوتے ہیں اگر ان کو بھگایا نہ جائے تو فساد برپا ہو جاتا ہے۔

انس ابن مالک فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان اپنی چوہنج انسان کے قلب پر رکھے رہتا ہے اگر وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو الگ ہٹ جاتا ہے ورنہ اس کو غافل بناٹے رہتا ہے۔

عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ ابلیس زنجیروں میں بندھا رہتا ہے جب وہ حرکت کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں زمین پر جھکڑا پیدا ہوتا ہے۔ ابن ربیعہ فرماتے ہیں کہ سب سے نیچے والی زمین میں بندھا پڑا رہتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان تم میں سے کسی کے پاس آکر پوچھتا ہے کہ تجھ کو کس نے پیدا کیا خود ہی جواب دیتا ہے کہ اللہ نے پھر کہتا ہے اللہ کو کس نے پیدا کیا جب یہ دوسرے دل میں آئے تو فوراً یہ کہنا چاہیے "أمنت باللہ ورسولہ" اس کے کہنے سے وہ دوسرے جاتا رہے گا۔ جریر ابن عبداللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ مجھ کو دسویں زیادہ آیا کرتے تھے میں نے علماء بن زیاد سے ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ شیاطین کی مثال چوروں کی سی ہے۔ جب وہ کسی گھر سے گزرتے ہیں اور اس میں خیر دیکھتے ہیں تو اس کو حاصل کرنے کھ کوشش کرتے ہیں اور اگر کچھ نہیں پاتے تو اس سے تعرض نہیں کرتے مطلب یہ ہے کہ دسویں سے پریشان نہ ہونا چاہیے کیونکہ یہ غیر اختیار کی ہوتے ہیں ان پر مواخذہ نہیں ہے۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کے دوسرے سے خدا کی پناہ مانگو۔

ابن ابن کعب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو میں

جو شیطان دوسوہ ڈالتا ہے اس کا نام ولعان ہے اس سے پہلے جو ایک روایت میں ہے کہ وضو کے شیطان کا نام ولعان ہے جو لوگوں کو وضو کرتے وقت ہنسا تا طوؤس فرمایا کرتے تھے کہ وہ سب سے بڑا شیطان ہے۔

عبداللہ ابن مفضل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غسل خانہ میں پیشاب مت کیا کرو کیونکہ اس سے عمرنا و سادوں پیدا ہوتے ہیں طہارت و عدم طہارت کے اعتبار سے ابوالحسن فرماتے ہیں کہ ہم کہا کرتے تھے کہ اس سے سادوں بھرکتے ہیں بعد فرماتے ہیں کہ عدت کے وقت غسل خانہ میں پیشاب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے عثمان ابن ابوالعاص فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب میں نماز میں قرائت کرتا تو شیطان آکر مجھ کو گڑبڑ کرا دیتا ہے جس سے میری نماز میں شک ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا وہ شیطان اس کا نام خنزب ہے جب تو یہ حالت محسوس کرے تو اٹھو ذبالہ پڑھ کر تین بار بائیں جانب تھکاردے میں نے ایسا ہی کیا اللہ نے یہ حالت ختم کر دی۔ مسلم شریف میں روایت ہے کہ ابلیس یا یوس ہو چکا کہ لوگ اس کی عبادت کریں مگر فساد کرنا رہے گا ایک روایت میں ہے کہ جزیرۃ العرب میں ابلیس اپنی پرستش کرانے سے یایوس ہو چکا عارث بن قیس فرماتے ہیں کہ جب شیطان نماز میں آکر یہ دوسوہ ڈالے کہ تو دکھلاوے کی نماز پڑھ رہا ہے تو تم نماز کو لمبی کر دو یعنی یہ دوسوہ نماز کو لمبی کرانے کے لئے ڈالتا ہے۔ محمد بن الحسین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو جن احکام کا حکم دیا ہے فرمایا شیطان ان میں آکر دو باتوں میں سے ایک ضرور پیدا کرتا ہے یا تو غلو کرتا ہے اور یا کمی کرتا ہے۔ ابو حازم کے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا کہ ابوحازم شیطان میرے دل میں دوسوہ ڈالتا ہے۔ اور سب سے سخت یہ دوسوہ ڈالتا ہے کہ تو نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اس سے مجھ کو زیادہ پریشانی ہوتی ہے۔ ابو حازم نے اس شخص

سے کہا کیا تو نے میرے پاس آکر اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی تھی اس شخص نے یہ سن کر
 فرزا کہا کہ خدا کی قسم میں نے تو کبھی بھی تمہارے پاس آکر اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی آپ
 نے کہا کہ جس طرح تو نے اب قسم کھائی ہے اس طرح شیطان کے دوسرے کے وقت قسم
 کھالیا کر پھر دوسرے نہ آئے گا (از مستزجم) یہ عمل مجرب ہے کہ جب شیطان کسی غیر
 واقع امر کا دوسرے ڈلے تو فوراً یہ سوچ لو کہ ہم نے یہ کیا ہی نہیں انشاء اللہ اس کا دوسرے
 ختم ہو جائے گا اور جاتا رہے گا۔ واللہ اعلم۔

۸۸ واں باب

انسان اپنے دل میں جو سوچتا ہے اگرچہ وہ کسی سے ظاہر
 نہ کرے مگر شیطان لوگوں کو اس کی خبر دے دیتا ہے
 عبداللہ ابن حنظل فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ابن الخطاب کے دل میں کسی عورت
 کا خیال پیدا ہوا آپ نے اس کا کسی سے بھی اظہار نہیں فرمایا تھا آپ کے پاس ایک
 شخص آیا اور اس نے کہا کہ آپ نے فلانی عورت کے بارے میں یوں کہا ہے کہ وہ نہایت
 ہی حسین ہے آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تجھ سے کس نے کہا اس نے کہا کہ لوگوں
 میں چرچا ہو رہا ہے آپ نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے کسی سے اس کا اظہار نہیں کیا تھا
 پھر فرمایا کہ ہاں میں سمجھ گیا لعین شیطان نے اس کا چرچا کیا ہے۔

ابو الجوزاء فرماتے ہیں کہ میں نے جمعہ کے روز اپنی بیوی کو طلاق دی اور دل میں
 سوچا کہ اُنے والے جمعہ کے روز اس سے مراجعت کر لوں گا اور میں نے اس کی خبر کسی
 کو نہیں دی میری بیوی نے کہا کہ کیا آپ مجھ سے مراجعت کریں گے میں نے کہا کہ یہ
 عجیب بات ہے میں نے اس کا کسی سے بھی تذکرہ نہیں کیا پھر مجھ کو حضرت ابن عباس
 کا قول یاد آگیا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ایک آدمی کا شیطان دوسرے آدمی کے شیطان

سے ذکر کرتا ہے جس وجہ سے بات کی شہرت ہو جاتی ہے۔

مجاج ابن یوسف کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس کے بارے میں جادوگر ہونے کا شبہ تھا اس نے پوچھا کہ کیا تو جادوگر ہے اس نے کہا کہ نہیں۔ مجاج نے کچھ کلموں کا شمار کر کے اپنی مٹھی میں دبالیں اور اس سے معلوم کیا کہ بتاؤ میری مٹھی میں کتنی کلمے ہیں اس نے بتا دیا کہ اتنی ہیں اور وہ صبح بات نکلی پھر دوبارہ بغیر شمار کیے پوچھا کہ اب بتا کتنی ہیں اس نے کہا کہ مجھے پتہ نہیں ہے مجاج نے کہا کہ پہلی مرتبہ تجھے کس طرح بتا چل گیا تھا اور اب کے نہیں چل سکا اس نے کہا کہ پہلی مرتبہ تو نے گنی تھیں تو تیرے شیطان نے میرے شیطان کو بتا دیا تھا اور اس نے مجھے بتا دیا تھا اور اس بار تو نے نہیں گنا تیرے شیطان کو علم نہیں مجھ کو بھی نہیں ہوا۔

حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے کاتب کو حکم دیا کہ میں فلاں بات لکھ کہ کسی کو خبر نہ ہو جب وہ کاتب لکھنے میں مشغول تھا تو ایک مکتبی کسی حرف پر آکر بیٹھی اس نے اس کو مارا جس سے اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور وہ اڑ گئی جب کاتب باہر آیا تو لوگوں نے کہا کہ تو نے فلاں فلاں بات لکھی ہے اس نے کہا کہ تم کو کیسے علم ہوا انہوں نے کہا کہ ایک لنگڑے حبشی نے بتلایا ہے وہ کاتب امیر معاویہؓ کے پاس آیا اور ان سے اس کا تذکرہ کیا۔ اور کہا کہ ان کو کسی لنگڑے حبشی نے بتلایا ہے آپ نے فرمایا تو نے جس مکتبی کو مارا تھا وہ شیطان تھا اس نے ہی بتلایا ہے۔

۸۹ واں باب

وساوس شیطانی کے چھ درجے ہیں

سبرہ ابن فاکہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ شیطان انسان کو ہر طریقہ سے بہکا رہے جب انسان اسلام لانا

چاہتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ تو اسلام لا کر اپنے آباء و اجداد کے دین کو چھوڑ رہا ہے پس بندہ اس کی نافرمانی کرتے ہوئے اسلام لے آتا ہے اور جب کوئی ہجرت کا ارادہ کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے تو اپنے علاقہ کو چھوڑ کر جا رہا ہے بندہ اس کی نافرمانی کرتا ہوا ہجرت کر لیتا ہے اور جب کوئی بندہ جہاد کا ارادہ کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ تو اپنے جان و مال کو ضائع کرنے جا رہا ہے تیرے بچے یتیم ہو جائیں گے اور تیری بیوی دوسرے سے نکاح کر لے گی پس بندہ اس کی نافرمانی کرتے ہوئے جہاد کرتا ہے آپ نے فرمایا جو بھی شخص اس طرح کرے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے اگرچہ وہ ڈوب جائے یا جانور اس کو روند ڈالیں اور وہ چھ درجے یہ ہیں۔

اول۔ شیطان کو کشش کرتا ہے کہ انسان کو کفر و شرک میں مبتلا کر دے اور اللہ و رسول سے عناد پیدا کر دے جب وہ کامیاب ہو جاتا ہے تو شیطان کو سکون ملتا ہے اور اس کو چین نصیب ہوتی ہے اور سب سے پہلے وہ اسی کی کشش کرتا ہے۔

دوم۔ بدعت میں مبتلا کرنا بدعت شیطان کو فسق و فجور سے بھی زیادہ پسند ہے چونکہ بدعت کا ضرر دین پر پڑتا ہے۔ سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ بدعت ابلیس کو مصیبت سے زیادہ پسند ہے چونکہ معاصی سے توبہ کی توفیق ہو جاتی ہے بدعت سے نہیں ہوتی کیونکہ بندہ اس کو دین گمان کرتا ہے۔

سوم۔ کہاڑ یعنی جب بندہ کو بدعت میں مبتلا کرنے سے عاجز ہو جاتا ہے تو پھر اس کو مختلف قسم کے کہاڑ میں مبتلا کر دیتا ہے۔

چہارم۔ سفارٹ جب کہاڑ میں مبتلا کرنے کا بس نہیں چلتا تو سفارٹ میں مبتلا کر دیتا ہے اور سفارٹ جب بہت زیادہ ہو جاتی ہیں تو بندہ کو ہلاک کر

دیتی ہیں۔ حضور کا ارشاد ہے کہ چھوٹے چھوٹے گناہوں سے پھٹتے رہو چونکہ ان کی ایسی مثال ہے جیسا کہ کچھ جنگل میں جا کر ایک ایک لکڑی چن کر لائیں اور ان کو اکٹھا کر کے آگ جلا کر اپنا کھانا تیار کر لیں یہی حال مغائٹر کا ہے کہ وہ بندہ کو ہلاک کر دیتی ہیں۔

بخم ۱۔ - مباحات یعنی جب مغائٹر میں مبتلا کرنے پر بس نہیں چلتا تو مباحات میں مبتلا کر دیتا ہے یعنی وہ چیزیں جن کے ارتکاب پر نہ ثواب نہ عتاب مگر یہ نقصان مند ہوتا ہے کہ جتنا وقت ان میں صرف ہوتا ہے اگر اتنا نیک کام میں کیا جاتا تو ثواب ہوتا مباحات میں مشغول ہونے سے نیک اعمال سے رہ جاتا ہے جو ایک درجہ میں نقصان ہے۔

ششم ۱۔ - مفضل میں مشغول کرنا یعنی جب اس پر بھی بس نہیں چلتا تو افضل کو ترک کر کے مفضل میں مشغول کر دیتا ہے اور بندہ سے افضلیت کا ثواب فوت کر کے کچھ راحت اس کو مل جاتی ہے "اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" واللہ اعلم۔

۹۰ وال باب

کون سے بُرے کام ابلیس کو زیادہ پسند ہیں
 ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ جب صبح ہوتی ہے تو ابلیس اپنے گمراہ کن لشکر کو پھیلا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جو کسی مسلمان کو گمراہ کر دے میں اس کو تاج پہناؤں گا پھر کوئی شیطان خبر دیتا ہے کہ میں فلان کے پیچھے لگا رہا یہاں تک کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ابلیس کہتا ہے ممکن ہے دوبارہ نکاح کرے۔ دوسرا کہتا ہے کہ میں فلان کو والدین کا نافرمان بنا کر چھوڑا ابلیس کہتا ہے کہ ممکن ہے

حق سلوک سے وہ اس کی مکافات کر دے۔ تیسرا کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو شراب نوشی میں مبتلا کر کے چھوڑا ابلیس کہتا ہے تو نے عمدہ کام کیا چوتھا کہتا ہے میں نے فلاں کو زنا میں مبتلا کر کے چھوڑا ابلیس کہتا ہے تو نے بھی عمدہ کام کیا۔ پانچواں اگر کہتا ہے کہ میں نے فلاں کے ہاتھ سے فلاں کو قتل کر کے چھوڑا ابلیس کہتا ہے کہ واہ واہ تو نے تو سب سے عمدہ کام کیا۔

مسلم شریف میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھا کر اپنے چیلوں کو گمراہ کرنے کے واسطے بھیجتا ہے ایک اگر کہتا ہے میں نے ایسا ایسا کیا وہ کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا دوسرا کہتا ہے کہ میں نے فلاں کے درمیان اور اس کی بیوی کے درمیان نزاع کر دیا ابلیس اس کو اپنے پاس بلاتا ہے اور کہتا ہے تو نے اچھا کیا۔

امام احمد بن حنبل نے بھی اس کو روایت کیا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک حضرت جن سے پوچھا کہ ابلیس کہاں ہے اس نے کہا کہ آپ اس کے بارے میں کچھ حکم فرمائیں گے انہوں نے فرمایا کہ نہیں صرف دیکھنا چاہتا ہوں اس نے کہا کہ آپ میرے ساتھ آئیے پس وہ جن آگے آگے چل دیا یہاں تک کہ ایک دریا پر پہنچ گئے پس دیکھا کہ ابلیس پانی پر فرش بچھائے اس پر بیٹھا ہوا ہے۔ سلیمان علیہ السلام اس سے سہاگئے اور واپس چل دیئے ابلیس خود آپ کے پاس آیا اور پوچھا کہ میرے بارے میں آپ کو کوئی حکم ملا ہے آپ نے کہا کہ نہیں لیکن میں تو یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کون سی چیز تیرے نزدیک سب سے اچھی ہے اور کون سی چیز خدا کے نزدیک سب سے بُرک ہے۔ اس نے کہا کہ اگر آپ میرے پاس نہ آتے تو میں ہرگز نہ بتلاتا اس نے کہا کہ خدا کے نزدیک سب سے بُرکا چیز یہ ہے کہ مرد مرد کے ساتھ بدکاری کا کرے اور عورت عورت کے ساتھ

اور مجھ کو یہ سب سے زیادہ پسند ہے واللہ اعلم۔

۹۱ وال باب

شیطان انسان کو گمراہ کرنے میں کس چیز سے مدد

لیتا ہے

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عورت پردہ کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو اچک لیتا ہے جب تک وہ اپنے گھر میں رہ سکی خدک کے نزدیک متعرب رہے گی۔ حسین بن صالح فرماتے ہیں کہ شیطان نے عورت سے کہا کہ تو میرا آدھا شکر ہے اور تو میرا وہ تیر ہے جس سے میرا نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا اور میں تجھے سرگوشی کرتا ہوں اور تو میرا قاصد ہے کہ مالک ابن دینار سے مروی ہے کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے اور عورت شیطان کا پھندا ہے۔ مالک ابن دینار سے یہ بھی مروی ہے کہ دنیا کے مقابلے میں کوئی بھی شیخ ابلیس کے نزدیک زیادہ معتبر نہیں ہے۔ سعید ابن مسیب فرماتے ہیں کہ اللہ نے جو بھی نبی مبعوث کیا ہے شیطان اس کو عورت کے ذریعے سے گمراہ کرنے سے بائیں ہوا ہے جن انبیاء پر شیطان کا یہ پھندا نہیں چل سکا۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ شیطان مرد کے تین مقاموں میں رہتا ہے آنکھوں میں دل میں اور شرمگاہ میں اور عورت کے بھی تین مقاموں میں رہتا ہے آنکھوں میں دل میں اور سروں میں مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں اعضاء کے ذریعے گمراہ کرتا ہے۔ حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ جب ابلیس زمین پر اتار دیا گیا تو اس نے کہا کہ ایسے رب تو نے مجھے ملعون کر دیا میرا عمل کیا ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جاؤ اور اس نے کہا کہ میرا پر پھینکا گیا ہوگا اللہ نے فرمایا کہ شعرا سے

کہا کہ میری کتابت کیا ہوگی اللہ نے فرمایا کہ نقش و غیرہ اس نے کہا کہ میرا کھانا کیا ہوگا اللہ نے فرمایا کہ مردار اور غیر مذکور جانور اس نے کہا کہ میرا پینا کیا ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نشہ آور اشیاء شراب و غیرہ اس نے کہا کہ میرا مسکن کہاں ہوگا اللہ نے فرمایا کہ حمام و غیرہ اس نے کہا کہ میری مجلس کہاں ہوگی اللہ نے فرمایا کہ بازار میں اس نے کہا کہ میرا موڈن کیا ہوگا اللہ نے فرمایا کہ بلبے اس نے کہا کہ میرے جلال کیا ہوں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عورتیں

سمرۃ ابن جندب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان کا سرمہ ہے اور چٹنی ہے جب آدمی اس کا سرمہ لگا لیتا ہے تو اس کی آنکھیں بھاری ہو جاتی ہیں یعنی اس کو نیک کام میں سُستی پیدا ہو جاتی ہے اور جب اس کی چٹنی چاٹ لیتا ہے تو اس کی زبان سے بُرے کلمات نکلتے ہیں مطلب یہ ہے کہ نیک کام میں سُستی اور فحش باتیں شیطانی جنات کا اثر ہیں۔ حضرت حمن فرماتے ہیں کہ شیطان کا سرمہ ہے اور چٹنی ہے اس کا سرمہ نمیند کا آنا ہے ذکر اللہ کے وقت اور چٹنی جھوٹ بولنا ہے۔

خالد ابن صفوان فرماتے ہیں کہ شیطان اپنے مکر کے پھندے ڈالتا ہے شہادت پیدا کر کے عبادت میں خلل ڈالتا ہے اور شہوت کے ذریعہ ظلم کرتا ہے۔ جب خلل پیدا کرنے سے عاجز آجاتا ہے تو دوبارہ شہوت کے ذریعہ حملہ کرتا ہے۔

دہب ابن منبہ فرماتے ہیں کہ سیاحین میں ایک عابد تھا شیطان نے اس کو گراہ کرنا چاہا مگر اس کا بس نہ چل سکا شیطان نے اس سے کہا کہ تو مجھ سے معلوم کر کہ میں انسان کو کس چیز کے ذریعہ اغوا کرتا ہوں اس نے کہا کہ بتلا کس چیز سے تو انسان کو جلدی گراہ کرتا ہے شیطان نے کہا کہ سخل، شرف اور نشہ سے جب انسان سخل بن جاتا ہے تو اس کا مال اس کی نظروں میں کم دکھائی دیتا ہے جس سے وہ دوسروں کے اموال میں راجب ہو جاتا ہے اور جب وہ سمنق کرتا ہے تو ہم گیند کی طرح اس کو

گھماتے ہیں اگر اس کی دعا سے مردے زندہ ہونے لگیں تب بھی ہم اس سے باز نہیں ہوتے مطلب یہ ہے کہ شدت اور ظلم اس قدر بڑھا چیزیں ہیں اور جب وہ ظلم میں مبتلا ہو جاتا ہے تو ہم اسے ہر قسم کی ٹیہواری کی طرف کھینچتے ہیں جیسا کہ اونٹ وغیرہ کو کھینچا جاتا ہے مراد مکمل تا بعد لری کا ہے۔

ابن سعودؒ سے مروی ہے کہ شیطان ذاکرین کی مجلس کے پاس گھومتا ہے مگر قابو نہیں پاتا پھر دنیا والوں کی مجلس میں آتا ہے ان میں فساد کرتا ہے یہاں تک کہ قتل کی نوبت آجاتی ہے پھر جب ذاکرین ان کے درمیان آتے ہیں تب وہ منتشر ہوتے ہیں اس سے مراد ذکر کی فضیلت ہے کہ شیطان بھی اس مجلس پر اثر نہیں کرتا ثابت بنالی فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ابلیس نے شیاطین کو اصحاب رسول کے پاس بھیجا شروع کیا کہ جا کر ان کو بہکاؤ انہوں نے ہرچیز کو شش کی مگر ان کا بس نہ چل سکا جب ابلیس نے ان کے صحیفے خالی دیکھے تو شیاطین سے پوچھا کہ کیا بات ہے تم کسی کو بھی گمراہ نہ کر کے انہوں نے کہا کہ ایسے مضبوط لوگ ہم کو آج تک نہیں مل سکے ابلیس نے کہا کہ ان کو چھوڑو عنقریب وہ لوگ دنیا کے مالک بنیں گے اس وقت تم کو خوب موقع مل جائیگا۔

عسید اللہ ابن مویب فرماتے ہیں کہ ابلیس سے کسی نبی نے پوچھا کہ اے ابلیس کس چیز سے انسان کو قابو میں کرتا ہے اس نے کہا کہ غضب و ہوا و نفسانی کے وقت انسان پر میرا مکمل قابو ہوتا ہے۔ غیظہ فرماتے ہیں کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ شیطان کہتا ہے کہ انسان مجھے کس طرح قابو میں کر سکتا ہے جب وہ مجھ سے راضی ہوتا ہے تو میں اس کے قلب میں ہوتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ناراض ہوتا ہے تو میں اس کے سر پر ہوتا ہوں اس کی تائید بخاری شریف کی ایک روایت ہے اس سے ہوتی ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے وصیت

فرما دیجئے آپ نے فرمایا کہ غصہ مت کرنا اس نے چند بار اس طرح کہا آپ نے اس کو بار بار بارہ ہی جواب دیا کہ غصہ مت کرنا۔ ایک حدیث میں ہے کہ دو آدمیوں نے حضور کی مجلس میں آپس میں گلام شروع شروع کی ان میں سے ایک کا چہرہ غصہ کی وجہ سے سُرخ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں اگر یہ اس کو کہہ دے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے وہ کلمہ "اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ غصہ شیطان کی جانب سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے جب تم کو غصہ آئے تو وضو کر لو۔ علامہ مجاہد نے باب میں غصہ کے وقت وضو کو مستحب قرار دیا ہے۔ شوافع کا کہنا ہے کہ علامہ کے علاوہ کسی اور نے اس کا تذکرہ نہیں کیا ہے صرف وہی استحباب وضو کے قائل ہیں۔ قرآن کریم میں ہے "خذ العفو و امر بالعرف و اعرض عن الجاہلین و اما ینزغنیک من الشیطن نزع فاستعذ باللہ من الشیطن الرجیم" شیطان انسان کو آمادہ کرتا ہے کہ غصہ کے وقت ناپسندیدہ کلمات اپنی زبان سے نکالے جب آدمی غصہ کے وقت ناپسندیدہ کلمات بول دیتا ہے تو اس سے اس کے غصہ کی حرارت جاتی رہتی ہے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ مکرہ اکراہ کے وقت مکرہ الیہ پر عمل کر کے اکراہ کے ضرر سے اپنی جان بچا لیتا ہے۔ واللہ الموفق

۹۲ واں باب

شیطان جماعتِ مسلمین سے مخالفت کرنے والے کے

ساتھ رہتا ہے

حضرت عمر ابن الخطاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے جنت کا خواہاں ہو اس کو جماعتِ مسلمین کے ساتھ رہنا چاہئے کیونکہ

کیونکہ شیطان تنہا آدمی کے ساتھ رہتا ہے اور جب وہ ہو جاتے ہیں تو الگ ہو جاتے ہیں
(ترمذی، منہ احمد ابن حنبل)

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے (امراد حضرت خداوند کا ہے) اور شیطان
مخالف جماعت کے ساتھ رہتا ہے۔

اسلامہ ابن شریک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت
پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے جب کوئی شخص جماعت سے الگ ہو جاتا ہے تو شیاطین اس
کو اس طرح اچک لیتے ہیں جس طرح ریوڑ سے انگ ہونے والی بکری کو بھیر یا اٹھ
لے جاتا ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ایک خط کھینچا اور فرمایا کہ یہ سپہ چارستہ اللہ
ہے پھر آپ نے دائیں بائیں بہت سے خطوط بنائے اور فرمایا کہ یہ سب شیاطین کے
راستے ہیں ہر راستہ پر شیطان مقرر ہے جو لوگوں کو اس کی طرف بلاتا ہے پھر آپ
آیت "وان هذا صراطی مستقیماً فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن
سبیلہ" تلاوت فرمائی

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا کہ بیشک شیطان انسان کا بھیر یا ہے جیسا کہ بکریوں کا بھیر یا دور والی اور
ہونے والی بکری کو اٹھا کر لے جاتا ہے پس جو تم مختلف فرقے بنانے سے اور ایک
کر رہو اور نماز پڑھتے رہو۔



۹۳ واں باب

عالم شیطان پر بھاری ہوتا ہے

ترمذی شریف میں ابن عباسؓ کی روایت سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک ایک نعتیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے بھی بھاری ہوتا ہے ایک روایت میں ہے کہ ایک عابد اور ایک عالم کی آپس میں دوستی تھی۔ شیاطین نے ابلیس سے کہا کہ ہم ان میں تفریق نہیں ڈال سکتے پس ابلیس لعین نے کہا کہ میں ان کو بہکاؤں گا۔ پس ابلیس عابد کے راستے پر بیٹھ گیا جب وہ عابد وہاں سے گذرا تو شیطان ایک دیندار بوڑھے کی شکل میں چہرہ پر سجدہ کا نشان بنائے ہوئے آیا اور عابد سے کہا کہ میرے دل میں ایک دوسرہ پیدا ہو رہا ہے پس میں آپ سے اس کا علاج چاہتا ہوں عابد نے کہا کہ پوچھو اگر مجھے علم ہوگا تو بتلا دوں گا ابلیس نے کہا کیا اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ تمام آسمان و زمین دریا و پہاڑ ان سب کو ایک انڈے میں جمع کر دیں اور نہ انڈے کو بڑا بناویں اور نہ آسمان و زمین کو چھوٹا بناویں یعنی دونوں چیزیں اپنی اصلی ہیت پر رہیں۔ اس عابد نے بطور تعجب کہا کہ بغیر کوئی زیادتی کیئے اور تعجب میں وہیں ٹھہر گیا جب کافی دیر تک کوئی جواب نہ بن سکا تو ابلیس نے کہا اچھا جائیے پھر ابلیس اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ عابد کو تو میں نے ہلاک کر دیا کہ وہ قدرتِ خداوندی میں شک میں مبتلا ہو گیا پھر ابلیس عالم کے راستے پر بیٹھ گیا اور اس عالم سے بھی یہی سوال کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو ایک انڈے میں جمع کر سکتا ہے بغیر ان میں کمی زیادتی کیئے اس عالم نے کہا کہ بیشک کر سکتا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے ابلیس نے پھر دوبارہ بطور انکار کہا کہ بغیر کمی زیادتی کیئے اس عالم نے جھٹک کر بلند آواز کے ساتھ کہا کہ ہاں ہاں بغیر زیادتی و کمی کیئے پھر اس کو یہ آیت سنائی ۵ انما امرہ

اذا اراد شیطان ان يقول له كن فسيقون • البیس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس پر بس نہ چل سکا یہ تو بہت ہوشیار ہے۔

۹۲ واں باب

شیطان کا مومن کی وفات پر شدت سے رونا کیونکہ وہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور موت کے وقت اس کو بہکانے کی کوشش کرنا

صفوان فرماتے ہیں کہ جب مومن مر جاتا ہے تو شیطان اس کے گھر والوں سے بھی زیادہ ندر سے اس پر گریہ و زاری کرتا ہے کیونکہ اس کو بہکانے کا موقع نکل جاتا ہے۔

صالح ابن احمد ابن حنبل فرماتے ہیں کہ جب میرے والد کے انتقال کا وقت آیا تو میں ان کے پاس تھا وہ بار بار یہ کہہ رہے تھے کہ ابھی نہیں ابھی نہیں۔ میں نے کہا اب جان یہ کیا کہہ رہے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ شیطان میرے سرانے کھڑا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے کہ تو میرے ہاتھ سے نکل گیا میں کہہ رہا ہوں کہ ابھی نہیں جب تک جان نہ نکل جائے یعنی جب تک ایمان پر خاتمہ نہ ہو جائے۔

ابوداؤد میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔
 " اعوذ بک ان یتخبطنی الشیطن عند الموت " یعنی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ شیطان موت کے وقت مجھ کو گمراہ نہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی ثابت قدمی عطا فرمائے۔



۹۵ وال باب

موت کے وقت شیطان کے نزعہ سے مومن کے سلاحت
رہ جانے پر ملائکہ کا تعجب کرنا۔

عبد العزیز ابن فرسیع فرماتے ہیں کہ جب مومن کی روح آسمانوں میں جاتی ہے
تو ملائکہ علیہم السلام فرماتے ہیں کہ یہ شخص شیطان سے کس طرح نفع آیا اس کا شیطان سے
نفع جانا بڑی عجیب بات ہے۔ ابو الفرج ابن جوزی فرماتے ہیں چونکہ شیاطین قلب
انسان پر پورا قابو رکھتے ہیں اس کے باوجود اس کے نزعہ سے نفع جانا اور بحالت
سلامتی ایمان مرجانا تعجب کی بات ہے اسی وجہ سے ملائکہ علیہم السلام کو اس کے ایمان
سے تعجب ہوتا ہے۔ وباللہ التوفیق

۹۶ وال باب

شیطان نے سب سے پہلے کون سے افعال
پہلے کیے

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا اور قیاس
ہی کے نتیجے میں لوگوں نے چاند سورج پوجنے شروع کیے۔ حن بصری نے بھی یہی فرمایا
چکہ سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا۔ مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے اور آدم
کے درمیان خود کیا اور اپنے آپ کو آدم سے افضل سمجھ کر حکم خداوندی کے باوجود سجدہ
سے انکار کر دیا حالانکہ حکم خداوندی کے سامنے قیاس نہیں چلتا اور اس کا قیاس کرنا فی

فی نفسہ بھی باطل تھا جیسا کہ پہلے گذر چکا کہ مٹی سے آگ افضل نہیں ہو سکتی ۸۶ ویں باب میں ہے۔ پندرہ وجوہ میں اسی کو باطل قرار دیا گیا ہے۔ میمون ابن ہیران فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے عشاء کا نام عترت کس نے رکھا آپ نے کہا کہ نماز عشاء کا نام عترت سب سے پہلے شیطان نے رکھا۔ علامہ غوثی فرماتے ہیں کہ پندرہ سب سے پہلے شیطان نے شروع کیا۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ گانا سب سے پہلے شیطان نے گایا۔

۹۷ واں باب

ابلیس لعین کتنی بار رویا ہے

ابن مخلص فرماتے ہیں کہ شیطان چار مرتبہ رویا ہے۔

۱۔ جس وقت وہ مردود ہوا۔

۲۔ جب زمین پر اتارا گیا۔

۳۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔

۴۔ جب سورۃ فاتحہ نازل ہوئی۔

اور فرمایا کہ زور سے رونا اور خراٹے سے رونا عمل شیطان ہے۔

سعید ابن جبیر فرماتے ہیں کہ جب شیطان کی شکل تبدیل کر دی گئی اور اس کو

ملعون کر دیا گیا تو شیطان رویا اور جب اس نے حضور کو مکہ میں نماز پڑھتے دیکھا تب

بھی رویا اور جب آپ نے مکہ فتح کیا تب بھی رویا جس سے تمام شیاطین جمع ہو گئے

اس نے ان سے کہا کہ امس محمد یہ اب شرک نہیں کر سکتی مگر ان کو دین میں گمراہ کرتے

رہو اور فوج و لشکر میں ان کو مبتلا کرتے رہو۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب ابلیس کو پیدا

کیا گیا تو اس نے خراٹے لینے شروع کیے۔



۹۸ واں باب

ابلیس کا عرش فریا پز بچھتا ہے

مسلم شریف میں حضرت جابر کی حدیث ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابلیس اپنا عرش فریا پز بچھاتا ہے پھر اپنے چیلوں کو گمراہ کرنے کے واسطے لوگوں کے پاس بھیجتا ہے جو بھی کسی انسان کو بڑے فتنے میں مبتلا کر دیتا ہے اسی کا مرتبہ اس کے نزدیک بڑا ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک شیطان آکر کہتا ہے کہ میں نے ایسا ایسا کرایا ابلیس کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا حتیٰ کہ ایک کہتا ہے کہ میں نے فلاں میں اور اس کی بیوی میں تفریق کر دی ابلیس اس کو اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تو نے عمدہ کام کیا۔ یہ حدیث متعدد طرق سے مسند احمد ابن حنبل میں بھی مذکور ہے۔

ابوسعید فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صائد سے کہا کہ تو کیا دیکھتا ہے اس نے کہا کہ میں ایک عرش دیکھتا ہوں جو پانی پر بچھا ہوا ہے جس کے چاروں اطراف میں بہت سے سانپ ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ ابلیس کا عرش ہے۔ ابوریحانہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابلیس پانی پر اپنا عرش بچھاتا ہے اور ہر آدمی پر دو شیاطین مسلط کرتا ہے اور ان کو ایک سال کی مہلت دیتا ہے اگر وہ اس کو گمراہ نہیں کر پاتے تو ان کے ہاتھ پیر کاٹ کر سولی دیتا ہے پھر دوسرے دو شیاطین بھیجتا ہے۔ حافظ ذہبی نے اس حدیث کو منکر قرار دیا ہے مگر اس کی ایک ہی سند ہے۔

۹۹ واں باب

شیطان کا جھنڈا گاڑنا

مسلم شریف میں حضرت سلیمان کی حدیث ہے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تجھ سے ہو سکے تو باطلوں میں سب سے پہلے جانے والا اور سب سے آخری آنے والا مسرت ہو چونکہ وہاں شیطان کا معرکہ ہوتا ہے اور وہیں پر شیطان جھنڈا گاڑتا ہے۔

۱۰۰ اوائل باب

ابلیس کا اپنی اولاد میں سے ہر ایک کو کسی خاص کام پر مقرر کرنا۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ ابلیس کے پانچ لڑکے ہیں ان میں سے ہر ایک کو ایک کام پر مقرر کر رکھا ہے۔ ان کے نام یہ ہیں ثبور، اطر، مسوط، واسم، زلنبور۔ ثبور کا کام یہ ہے کہ وہ مصیبتوں کے وقت گریبان چاک کرنے اور منہ پیٹنے اور خلاف شرع باتیں زبان سے نکلنے پر انسان کو اکساتا ہے۔ اطر زنا کرانے پر مامور ہے اور لوگوں کو اس میں مبتلا کرتا ہے۔ مسوط جھوٹ پر موزکل ہے وہ کوئی بات سن کر کسی سے جھوٹ بیان کرتا ہے وہ شخص کو اپنے خاندان والوں سے کہتا ہے کہ میں نے فلاں آدمی سے ایسا ایسا سنا ہے میں اس کو پہچانتا ہوں مسوط کا کام ہم کو یاد نہیں۔ واسم زوجین میں بدگمانیاں پیدا کرتا ہے اور آپس میں ناراضگی پیدا کرتا ہے۔ زلنبور بازار میں جھاتا ہے اور وہاں اپنا جھنڈا گاڑ دیتا ہے۔

۱۰۱ اوائل باب

شیطان کا انسان کے ہر کام میں شریک رہنا
مسلم شریف و ترمذی شریف کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ شیطان تمہارے ہر ایک کام میں شریک بہتا ہے۔ یہاں تک کہ کھانے پینے میں بھی شریک بہتا ہے پس اگر کھانے وقت تہد القمہ گرجائے تو اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھالینا چاہیے شیطان کے لئے مت چھوڑو اور جب تم کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو اپنی انگلیاں چاٹ لیا کرو کہ معلوم نہیں کہ کھانے کے کسی حصے میں برکت ہے۔

۱۰۲ اول باب

شیطان کا بیوی سے جماع کرتے وقت حاضر ہونا
 حضرت انس ابن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے ہمبستری کرے اور یہ دعا پڑھ لے "اللھم جنبنا الشیطان و جنب الشیطان مارذقتنا" اگر اللہ نے کوئی بچہ عطا کیا تو اس دعا کی برکت سے شیطان اس کو کبھی گمراہ نہ کر سکے گا (صحیحین)

حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ جب آدمی بغیر بسم اللہ کے اپنی بیوی سے ہمبستری کرتا ہے تو شیطان اس کے قضیب کو پھٹا کر اس کے ساتھ شریک جماع ہو جاتا ہے، یہودیوں باب میں ابن عباسؓ کا قول گذر چکا ہے کہ رسول اللہ نے حالت حیض میں جماع کرنے سے منع فرمایا ہے اگر کوئی اس حال میں جماع کرتا ہے تو شیطان اس سے جماع کرنے میں سبقت کرتا ہے اگر اس کا نطفہ قرار پاتا ہے تو بچہ مختلف پیدا ہوتا ہے۔ علامہ طبرطوشی نے تحریریم الفواہش میں اس کو فکر کیا ہے۔

۱۰۳ اول باب

ولادت کے وقت شیطان کا حاضر ہونا
 صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ علاوہ عیسیٰ السلام اور ان کی والدہ مريم علیہا السلام کے تمام اولاد آدم کی ولادت کے وقت شیطان مولود ہونے والے بچے کو دباتا ہے جس کی وجہ سے بچہ روتا ہے حضرت ابو ہریرہ نے استدلال میں یہ آیت تلاوت فرمائی: "والانی اسید جالبک و ذریعتہ من الشیطن الرزیم" یہ آیت کہہ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مريم علیہا السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ وہ دونوں شیطان کے اثر سے اس خاص حالت میں مامون رہے تھے۔

بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ شیطان ہر بچہ کو اس کی آنکھ میں ولادت

کے وقت انگلی بھرتا ہے علاوہ عیسیٰ علیہ السلام کے۔ ایک روایت میں ہے کہ بچہ کا چیخنا شیطان کی حرکت کے نتیجہ میں ہوتا ہے۔ علامہ سیبلی فرماتے ہیں کہ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت مردوں کی مٹی سے نہیں ہوئی بلکہ روح قدس کے نفوس سے ہوئی اس واسطے شیطان سے آپ محفوظ رہے۔ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونا لازم نہیں آتا اس لیے کہ آپ کے قلب اطہر سے حصہ شیطانی نکال دیا گیا تھا اور آپ کے قلب اطہر کو روح القدس نے پانی سے صاف کر دیا تھا اور چونکہ اس حصہ شیطانی سے انسان میں شہوات نفسانیہ پیدا ہوتی ہیں اور وہ حصہ درحقیقت صلب پدر سے منتقل ہو کر آتا ہے اس لیے وہ حصہ شیطانی آپ کے والد محترم کی جانب راجع ہو گا نہ کہ آپ کے نفس اطہر کی جانب اسی واسطے وارد ہے کہ روح القدس نے آپ کا سینہ مبارک چاک کیا اور اس میں سے ایک گوشت کا ٹکڑا نکال دیا اس سے معلوم ہوا کہ یہ وہ حصہ تھا جس سے شیطان بچہ کے اندر اثر کر کے اس کو دباتا ہے اور بچہ چیخ پڑتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۰۴واں باب

شیطان انسان کے اندر اثر کرتا ہے

ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ ابن مسعود کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان بھی انسان کے اندر اثر کرتا ہے اور فرشتہ بھی انسان کے اندر اثر کرتا ہے شیطان برائی کا حکم کرتا ہے اور جھوٹ کا حکم کرتا ہے اور فرشتہ اچھائی کا حکم کرتا ہے اور سچائی کا حکم کرتا ہے۔ پس اگر اچھائی کا خیال پیدا ہو تو سمجھو کہ یہ خدا کی جانب سے ہے اور خدا کی تعریف کرو اور اگر برائی کا دوسرا پیدا ہو تو سمجھو کہ شیطان کی طرف سے ہے خدا سے پناہ مانگو۔ پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔
 اَلشَّيْطٰنُ يَدْعُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُم بِالْفَحْشَاۗءِ ۗ يَعْنِي شَيْطٰنٌ تَنكِدُ سِي كَاوَسُوْرَةُ اَلنَّارِ
 ہے اور برائی کا حکم دیتا ہے۔

۱۰۵واں باب

شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح سرایت کرتا ہے

صحیحین کی حدیث ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح سرایت کرتا ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم شیطان سے کسی طرح نجات ہا سکتے ہیں جبکہ وہ ہمارے جسم میں خون کی طرح سرایت کرتا ہے ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ شیطان انسان کی شرمگاہ میں بھی آمد و رفت رکھتا ہے اس کا تفصیلی بیان جنات کا انسان کے بدن میں داخل ہونا اس باب میں گذر چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمایا جائے۔

۱۰۶ اول باب

رات میں شیاطین کا منتشر ہونا اور بچوں سے تعرض کرنا
 صحیحین میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب رات شروع
 ہو تو اپنے بچوں کو روک لو کیونکہ اس وقت میں شیاطین منتشر ہو جاتے ہیں اور جب
 رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو ان کو چھوڑ دو اور اللہ کا نام لیکر وہاں نہ بند کرو اور اللہ کا نام
 لے کر برتنوں کو ڈھک دو اگرچہ ان پر کوئی معمولی ہی چیز رکھتی ہو اور سوتے وقت
 چراغ بجھا دیا کرو۔

۱۰۷ اول باب

شیطان کس چیز کے ذریعہ بچوں سے الگ ہوتا ہے

حضرت محمد سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچوں کو
 بچوں سے میں بند کر کے گھر میں رکھا کرو اس سے شیطان تمہارے بچوں کو نہیں چھڑکتا
 حضرت امام احمد ابن حنبل فرماتے ہیں کہ ہاتھ کو بڑھو ہر طرف سے لپٹے گھر میں رکھنا اس
 میں کوئی حرج نہیں ہے مگر کھیل کی نیت سے پالنا ناپسندیدہ ہے۔

۱۰۸ اول باب

جس بستر پر کوئی نہیں سوتا اس پر شیطان سوتا ہے

ابن ابوجازم فرماتے ہیں کہ جس گھر میں کوئی بستر لگا ہوتا ہے اور اس پر کوئی نہیں
 سوتا تو شیطان اس پر سوتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ بستر پر سوتا ہے تو شیطان اس
 پر کھانا کھا کر اور بیڑہ مر چیز جس پر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا تو شیطان اس

میں تصرف کرتا ہے یا تو اس کو ختم ہی کر دیتا ہے جیسا کہ کھانا وغیرہ اور یا اس سے نفع اندازگی کرتا ہے احادیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

۱۰۹ اول باب

شیطان کا قیلولہ نہ کرنا

عبداللہ ابن احمد فرماتے ہیں کہ میرے والد گرمی سردی ہر موسم میں نصف النہار میں قیلولہ فرمایا کرتے تھے اور مجھ کو بھی اپنے ساتھ شریک قیلولہ رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عمر ابن خطابؓ نے فرمایا ہے کہ دو پہر کو سو یا کرو کیونکہ شیطان دو پہر کو نہیں سوتا۔ حضرت قتادہ انس ابن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ تین چیزوں کی محافظت کرنے سے روزہ آسان ہو جاتا ہے۔ قیلولہ کرنا سحری کھانا اور کھانے کے بعد پانی پینا۔

۱۱۰ اول باب

شیطان کا سونے والے کے سر پر گرہ لگانا

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان اس کے سر کے آخری حصہ میں تین گرہ لگا دیتا ہے یہ کہہ کر لگاتا ہے کہ لمبی نیند سو جا جب آدمی بیدار ہوتا ہے اور اللہ کا نام لیتا ہے تو ایک گرہ خود بخود کھل جاتی پھر جب اگر وضو کرتا ہے تو دوسری کھل جاتی ہے پھر جب نماز پڑھتا ہے تو تیسری بھی کھل جاتی ہے اور آدمی خوش و خرم ہو کر صبح کرتا ہے اور اگر ایسا نہیں کرتا تو پریشان حال رہتا ہے اور سستی بچھا جاتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگوں نے ایک شخص کا ذکر کیا کہ وہ سوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کی نماز

نکل جاتی ہے آپ نے فرمایا کہ اس کے کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے۔
 یہ گرو لگانا اس شخص کو پیش آتا ہے جو سوتے وقت آیت الکرسی یا اللہ کوئی دیکھ لیا
 نہیں پڑھتا چونکہ جو شخص سونے سے قبل آیت الکرسی وغیرہ پڑھ لیتا ہے تو شیطان اس
 کے قریب بھی نہیں جاتا ہے جیسا کہ پہلے احادیث کے حوالہ سے گذر چکا ہے۔

ااواں باب

برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں

بخاری و مسلم میں حضرت ابو قتادہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی
 اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اچھا خواب خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور بُرا
 خواب شیطان کی طرف سے جب تم میں سے کوئی خواب برا دیکھے تو اپنی بائیں جانب
 تھمھ کر دوسے اور اعوذ باللہ پڑھو اس کے شر سے محفوظ رہو گے۔ بخاری شریف
 میں حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
 علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو خدا کی حمد بیان کرنی
 چاہیے کیونکہ وہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور دوسروں سے اس کا ذکر کرنا چاہیے
 اور جب ناپسند خواب دیکھے تو اعوذ باللہ پڑھنا چاہیے کیونکہ وہ شیطان کی طرف سے
 ہوتا ہے اور کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ علامہ سیوطی
 فرماتے ہیں روایات میں کسی چیز کے دیکھنے کو کہتے ہیں اور رویت بیداری میں دیکھنے
 کو کہتے ہیں۔ پس رویت نبی کریم مخصوص ہے آپ کی حیات طیبہ کے ساتھ۔ اور
 خواب میں آپ کی زیارت کا شرف ہونا اس کو روایا کہیں گے خواہ میں آپ کا دیکھنا
 برحق ہے چونکہ آپ کا ارشاد ہے کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس کا نام بھلا ہے
 کو ہی دیکھا۔

علماء ملندی فرماتے ہیں کہ خواب کی حقیقت کے بارے میں لوگوں کا طویل کلام ہے اور غیر اسلامی لوگوں کے لیے اقوال ہیں جو بالکل بے اصل ہیں کیونکہ انہوں نے ایسی چیز کی حقیقت معلوم کرنے کی کوشش کی ہے جو غیر مددک بالعقل اور جس پر کوئی معتبر دلیل بھی قائم نہیں ہے اور نہ ہی اس کو کسی کراس کی تصدیق کی جاسکتی ہے اس وجہ سے مختلف اقوال پیدا ہو گئے اور ہر شخص نے اپنے اپنے ذوق کے موافق ایک رائے قائم کر لی چنانچہ اہلٹن نے کہا کہ خواب چاہے جس قسم کا ہو اس کا تعلق اخلاط سے ہے پس جس شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ پانی میں تیر رہا ہے یا ڈوب گیا ہے یا اس قسم کی کوئی چیز پانی سے متعلق دیکھی تو سمجھو کہ اس پر بلغم کا غلبہ ہے کیونکہ بلغم میں اور پانی میں رطوبت کے اعتبار سے مناسبت ہے اور جس شخص نے خواب میں آگ دیکھی تو سمجھو کہ اس پر صغراؤ کا غلبہ ہے کیونکہ طبیعت نارا اور طبیعت صغرا میں مناسبت ہے۔ اس طرح بعض مرتبہ آدمی اپنے آپ کو ہوا میں اڑتا ہوا دیکھتا ہے اس کی بھی یہی وجہ ہے۔ اطباء کا یہ مذہب اگرچہ عقلاً ناممکن نہیں ہے بلکہ امکان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان اخلاط کے غلبہ کے وقت ایسا اثر فرمادیتے ہوں مگر چونکہ اس پر کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی امر معاد ہے اس لیے قطعیت کا فیصلہ کرنا درست نہیں بلکہ محض ایک امکان ہے بشرطیکہ ان اخلاط کی جانب اس قسم کے خوابوں کی نسبت صرف اعتباری و سببی ہو اور اگر کوئی بالفعل اس کا قائل ہو تو اس وقت ہم اس کو کاذب قرار دیں گے اور ان کا قول باطل رہے گا کیونکہ بالفعل کسی فعل کا فاعل صرف خدا تعالیٰ ہے آئمہ فلاسفہ کی اس بارے میں بڑی طویل و عریض تحقیقات ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ عالم علوی کے اندر جو صورتیں پھرتی رہتی ہیں ان کی حالت ایسی ہے جیسا کہ لٹو یعنی وہ اس کی طرح گھومتی رہتی ہیں اور ان میں سے جو بعض ذہن انسانی محاذی ہو جاتی ہیں ان کو انسان نیند کی حالت میں دیکھ لیتا ہے بس یہ خواب کی حقیقت ہے۔

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ قول سراسر باطل ہے اور یہ رائے حکم محض ہے چنانچہ
اس پر ان کے پاس کوئی معقول دلیل نہیں ہے کیونکہ کسی پیر کا ذہن انسانی میں منقش ہونا
یہ خاصہ ہے اجماع کا اور اعراض جو عالم علوی میں پائے جاتے ہیں زدہ خود منقش
کئے ہیں اور نہ کوئی شئی ان میں منقش ہو سکتی ہے۔ پس یہ رائے سراسر باطل ہے
اور خواب کی تحقیق میں صحیح مذہب وہی ہے جو اہل سنت والجماعت کا معمول ہے
وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح بیدار شخص کے قلب میں اعتقادات پیدا فرماتے ہیں
اسی طرح نائم کے قلب میں پیدا فرماتے ہیں اور خدا تعالیٰ جو چاہتے ہیں پیدا فرماتے
ہیں کوئی شئی اس کے حکم و فعل کو رد نہیں کر سکتی وہ لازم و یقینہ ہر حال میں جو چاہتا
ہے انسان کے اندر تصرف کرتا ہے پس جب خدا تعالیٰ اس قسم کے اعتقادات پیدا
فرماتے ہیں تو گویا یہ اعتقادات ثانوی درجہ میں کسی امر آخر کے واسطے علامت
بنتے ہیں۔ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ بندہ میں کوئی اعتقاد پیدا ہوتا ہے اور وقت
اس کے خلاف ہوتا ہے اس میں بھی کوئی استحکام نہیں ہوتا ہے کیونکہ بیدار کا میں بھی
ایسا ہوجاتا ہے کہ انسان کوئی اعتقاد کرتا ہے اور واقعہ اس کے برعکس ہوتا ہے
ہاں وہ اعتقاد کسی امر ثانی کے واسطے علامت بن جاتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ کا بدلی
کو پیدا فرمانا علامت ہوتا ہے بارش کی یہی حال جمیع اعتقادات کا ہے پس وہ اعتقاد
کہ جن کو خدا تعالیٰ نے علامت بنایا ہے اور اس میں شیطانی دخل نہیں ہے بلکہ اس
سے سرور حاصل ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور جن میں
ضرر ہوتا ہے یا شیطانی دخل ہوتا ہے وہ مجازی طور پر شیطان کی طرف منسوب
ہوتے ہیں یہی مراد اس حدیث کی ہے جس میں آیا ہے **المرید یا من الشیطان** **الشیطان**
یعنی خوش کن خواب بجانب اللہ ہوتے ہیں اور اللہ نے خواب شیطان
ہوتے ہیں یہ مطلب نہیں ہے کہ شیطان اس کو دکھاتا ہے اور اس میں کوئی ضرر

تصرف کرتا ہے اور دیا پسندیدہ خواب کو کہا جاتا ہے اور حکم برے خواب کو بلکہ شیطان کی طرف اس کی نسبت صرف مجازی والاشامی ہے جیسا کہ ابھی گزر چکا ہے کہ یہ تحقیق علامہ طبرزی نے فرمائی ہے۔

اور علامہ پہلی نے خواب کی حقیقت کے بیان میں ابو اسحاق اسفہر کا قول نقل فرمایا ہے وہ فرماتے ہیں کہ روح جز قلب کا ادراک ہے جیسا کہ رویت جز عین کا ادراک ہے پس جب نیند مکمل طور پر قلب پر غالب آجاتی ہے تو کچھ نظر نہیں آتا ہے اور جب نیند کا غلبہ ختم ہو جاتا ہے یا قلب کے اکثر حصہ سے ختم ہو جاتی ہے تو اس وقت خواب نہایت صاف و سحرانظر آتا ہے جیسا کہ صبح کا خواب۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ خواب یہ وہ اعتقادات ہوتے ہیں جن کو ناظم حالت نوم میں ادراک کرتا ہے یہ کسی حالت کا ادراک نہیں ہوتے۔ اساذ ابو بکر ابن فورک فرماتے ہیں کہ خواب یہ وہ ادہام ہوتے ہیں جن کو ناظم حالت نوم میں متصور کرتا ہے۔ علامہ ابو بکر نے علامہ الغرابی کی تحقیق پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ممکن ہے کہ علامہ الغرابی کی تحقیق بعض احوال سے متعلق ہو نہ کہ جمیع احوال سے چونکہ بسا اوقات ناظم حالت نوم میں کسی معدوم شی کا ادراک کر لیتا ہے اور ظاہر ہے کہ معدوم شی سے ادراک متعلق نہیں ہو سکتا اور قاضی عیاض کا قول بالکل درست و حق ہے چونکہ کبھی آدمی کسی شی کا اعتقاد واقعہ کے مطابق کر لیتا ہے اور کبھی خلاف واقعہ بھی ہو جاتا ہے جیسا کہ کوئی آدمی خواب میں دودھ کو دیکھے اور اس کو دودھ ہی یقین کے ساتھ گمان کرے حالانکہ وہ علم کی صورت معنوی ہوتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ خواب میں دودھ دیکھا اور ساتھ ساتھ یہ یقین بھی ہو جاتا ہے کہ یہ دودھ نہیں ہے بلکہ علم ہے علامہ ابن فورک کا خواب ہی میں خواب کو ادہام قرار دینا یہ بھی درست ہے اور قاضی صاحب کے قول میں اور اس میں کوئی تضاد نہیں ہے اسی لیے بعض مرتبہ ناظم کسی شی کا تصور کرتا ہے

پھر ساتھ ہی یہ عقیدہ پیدا ہو جاتا ہے کہ تو جو کچھ کر رہا ہے یا دیکھ رہا ہے وہ بالکل عقل کے مطابق ہے یہ خیال اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ نیند کی وجہ سے اس کی عقل ختم ہو چکی ہے پس جب وہ بیدار ہوتا ہے اور عقل بحال ہو جاتی ہے تو اب وہ اعتقاد ختم ہو جاتا ہے اور وہ جان لیتا ہے کہ اب تک جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ سب خلاف واقعہ تھا اور محض اوہام تھے اور یہ بالکل ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص کشتی میں سفر کر رہا ہے اور وہ دورانِ سفر سیر کے عارضہ میں مبتلا ہو جائے تو اس کو یہ وہم ہونے لگتا ہے کہ میرے ساتھ ساتھ چل رہا ہے حالانکہ عقل اس کے اس وہم کو دفع کرتی رہتی ہے اگر یہ عقل نہ ہو تو یہ وہم یقین بن جائے پس اگر کسی وجہ سے عقل ختم ہو جائے تو وہم محض ہو جاتا ہے اور نفس انسانی اس وہم کو صحیح ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے پس اب وہم یا تو صادق ہے گایا کاذب اور اس حالت میں تصدیق وہم کا اعتقاد بھی یا صادق یا کاذب انتہی)

شروع باب میں حدیث آئی تھی کہ جب آدمی بڑی خواب دیکھے تو اس کو تھمتھانہ چاہیئے اس کے برے اثر سے محفوظ رہے گا۔ علامہ مازرکی نے اس کی یہ تاویل فرمائی ہے کہ برا خواب دیکھنے سے جو گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے وہ اس کو تھمتھانے کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ اس کا کرنے والا اس پر اعتقاد رکھتا ہو اور اس پر بھروسہ ہو کہ خدا تعالیٰ اس کے ذریعے سے اس بُرے اثر کو ختم فرمادیں گے اور ایک معنی یہ ہیں کہ خواب میں جو بڑی حالت پیش آئی تھی وہ اس کی وجہ سے اثر انداز نہیں ہو سکتی اور یہ تھمتھکانا اس کے دفع کا سبب بن جائے گا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ صدقہ آفات و بلائیا کو ختم کر دیتا ہے اور دیگر نظائر امثال میں بھی یہی تاویل فرمائی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۲ اوائل باب

شیطان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل مبارک میں متمثل نہیں ہو سکتا

مسیحین میں حدیث شریف ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس نے حقیقتاً مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل اختیار کرنے پر قادر نہیں ہے یہ روایت متعدد طرق سے مروی ہے سب کا مفہوم تقریباً یہی ہے ابو بکر ابن الطیب فرماتے ہیں کہ آپ کے اس ارشاد پاک کا مطلب یہ ہے کہ خواب میں مجھ کو دیکھنا یہ حق ہے شیطان کے تخیلات و تشبیہات نیز اضغاث و اعلام ان میں سے کسی شیئی کا اس میں دخل نہیں ہے نیز ایک حدیث شریف میں وارد ہے ”من رآنی فقد رآی الحق“ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ اس نے حق دیکھا یعنی فی الواقع آپ ہی کو دیکھا ہاں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دیکھنے والا آپ کو اس شکل کے خلاف دیکھتا ہے جو شامل وغیرہ کی کتابوں میں منقول ہے مثلاً آپ کی ریش مبارک ابھین ہو یا آپ کا لون مبارک کسی دوسری قسم کا ہو بہر حال جو شکل بھی ہو جس نے آپ کو دیکھا اس نے حقیقتاً آپ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان آپ کی صورت مبارک میں متمثل نہیں ہو سکتا۔

علامہ سیبلی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا حق ہے شیطان اس میں دخل نہیں بن سکتا ایک حدیث شریف میں ہے ”من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظة“ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو مجھ کو خواب میں دیکھے تو وہ مجھ کو اس صورت میں دیکھے گا کہ جس صورت میں میں واقع تہیاری میں ہوتا ہوں یا مطلب یہ ہے کہ آپ کا علیہ مبارک متبدل نہیں ہو سکتا بلکہ ہر حال میں علیہ مبارک ایک ہی رہے گا یہ حدیث

بالکل حق ہے اس میں کوئی احتمال نہیں ہے اب اس پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ بعض مرتبہ رات آپ کو خلاف علیہ مبارک پانا ہے اس کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی حقیقت کو مرثیات گمان کر لیتا ہے یعنی خواب میں کوئی گمان پیدا ہوا کوئی خیال آیا اور بیدار ہونے کے بعد اس کو مرثیات شمار کرنے لگا پس اس میں ایسا ہوتا ہے کہ آپ کی ذات شریفہ تو وہی ہوتی ہے اور آپ کی صفات متمیزہ ہوتی ہیں اور آدمی دونوں مرثی شمار کو بٹھکتا ہے جس کے نتیجے میں یہ گمان ہوتا ہے کہ آپ کی مرثیہ سفید ہے یا آپ کا لون متبدل ہے حالانکہ ایسا نہیں ہوتا بلکہ صفات کے متعلق صرف ایک خیال ہوتا ہے جس کو وہ ایک واقعہ کی شکل دے لیتا ہے۔

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے آپ کو خواب میں بڑھھا دیکھا اس سے مراد سکون و راحت کا سال ہوتا ہے اور جس نے آپ کو نوجوان پایا اس سے مراد جنگ و جدال کا سال ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے شخص کے مارنے کا حکم فرما رہے ہیں جس کا مارنا حلال نہیں ہے تو پس اس طرح کا خواب سراسر صفات متمیزہ میں داخل ہے مرثیات میں اس کو برگز شمار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ آپ کا اس طرح کا حکم فرمانا بالکل محال و ناممکن ہے۔ علامہ مازری فرماتے ہیں کہ یہ بھی صفات متمیزہ کی فہرست میں داخل ہے اس کو ان سے خارج کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ علامہ مازری نے اس حدیث شریفہ ”من رآنی فی المنام فیسرانی فی الیقظة“ کی یہ تاویل فرمائی ہے کہ ممکن ہے کہ آپ کا یہ ارشاد اپنے زمانے کے لوگوں کے واسطے ہو جس کا مطلب یہ ہوگا کہ جس نے آپ کو خواب میں دیکھا وہ عنقریب بیدار ہوگا میں بھی دیکھنے لگا پس اس سے مراد وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے آپ کی طرف اس وقت تک ہجرت نہیں کی تھی۔

علامہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ سے دلائل کیا گیا کہ خواب کا حق ہونا کس طرح ہو سکتا ہے

با اوقات خواب دیکھنے والا آپ کو کسی دیگر صورت میں دیکھتا ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص آپ کو کسی دیگر حلیہ میں دیکھے تب بھی اس نے آپ ہی کو دیکھا اور اس کا خواب اب بھی حق ہی شمار ہوگا مگر اس کو صرف رویا سے تعبیر کیا جائے گا اور جس کو یہ دیکھنے والا آپ کی صورت مبارکہ گمان کر رہا ہے وہ صورت نہیں ہے بلکہ آپ کی صفت مبارکہ ہے مگر چونکہ نیند کی وجہ سے عقل سلامت نہیں رہتی اس سے وہ صفت کو صورت گمان کر لیتا ہے اور یہ وہم تصدیق و یقین کا درجہ اختیار کر لیتا ہے مگر یہ وہم و گمان اس خواب کی حقانیت پر اثر انداز نہیں ہو سکتا جیسا کہ کشتی کا سوار یہ گمان کرتا ہے کہ دریا میرے ساتھ ساتھ چل رہا ہے حالانکہ دریا ساکن رہتا ہے مگر اس کے اس گمان سے رویت دریا کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ اس کو یہ حق رہتا ہے کہ یہ کہہ سکے کہ میں نے دریا دیکھا اگرچہ وہ فی الواقع ساکن تھا یہی حال آپ کو کسی دیگر صورت میں دیکھنے کا ہے اگرچہ وہ دیگر صورت اس رات کے گمان کی طے کر رہے ہے مگر ذات نبوی در حقیقت اس کو نظر آتی ہے تو اس کا آپ کو خواب میں دیکھنا حق ہی شمار ہوگا اگرچہ صورت دیگر ہی رہے اور اسی طرح کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی نے کسی بعید سے آنے والے کو دیکھا اور اس کو بچہ یا پرندہ گمان کرنے لگا تو اس گمان سے اس کی صحت رویت پر کوئی اثر نہ ہوگا بلکہ اس کا دیکھنا صحیح شمار ہوگا مگر حالت بیداری میں چونکہ عقل درست رہتی ہے اس لئے قلب کے بعد وہ گمان بدل جاتا ہے اور حقیقت منکشف ہو جاتی ہے برخلاف حالت نوم کے کہ اس میں ایک اعتقاد کا درجہ پیدا ہو جاتا ہے عقل کی سلامتی کے مفقود ہونے کی وجہ سے اور خیال میں جو صورت ہم جاتی ہے وماغ اس کو حق شمار کرنے لگتا ہے حالانکہ خارج میں اس کا کوئی وجود نہیں ہوتا پس جب آدمی بیدار ہوتا ہے تو وہ اعتقاد ختم ہو جاتا ہے اور وہ صورت متوجہ رہتی رہ جاتی ہے اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے وہ صورت خیال میں اس لیے پیدا فرمائی تھی تاکہ وہ اپنا خواب اس کے موافق کر سکے مگر چونکہ خارج میں اس صورت کا وجود نہیں ہوتا اس

سے وہ صورت متوجہ خارج سے الگ ہو کر ایک مکان بن کر رہ جاتی ہے جس کا فی الواقع کوئی وجود نہیں ہوتا۔

فصل

خدا تعالیٰ کو خواب میں دیکھنا

جب شیطان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں متشکل ہونے کی قدرت نہیں تو بدرجہ اولیٰ خدا تعالیٰ کی شکل اختیار کرنے کی طاقت نہ ہوگی لہذا جس نے خواب میں خدا تعالیٰ کی زیارت کی تو اس نے خدا ہی کی زیارت کی اس میں شیطان کا کوئی دخل نہیں ہو سکتا۔ ابو بکر ابن العزنی اور دیگر علماء سلف کی یہی رائے ہے۔ کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں شیطان کا نہ آنا یہ صرف حضور ہی کے حق میں ہے چونکہ آپ بشر ہیں مختلف شکلوں کا امکان ہے اور خدا تعالیٰ چونکہ اشکال و صورت سے منزہ و مبرا ہیں اس لیے وہاں یہ صورت ناممکن ہے۔ ابن بطال نے بسط کے ساتھ شرح بخاری میں اس مسئلہ کو ذکر کیا ہے تفصیل وہاں ملاحظہ فرمائی جائے۔

فصل ۱۔ شیطان کی ذلت و خواری کی بیان میں۔

موطائک میں عبد اللہ ابن کی حدیث ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شیطان عرفہ کے دن نہایت ذلیل و خوار اور نہایت بد حال رہتا ہے چونکہ اس دن میں خدا کی خاص رحمت بندوں پر نازل ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ بندوں کے بڑے بڑے گناہ معاف فرماتے ہیں جس سے شیطان کو رسوائی ہوتی ہے اس طرح جب جبریل علیہ السلام بدر کے دن فرشتوں کی جماعت کے ساتھ مسلمانوں کی معاونت کے واسطے اترے تھے تب بھی شیطان نہایت غاصب و عاتب ہوا تھا۔

۱۱۳واں باب

قرن شیطان کا نجد کی جانب سے طلوع کرنا

بخاری و مسلم و دیگر ائمہ حدیث نے ذکر فرمایا کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا خبردار! اے لوگو! سنو فتنہ ادھر سے مراد جانب مشرق ہے رونما ہوگا۔ جہاں سے قرن شیطان طلوع کرتا ہے ایک روایت میں ہے کہ آپ اس وقت مشرق کی جانب چہرہ مبارک کیے ہوئے تھے اور آپ نے اسی طرح تین مرتبہ ارشاد فرمایا تھا ایک اور روایت میں بھی تقریباً یہی مفہوم وارد ہے اور بخاری کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اے اللہ! ہمارے ملک شام کو متبرک بنا اور ہمارے ملک تمن کو متبرک بنا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور ہمارے نجد کے لیے بھی دعا فرمائیے آپ نے فرمایا کہ وہاں زلزلوں کی کثرت ہوگی اور فتنے پیدا ہوں گے اور ادھر ہی سے قرن شیطان کا طلوع ہوگا۔

از متوجہ :- قرن شیطان سے کیا مراد ہے اس کے تعین میں علماء کے مختلف اقوال ہیں کچھ علماء کی رائے یہ ہے کہ قرن سے مراد شیطان کا سینگ ہے یعنی شیطان کے حقیقتاً دو سینگ ہیں اور ان میں سے ایک سے سورج طلوع ہوتا ہے ایک رائے یہ ہے کہ قرن سے مراد سمت و جہت ہے چونکہ مشرق کی جانب میں نبی پاک کے زمانہ میں کفر کا غلبہ تھا اس لیے آپ نے جانب مشرق کو قرن سے تعبیر فرمایا ایک رائے یہ ہے کہ قرن سے مراد جماعت و گروہ ہے چونکہ جنگ جبل و صفین اور وفد خوارج کا خروج و دیگر فتنے اہل مشرق نے پیدا کیے تھے اس لیے آپ نے بطور پیشین گوئی جانب مشرق کو قرن شیطان سے تعبیر فرمایا یہ سب تفصیل بخاری شریف جلد دوم میں اس حدیث مذکور کے ذیل میں حاشیہ پر درج ہے۔

فصل ۱ - جانب مشرق میں فتنوں کے بارے میں اہل

سیر کی تحقیق

اہل سیر نے ذکر کیا ہے کہ جب قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی اور حجرِ سود کے رکھنے کے بارے میں اختلاف کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا فیصلہ فرمایا چنانچہ سب نے اس کو چادر میں رکھ کر اٹھایا اور آپ نے اپنے دستِ مبارک سے اس کو نصب کر دیا تو اس وقت شیطان ایک نجدی بوڑھے کی شکل میں آیا اور اس نے کہا کہ اے اہل قریش کیا تم راضی ہو گئے کہ ایتِ تسیم بچہ اس شرف کی چیر کا اہل ہو اور تمہارے بڑے بڑے لوگ اس سے محروم رہیں اس کے اس قول سے قریب تھا کہ دوبارہ اختلاف ہو جائے مگر خدا نے رحم کیا کہ سب خاموش رہے اسی طرح سب قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مشورہ کیا کہ ان کے ساتھ کیا کرنا چاہیے تب بھی شیطان ایک نجدی بوڑھے کی شکل میں آیا تھا اور اس نے ہی قتل کی رائے پیش کی تھی اس واقعہ میں نجدی بوڑھے کی شکل میں شیطان اس لیے آیا تھا کہ اہل قریش نے یہ شرط لگائی تھی کہ اس مجلس میں کوئی تہامہ کا شخص حاضر نہ ہوگا چونکہ وہ محمد کے ہم خیال ہیں تو شیطان نے اپنے آپ کو نجد کی طرف منسوب بتلایا تاکہ اس شرط میں داخل نہ ہو سکے۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ «الفتنة ههنا» الخ اس وقت آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے پاس کھڑے ہوئے تھے اور آپ کی نظر مشرق کی جانب تھی اور آپ بار بار یہ ارشاد فرما رہے تھے کہ «الفتنة ههنا الخ» علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ آپ کا حضرت عائشہ کے حجرہ کے پاس کھڑا ہونا اور مشرق کی جانب اپنا چہرہ مبارک کرنا غالباً یہ اشارہ اس جانب کے وقوعِ فتنہ کے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا

اس جانب کو جائیں گی جیسا کہ آپ نے نزولِ فتن کا ذکر کرتے وقت فرمایا تھا۔ "ایقلوا
صوا حسب الحجر یعنی ان حجروں والیوں کو بیدار کرو۔ واللہ اعلم۔"

۱۴۱ اوائل باب

سورج کا شیطان کے سینگوں کے درمیان میں طلوع و

غروب ہونا

ابوداؤد و نسائی میں حضرت عمر و بنی عقیلہ کی حدیث ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ رات کے کون سے حصہ میں دعا زیادہ سنی جاتی ہے یعنی زیادہ
قبول ہوتی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ رات کے آخری حصے کے درمیان میں اس وقت
جس قدر تمہ سے ہو سکے نماز پڑھو چونکہ اس وقت کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور
و خاص فرشتے ہیں جو اس نماز میں آئین کہنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور جن کی آئین
کی وجہ سے دعا جلد قبول ہوتی ہے (عدنہ ویسے ہر نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں پھر
آپ نے فرمایا کہ پھر صبح کی نماز پڑھ کر رک جا یہاں تک کہ سورج نکل کر ایک یا دو منزے
کی برابر اونچا ہو جائے چونکہ وہ شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس
وقت کفار اس کے لیے نماز پڑھتے ہیں۔ پھر جتنی چاہے نماز پڑھ یہاں تک کہ سورج
نصف النہار میں چلا جائے پھر رک جا کیونکہ اس وقت میں جہنم کو دہکایا جاتا ہے اور اس
کے دروازے کھل دیئے جاتے ہیں پس جب سورج ڈھل جائے تو پھر جتنی چاہے
نماز پڑھ پھر عصر کا وقت ہو جائے اور عصر پڑھ چکے تو پھر رک یہاں تک کہ سورج غروب
ہو جائے کیونکہ وہ شیطان کے سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت
کفار اس کے لیے نماز پڑھتے ہیں۔

امام مالک نے زید ابن اسلم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج شیطان کے سینک سے متصل ہو کر نکلتا ہے پس جب سورج اوجھا ہو جاتا ہے تو شیطان الگ ہو جاتا ہے پھر جب نصف النہار میں جاتا ہے پھر اس سے متصل ہو جاتا ہے پھر جب غروب ہونے کے قریب جاتا ہے تو پھر مل جاتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں اوقات سے منع فرمایا ہے۔ حافظ ابن عبد البر نے اس روایت کو عمدہ قرار دیا ہے۔

شیطان کے سینکوں کے درمیان سورج کا طلوع و غروب ہونا اس حدیث کے بارے میں علماء کرام کے دو قول ہیں۔

۱- یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے اور شیطان کے دو سینک ہیں اور سورج حقیقتاً ان کے درمیان سے طلوع کرتا ہے اس میں کسی معنی مجازی کا دخل نہیں بلکہ حقیقتاً ایسا ہی ہے۔ ان کی دلیل حضرت عکرمہ کی حدیث ہے جس کو انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے حضرت عکرمہ نے ابن عباس سے دریافت کیا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیہ ابن صلت کے بارے میں یہ فرمایا ہے "امن شعرہ و کفر قلبہ" یعنی اس کے اشعار مومن ہیں اور اس کا قلب کافر ہے مطلب یہ ہے کہ اس کے اشعار اہل ایمان کی طرح حق ہیں مگر مومن نہیں ہے حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ آپ کا فرمان حق ہے اور عکرمہ سے پوچھا کہ کیا تم کو امیہ کا کوئی شعر ناپسند ہے حضرت عکرمہ نے کہا کہ اس کا یہ شعر ہمیں ناپسند ہے

والشمس تطلع کل آخر لیلۃ
جرأ یصبح لو نھا ی تورد
لیت بطلانہ لہم فی السلم
الام مذبتہ والالتجد

اور سورج روزانہ سرخ ہو کر نکلتا ہے اس کا لکنا اپنی اصل حالت میں نہیں ہے بلکہ اس کو سزا دی جاتی ہے تب وہ سرخ ہوتا ہے۔

کیونکہ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ اس کو سزا دی جاتی ہے سورج کو سزا دینے جانے کے کیا معنی ہیں آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میرا جان ہے۔

سورج نہیں نکلتا جب تک کہ اس کو ستر بزرگ فرشتے نہ مار لیتے ہوں اور وہ اس کو کہتے ہیں کہ نکل نکل وہ جواب دیتا ہے کہ میں ایسی قوم پر طلوع نہیں کرتا جو خدا کو چھوڑ کر مجھ کو پوجتی ہے پھر ایک اور فرشتہ آتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ نکل پس وہ انسانوں کو روشنی دینے کے لئے چمکدار ہو کر نکلتا ہے۔ اس وقت شیطان آتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کو نکلنے سے روک دے مگر وہ سورج اس کے سینگوں کے درمیان میں سے نکل آتا ہے اور خدا تعالیٰ شیطان کو اس سے جلادیتے ہیں اور سورج جب بھی غروب ہوتا ہے تو خدا کے سامنے سجدہ میں گر جاتا ہے اس وقت شیطان آتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کو سجدہ سے روک دے پس وہ اس کی آنکھوں میں غروب ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ شیطان کو اس کے نیچے ہلاک کر دیتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافران کہ سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان سے طلوع کرتا ہے اور اسی کے سینگوں میں ہو کر غروب ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے

۱۲:- قول یہ ہے کہ یہاں پر قرن کے معنی مجازی مراد ہیں یعنی وہ جماعت مراد ہے جو سورج کی پرستش کرتی ہے اس کے طلوع و غروب کے وقت اور خدا کو چھوڑ کر سورج کو اپنا معبود سمجھتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشبیہ کفار کو ناپسند فرمایا کرتے تھے اور ان کی مخالفت کو پسند فرمایا کرتے تھے اسی وجہ سے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے آپ نے امت کو منع فرمایا کیونکہ اس میں تشبیہ بالکفار ہے اور اس طرح کا تشبیہ کلام عرب میں خوب شائع و ذائع ہے اور قرن کے معنی امت و جماعت لینا یہ بھی کلام عرب میں شائع ہے چنانچہ قرآن کی آیت ہے: "و کم اهلک من قبلکم من قرن نیز" و نابلین ذلک کثیراً نیز۔ قال فما بال القرون الاولى ان تمام آیات میں لفظ قرن جس کی جمع قرون ہے جماعت و امت کے معنی میں مستعمل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے "خیر الناس قرنی"

یعنی سب سے بہتر میری امت ہے اور قرن شیطان سے حزب شیطان بھی مراد ہو سکتی ہے
 جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کفار کو حزب شیطان قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد خداوند کا ہے -
 اولشک حزب الشیطان“ نیز حضرت عمر بن عبد العزیز کی حدیث میں بھی اس کا
 تذکرہ ہے یعنی اس میں بھی قرن شیطان سے مراد کفار ہیں جیسا کہ اس باب کے شروع
 میں گذر چکا ہے۔ واللہ اعلم

۱۱۵ اوائل باب

شیطان کی مجلس یعنی بیٹھنا کا بیان

حضرت عبدالقادر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی کا اس حال میں بیٹھنا کہ
 اس کا آدھا حصہ دھوپ میں ہو اور آدھا سایہ میں یہ شیطانی بیٹھنا ہے یعنی بے فہمگی
 بن سے بیٹھنا شیطان کو محبوب ہے کیونکہ اس سے آدمی کے غیر مہذب ہونے کا پتہ
 چلتا ہے۔ سعید ابن المسیب فرمایا کرتے تھے کہ آدھا دھوپ میں اور آدھا سایہ میں ہو
 کر سونا شیطان کا سونا ہے۔ حضرت قتادہ فرمایا کرتے تھے کہ دھوپ اور سایہ میں
 بیٹھنا شیطان کا بیٹھنا ہے اور آپ اس طرح بیٹھنے کو ناپسند فرمایا کرتے تھے۔
 اسحاق ابن منصور نے حضرت ابن عمر سے کہا کہ دھوپ اور سایہ میں ہو کر بیٹھنا کیا مکروہ
 ہے آپ نے کہا کہ جی ہاں لیکن اس سے منع نہیں کیا گیا۔ اسحاق ابن راہویہ فرماتے
 ہیں کہ اس طرح بیٹھنے کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منع ثابت ہے
 لیکن اگر شروع میں کوئی ٹھیک بیٹھا پھر اتفاقاً ایسا ہو گیا تو اس میں کوئی حرج نہ
 ہوگا۔

۱۱۶ اواں باب

جب قاضی ظلم کرتا ہے تو شیطان اس کو لازم پکڑ لیتا ہے
حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ اللہ کی مدد قاضی کے ساتھ ہوتی ہے جب تک وہ خلاف حق کا فیصلہ نہ
کرے اور جب خلاف حق فیصلہ کرنے لگے تو خدا کی مدد الگ ہو جاتی ہے اور اس پر
شیطان کا تسلط ہو جاتا ہے۔

۱۱۷ اواں باب

اذان ہوتے وقت شیطان کا پیٹھ دے کر بھاگنا
بخاری و مسلم و دیگر کتب حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اذان ہوتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہو بھاگتا
ہے تاکہ اذان کو نہ سن سکے پھر جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو اگر نمازی کے دل میں دوسرے
ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کر اور آدمی کو ان باتوں کے خیال میں مبتلا کر دیتا
ہے جو اس کو پہلے سے یاد نہیں ہوتی یہاں تک کہ آدمی عدد رکعات کو بھول جاتا
ہے کہ کتنی پڑھی ہیں یہ روایت متعدد طریقوں سے مروی ہے جن کا مفہوم تقریباً یہی
ہے۔ اس روایت میں لفظ ضراط اور حصاص ہیں ضراط کے معنی گوز مارنا اور حصاص کے
معنی تیز فوڑنا۔

۱۱۸ اواں باب

شیطان کا صرف ایک جوتی بہن کر چلنا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ تم میں سے کوئی صرف ایک جوتی پہن کر نہ چلے چونکہ یہ شیطانی طرز ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل اس طرح چلنے کو مکروہ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی ایک جوتی ٹوٹ جاوے تو جب تک اسے درست نہ کرالو دوسری بھی مت پہنو۔

فائدہ ۱۔ یہ اس وقت ہے جب کہ وہ بالکل قابل انتفاع نہ رہے۔

۱۱۹واں باب

انسان کے سجدہ کرتے وقت شیطان کا الگ رہنا

جب انسان آیت سجدہ تلاوت کرتا ہے تو شیطان اس سے الگ ہو جاتا ہے اور روتا ہوا یہ کہتا ہے کہ ہائے ہلاکت انسان کو سجدہ کا حکم دیا گیا اس نے سجدہ کر لیا پس اس کے لئے جنت ہے اور مجھ کو حکم دیا گیا میں نے نہیں مانا پس میرے لئے جہنم ہے۔ ابن مقفر فرماتے ہیں کہ جب آدمی شیطان کو لعنت کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ تو نے مستحق لعنت کو لعنت کی اور جب اعوذ باللہ پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ تو نے میری کمر توڑ دی اور جب سجدہ کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ آدمی کو سجدہ کا حکم ہوا اس نے سجدہ کر لیا اور مجھ کو حکم ہوا میں نے نہیں کیا پس اس کے لئے جنت ہے اور میرے لئے جہنم ہے۔

۱۲۰واں باب

نماز کی کے دل میں شیطان کا خروج ریح کا دوسرا پیدا

کرنا، جمائی پھینک اونگھ نماز میں آنا شیطان کی طرف

سے ہوتا ہے

حضرت زید ابن عامر سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ مجھ کو نماز میں خروج ریح کا دوسرا آتا ہے میں کیا کروں آپ نے فرمایا کہ برگز نماز مت توڑو جب تک آواز نہ سنی جاٹے یا بو محسوس نہ کی جاٹے یہ روایت مختلف طرق سے مروی ہے جن کا مفہوم تقریباً یہی ہے حضرت عبداللہ ابن عمر سے مروی ہے کہ مقابلہ کفار کے وقت اونگھ آنا یہ خدا کی رحمت ہے اور نماز میں اونگھ آنا یہ شیطان کا فعل ہے یعنی مذموم ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جمائی اور پھینک نماز میں شیطان کی طرف سے ہے۔

۱۲۱ واں باب

عجالت شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔

ابن نے کتاب الایجاز میں حدیث ذکر کی ہے کہ صبر اور توقف سے کام لینا۔ بجانب اللہ ہوتا ہے اور جلد بازی کا شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔

۱۲۲ واں باب

شیطان کو دیکھ کر گدھے کا بولنا

صحیحین میں حدیث شریف ہے حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم مرع کی آواز سنو تو خدا کا فضل مانگو کیونکہ وہ کسی فرشتہ کو دیکھ کر بولتا ہے اور جب تم کسی گدھے کو بولتا دیکھو تو خدا کی پناہ مانگو شیطان سوچتا ہے کہ وہ شیطان کو دیکھ کر بولتا ہے۔

۲۳ اوائل باب

شیطان کا مسجد والے شخص سے تعرض کرنا

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی شخص مسجد میں آتا ہے تو شیطان اس سے اس طرح مانوس ہو جاتا ہے جیسا کہ چوہا پیہ اپنے مالک سے مانوس ہو جاتا ہے پس جب انسان اس سے مانوس ہو جاتا ہے تو اس کو مکمل طریقہ پر اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے کبھی آدمی خدا کا ذکر نہیں کرتا اور کبھی لا یعنی باتیں کرنے لگتا ہے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی صفیں بیدھی کر لیا کرو ورنہ شیطان وسط صفوف میں داخل ہو جائے گا۔ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب کوئی آدمی مسجد سے نکلتا ہے تو شیاطین اس کے پاس جمع ہو جاتے ہیں جیسا کہ شہد کی مکھی نعیم سے کہے پاس جمع ہو جاتی ہیں پس جب تم میں سے کوئی مسجد کے دروازہ پر کھڑا ہو تو یہ پڑھا کر وہ "اللهم انی اعوذ بک من ابلیس و جنوده" اس کی وجہ سے شیطان کوئی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

۲۴ اوائل باب

ابلیس کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے تکبر کرنا اور ان کے دل میں وسوسہ پیدا کرنا یہاں تک کہ آپ نے شجرہ ممنوعہ سے

کھانا کھا

مشہور مفسر ابن جریر فرماتے ہیں کہ شیطان کو کس وجہ سے تکبر ہوا اس کے بارے

میں نعیم وہ مکھی ہے جو تمام مکھیوں کی سردار ہوتی ہے۔

میں صحابہ و تابعین کے مختلف اقوال ہیں حضرت ابن عباسؓ سے اس بارے میں مختلف اقوال منقول ہیں۔

۱۱۔ ضحاک ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب باذن خداوندی ابلیس نے ان جنت کو قتل کر دیا کہ جنہوں نے خدا کی نافرمانی کر کے زمین میں فساد برپا کیا تھا تو اس کی وجہ سے شیطان نے یہ گمان کیا کہ مجھ سے افضل کوئی نہیں ہے اور یہ فضیلت صرف مجھ ہی کو حاصل ہے۔

۱۲۔ دوسرا قول ابن عباسؓ سے یہ مروی ہے کہ ابلیس آسمان دنیا کا سردار تھا اور زمین و آسمان کا نظام اسی کے سپرد تھا اور جنت کا خازن بھی وہی تھا اور اس کے ساتھ ساتھ بہت بڑا عبادت گزار بھی تھا ان تمام امور سے اس کے اندر تکبر پیدا ہوا اور اس نے یہ گمان کر لیا کہ میں ہی سب سے افضل ہوں یہاں تک کہ خدا کے روبرو بھی تکبر کا اظہار کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ جب خدا تعالیٰ اپنی حسب منشاء مخلوق پیدا فرما چکے تو عرش پر جلوہ افروز ہوئے اور ابلیس کو آسمان دنیا کا سردار مقرر فرما دیا۔ ابلیس کا تعلق ملائکہ کی اس جماعت سے تھا جس کو جن کہا جاتا ہے چونکہ وہ جماعت جنت کی نگران ہے ابلیس آسمان دنیا کا سردار ہونے کے ساتھ ساتھ چونکہ خازن جنت بھی تھا اس لیے اس کے دل میں یہ تکبر پیدا ہوا کہ خدا نے مجھ کو یہ شرف کسی کمال کی وجہ سے دیا ہے جو دوسرے ملائکہ میں نہیں ہے خدا تعالیٰ چونکہ دلوں کے اسرار کو جانتے ہیں اس وقت خدا تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک صاحبِ خلافت مخلوق پیدا کروں گا۔

۱۳۔ تیسرا قول جو حضرت ابن عباسؓ ہی سے مروی ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایک مخلوق پیدا فرمائی تھی جب اس کو کوئی حکم دیا تو اس نے نافرمانی کی ابلیس اسی مخلوق کا ایک بقیہ فرد تھا چنانچہ حضرت عکرمہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے

ایک مخلوق پیدا فرمائی اور اس سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو اور اس نے انکار کر دیا تو خدا تعالیٰ نے اس پر ایک آگ مستطط فرمادی جس نے اس کو تباہ کر دیا پھر ایک دوسری مخلوق پیدا فرمائی اور اس سے کہا کہ میں نے مٹی سے ایک بشو پیدا کیا ہے اس کو سجدہ کرو اور اس نے بھی نافرمانی کی خدا تعالیٰ نے اس کو بھی آگ سے تباہ کر دیا پھر ایک مخلوق پیدا فرمائی اور اس سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو اور اس نے کہا کہ ہاں کرتے ہیں اور ابلیس اسی مخلوق کا ایک فرد تھا جس نے سجدہ سے انکار کر دیا تھا۔ اس حدیث کی صحت میں محدثین کو کلام ہے لہذا یہ قابلہ استدلال نہیں ہو سکتی۔ ایک جماعت علماء کی رائے یہ ہے کہ ابلیس ان جنات میں سے ایک فرد تھا کہ جو زمین میں آباد تھے اور انہوں نے خون ریزی شروع کر دی تھی اور خدا کو نافرمانی کر کے زمین میں فساد برپا کر رکھا تھا پس فرشتوں نے ان کو ہلاک کر دیا تھا چنانچہ حضرت شہر بن حوشب خدا کے قول "کان من الجن" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ابلیس ان جنات میں تھا جن کو ملائکہ علیہم السلام نے بھگایا تھا اور اس کو کسی فرشتے نے قید کر لیا تھا اور اس کو آسمان پر لے گیا تھا۔ حضرت سعد بن مسعود سے مروی ہے کہ ملائکہ نے جنات سے قتال کیا اور چونکہ ابلیس اس وقت صغیر سن تھا اس کو قید کر لیا اور وہ فرشتوں کے ساتھ مل کر عبادت کرتا رہا یہاں تک کہ جب فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہیں کیا اس واسطے خدا تعالیٰ نے فرمایا "الا ابلیس کان من الجن" ابو جعفر فرماتے ہیں کہ اس بارے میں سب سے صحیح قول وہی ہے جس کو خدا تعالیٰ نے ذکر کیا ہے یعنی "واذ قلنا لللائکۃ اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربہ" پس ممکن ہے کہ اس کا خدا کے حکم سے اعراض کرنا اس وجہ سے ہو کہ وہ قوم جنات سے تھا اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا اعراض کرنا اس وجہ سے ہو کہ زیادہ عبادت گزار ہونے کی وجہ سے اس کے دل میں تکبر پیدا ہو گیا ہو چونکہ وہ آسمان دنیا کا سردار تھا اور خازن جنت بھی تھا

اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ واقعہ ان واقعات میں سے ہو کہ بغیر صحیح علم کے اس کے اندر کوئی حتمی بات نہیں کہی جاسکتی اور کوئی صحیح خبر ہمارے پاس اس بارے میں ہے نہیں بلکہ سب اختلافی اقوال ہیں جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے۔

ابلیس کے ہلاک ہونے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ آدم علیہ السلام کے زمین پر اترنے سے قبل زمین میں جنات آباد تھے اور خدا تعالیٰ نے ابلیس کو جنات کا قاضی و حاکم بنا کر بھیجا تھا پس وہ ایک ہزار سال تک بالکل حق فیصلے ان کے درمیان کرتا رہا یہاں تک کہ اس کو حکم کہا جانے لگا اور یہ نام اس کا خدا تعالیٰ نے ہی رکھا تھا اور اس کو اس کی خبر بھی کہ دی گئی تھی جس کی وجہ سے اس کے اندر تکبر پیدا ہو گیا پس جب وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگا تو اب جنات کے درمیان عداوت و عناد کا بیج بویا جس کی وجہ سے دو ہزار سال تک آپس میں قتال کرتے رہے اور ان کی حالت اس قدر ابتر ہو گئی تھی کہ ان کے خیالات بروقت خونریزی میں گھومتے رہتے تھے جن لوگوں کی یہ رائے ہے وہ کہتے ہیں کہ خدا کے قول "افعینا بالخلق الاول مل حم فی بس من خلق جدید" اور ملائکہ کے قول "اتجمعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء" کا مطلب یہی ہے دونوں آیتوں میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ لہذا خدا تعالیٰ نے ایک آگ بھیجی جس نے ان تمام جنات کو جلا کر ہلاک کر دیا پس جب ابلیس نے اپنی قوم پر عذاب نازل ہوتا ہوا دیکھا تو آسمان پر چڑھ گیا اور ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ مل کر خدا کی ایسی عبادت کی کہ توجہ تک کسی مخلوق نے ایسی عبادت نہیں کی تھی پس وہ برابر خدا کی عبادت میں لگا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرما دیا پس اس وقت ابلیس نے جو کچھ نافرمانی کی وہ کی۔ اور جب خدا تعالیٰ نے ملائکہ کو آگاہ کرنا چاہا کہ اب ابلیس ہلاک ہونے کے قریب ہے کیونکہ اس کے اندر تکبر پیدا ہو چکا ہے اور خدا نے فرمایا کہ

میں زمین میں ایک مخلوق پیدا کر رہا ہوں تو انہوں نے سابقہ مخلوق جنات کے کردار کی ہمیشہ نظر
 رکھتے ہوئے کہا کہ آپ ایسی مخلوق پیدا فرما رہے ہیں جو زمین میں فساد کرے گی اور خود فریبی
 کرے گی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ملائکہ نے یہ بات اس لیے کہی تھی کہ وہ پہلے جنات کے
 کردار کو دیکھ چکے تھے کہ انہوں نے یہ سب کچھ کیا تھا مگر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میں جو کچھ جانتا ہوں
 تم نہیں جانتے یعنی شیطان کے اندر تکبر آگیا ہے اور وہ خوش خیالی کا لٹکا رہے دیکھو میں
 اس کے تکبر کو عیاں تمہارے سامنے ظاہر کرانا ہوں حضرت ابن عباسؓ و دیگر صحابہ سے یہودی
 ہے کہ جب فرشتے وہ سب کچھ کہہ چکے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ "انی اعلم ما لا
 تعلمون" تو خدا تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو زمین پر بھیجا اور کہا کہ وہاں
 سے مٹی لاؤ اور جب وہ زمین پر آئے اور مٹی لینی چاہی تو زمین نے خدا کی پناہ مانگتے ہوئے
 کہا کہ خدا راجح کو پارہ پارہ نہ کیجیے پس انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور خالی ہاتھ چلے گئے۔
 اور کہا کہ زمین نے معافی مانگی میں نے معاف کر دیا اور کچھ نہیں لایا پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت
 میکائیل کو بھیجا زمین نے ان سے بھی معافی مانگی انہوں نے بھی معاف کر دیا اور جبریلؑ
 کی طرح خالی ہاتھ چلے گئے پھر خدا تعالیٰ نے ملک الموت کو بھیجا زمین نے ان سے مٹی
 معافی مانگی انہوں نے کہا کہ میں خدا کے حکم پورا کیے بغیر نہیں جا سکتا پس زمین کے مختلف
 حصوں سے مٹی لے لی سیاہ سفید سرخ ہر قسم کے خطے سے مٹی لی یہی وجہ ہے
 کہ انسانوں کے رنگ مختلف ہیں اور آسمان پر چلے گئے اور تمام مٹی ایک جگہ مل کر
 متغیر ہو گئی یہاں تک کہ اس کا خمیر تیار ہو گیا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے "مسنون"
 حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے ابلیس کو مٹی لانے کے لیے
 بھیجا تھا اس نے ہر قسم کے خطے سے مٹی لی جس سے آدم پیدا کیے گئے آدم کو آدم
 اسی واسطے کہتے ہیں کہ وہ ارض سے پیدا کیے گئے اسی وجہ سے ابلیس نے کہا
 تھا کہ میں ایسی مخلوق کو سجدہ نہیں کروں گا جس کو تو نے مجھ سے مٹی مٹا کر بنایا ہے یعنی

یہ ایک بہت معمولی وجہ کی مخلوق ہے میں اس سے برتر ہوں۔

حضرت ابن عباسؓ سے ہی مروی ہے کہ خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی مٹی کے بارے میں حکم دیا پس فرشتوں نے اس کو جمع کر دیا پس خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس سے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور چالیس دن تک آدم علیہ السلام اسی حال میں رہے اس عرصہ میں ابلیس آپ کے پاس آیا کرتا اور پیر سے آپ کو چھیڑا کرتا جس سے آدم علیہ السلام کے جسم سے ایک خاص قسم کی آواز نکلا کرتی۔ "من صلصال کالغفار" سے یہی مراد ہے اور کبھی آپ کے منہ سے داخل ہو کر پیچھے کے راستے نکلتا اور کبھی پیچھے کے راستے سے داخل ہو کر آپ کے منہ کے راستے سے نکلتا اور کہتا کہ اسے آدم تو کوئی دقیق شی نہیں ہے اگر مجھ کو موقع مل جائے تجھ کو ہلاک کر ڈالوں اگر تو مجھ پر قابو پالے تو بھی میں تیری بات نہ مانوں۔ حضرت ابن مسعودؓ و دیگر صحابہ کرام سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے ایک انسان پیدا کروں گا جب وہ بن کر تیار ہو جائے تو تم اس کے سامنے سجدہ میں گر جانا پس اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا تاکہ ابلیس تکبر نہ کرے اور خدا تعالیٰ یوں کہیں کہ اسے ابلیس جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا تو اس سے کیوں تکبر کرتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کر دیا پس آپ مٹی کے ایک جسم کی شکل میں چالیس سال تک رہے پس جب فرشتے وہاں سے ڈرتے ہوئے گذرتے اور ابلیس سب سے زیادہ ڈرتا تھا جب وہ اس جسم کے پاس سے گذرتا تو گھنٹی کی طرح اس میں آواز پیدا ہو جاتی۔ یہی مطلب ہے "من صلصال کالغفار" کا۔ اور شیطان یہ کہتا کہ نہ معلوم کس لیے یہ آدم پیدا کیا گیا ہے اور کبھی آپ کے منہ سے داخل ہو کر دبر سے نکلتا اور کبھی دبر سے داخل ہو کر منہ سے نکلتا اور فرشتوں سے کہتا کہ اس سے مت ڈرو تمہارا رب بے نیاز ہے اور یہ بڑے پیٹ والا ہے مراد اس سے انسان کا احتیاج ہے اور اگر میں اس پر قابو پا

گاتا تو اس کو ہلاک کر ڈالوں گا ایک روایت میں آیا ہے کہ جب آدم علیہ السلام کے جسم میں روح پھونکنے کا وقت قریب آگیا تو خدا تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ جب میں اس میں روح پھونک چکوں تو تم اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جانا پس جب آپ کے جسم میں روح پھونکی گئی اور روح سر میں داخل ہوئی تو آپ کو چھینک آئی فرشتوں نے کہا اے آدم اللہ تعالیٰ نے کہا آپ نے اٹھ کر کہا پس اللہ نے کہا یرحمک ربک یا آدم اور جب روح آپ کی آنکھوں میں داخل ہوئی تو آپ نے جنت کے پھلوں کی طرف دیکھا اور جب آپ کے بطن میں داخل ہوئی تو آپ کو کھانے کی خواہش ہوئی پس آپ جلدی سے جنت کے پھلوں کی طرف پکے حالانکہ روح آپ کے پیروں تک نہیں پہنچی تھی اس وقت خدا تعالیٰ نے فرمایا "خلق الانسان من عجل" یعنی انسان بہت جلد بنا ہے۔ پس تمام فرشتوں نے آپ کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا بلکہ تکبر کیا اور منکرین میں سے بن گیا اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جب میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور سجدہ کا حکم دیا ہے تو تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا ابلیس لعین نے کہا کہ میں بشر کو سجدہ نہیں کروں گا جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے اللہ نے کہا کہ نکل یہاں سے مردود تو ذلیل و خوار ہی رہے گا۔ اس روایت کے بہت سے شواہد بھی ہیں مگر اکثر ان میں اسرائیلی روایات ہیں خدا تعالیٰ کا شیطان کو اترنے اور نکلنے کا حکم دینا دلیل ہے اس امر کی کہ وہ آسمان میں تھا جب اس نے نافرمانی کی تو اس کو نیچے اترنے کا حکم دیا گیا اور اس سے وہ مرتبہ سلب کر لیا گیا جو اس کو اس کی عبادت کے صلہ میں حاصل ہوا تھا اور اس کو ذلیل و خوار بنا کر زمین پر اتار دیا گیا۔

ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے اندران کی روح کو پھونکا تو آپ کا تمام جسم گوشت میں تبدیل ہو گیا پس جب روح آپ کی ناف میں پہنچی تو آدم علیہ السلام اپنے

خوبصورتی کو دیکھ کر خوش ہونے لگے اور آپ نے اٹھنا چاہا مگر اٹھنے کے بھی مطلب ہے خدا کے قول "خسلق الانسان من عجل" کا یعنی انسان بہت جلد باز ہے اور خسلق الانسان عموماً کا یعنی انسان بہت جلد باز پیدا کیا گیا ہے جب آدم علیہ السلام اٹھنا چاہتا ہے تو خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کالکو خوشی اور رنج پر صبر نہ ہوگا پھر جب روح آپ کے تمام جسم میں سرایت کر گئی تو آپ کو چھینک آئی آپ نے بحکم خداوندی الحکم لئن نہ کہا اللہ تعالیٰ نے جو ابا ارشاد فرمایا یرحمک اللہ یا آدم اے آدم خدا تعالیٰ تجھ پر رحم کرے پھر اللہ نے آسمانوں کے فرشتوں سے کہا مع ابلیس کے کہ آدم کو سجدہ کرو یہ حکم سنتے ہی تمام فرشتے سجدہ میں گر گئے مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا کیونکہ اس کو کمان تھا کہ میں آدم سے افضل ہوں اور یوں کہا کہ چونکہ میں اس سے افضل ہوں اس لئے میں اس کو سجدہ نہ کروں گا تو نے آدم کو مٹی سے بنایا ہے اور مجھ کو آگ سے پس اسی اعراض بنی الحکم کی وجہ سے ابلیس ہمیشہ کے لئے لعین و مردود قرار دیا گیا ابن جریر نے اس روایت کو نقل کیا ہے اسی میں یہ بتایا گیا ہے کہ صرف آسمانوں کے فرشتوں کو مع ابلیس کے سجدہ کا حکم دیا گیا یہ تخصیص عام روایات کے منافی ہے چونکہ عام روایات میں یہی ثابت ہے کہ جمیع ملائکہ سجدہ کے مامور تھے نہ کہ صرف آسمانوں کے فرشتے احادیث صحیحہ سے بھی یہی ثابت ہے پس اس اعتبار سے ابن جریر کی روایت میں نکارت و انقطاع ہے اگرچہ بعض متاخرین نے اس کو راجع قرار دیا ہے مگر صحیح ہے جس کو جمہور نے اختیار کیا ہے یعنی تمام فرشتے سجدہ کے مامور تھے جیسا کہ حدیث اسجد لک ملائکتہ، یعنی اے آدم تجھ کو اللہ نے اپنے فرشتوں سے سجدہ کرایا۔

ابن جریر نے ایک اور روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کے اندر روح پھونکی اور آپ کے جسم میں پہنچی تو آپ کو چھینک آئی پس آپ نے الحمد للہ

لما اللہ تعالیٰ نے یرحمک ربک فرمایا یعنی اے آدم تیرا رب تیرے اوپر رحم کرے اللہ تعالیٰ نے
 آپ کے تمام جسم میں روح سرایت کر گئی تو تمام فرشتے خدا کی طاعت و عہد و پیمان کو بجا
 لانے کے لئے سجدہ میں گر گئے اور ابلیس لعین بیدھا کھڑا رہا اس نے سجدہ نہیں کیا تھا خود
 بغض کی وجہ سے اپنے آپ کو افضل سمجھتا رہا یہاں تک کہ ارشادِ ربانی متوجہ ہوا وہ مس
 منعک ان تسجد لما خلقت بید کی آیت پس جب خدا تعالیٰ ابلیس پر عتاب
 فرما چکے اور اس نے خدا کی طاعت نہیں کی بلکہ معصیت کو ترجیح دی تو اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا: **اخرج منھا فانک رجیم ولن علیک اللعنة الی**
یوم الدین کہ اے مردود نکل میری جنت سے تو ہمیشہ لعین و مردود رہیگا اور قیامت
 تک تجھ پر لعنت رہے گی خدا کے اس حکم کی وجہ سے اور آدم کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے
 اور حق کے رد و بے جا محبت گری کا کی وجہ سے وہ لعین و مردود ہوا اور اس نے بے جا
 محبت گری کی جس سے کچھ حاصل نہ ہو سکا بلکہ اس کا جرم اور سنگین ہو گیا جیسا
 کہ سورۃ بھان میں ارشادِ خداوندی: **ولکنی برکب وکنیلا**

حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی
 ہے کہ جب ابلیس جنت سے ذلیل و خوار ہو کر نکل گیا اور آدم علیہ السلام کو جنت میں ٹھہرا
 دیا گیا تو آدم علیہ السلام تنہا جنت میں رہا کرتے اور کوئی مونس نہ ہونے کی وجہ سے
 آپ کو وحشت ہوتی ایک روز جب آپ نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ان کے سر پر
 ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کیا
 ہے آدم علیہ السلام نے اس عورت سے دریافت کیا کہ تو کون ہے اس نے کہا
 میں عورت ہوں آپ نے معلوم کیا کہ تو کس لئے پیدا کی گئی ہے اس نے کہا تیری راحت
 و سکون کے لئے فرشتوں نے آدم علیہ السلام کے مبلغِ علم کو دیکھنے کے لئے آدم علیہ السلام
 سے دریافت کیا کہ اس عورت کا نام کیا ہے آپ نے فوراً جواب دیا کہ ہوا و فرشتوں

فرشتوں نے کہا کہ اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے آپ نے برابر دیا "لا خلقت من شیء حی" یعنی حواء کو حواء اس لئے کہا گیا کہ ان کی پیدائش ایک ہی یعنی زندہ شیء سے ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اے آدم تو اور تیری بیوی کا جنت ہی میں رہو اور جہاں سے چاہو کھاؤ خوب فراخی سے کھاؤ اس روایت کے راوی ابن جریر ہیں اور یہ روایت تورات سے لی گئی ہے جو اس وقت اہل کتاب کے پاس تھی۔ اس روایت سے تو معلوم ہو رہا ہے کہ حواء علیہا السلام کی پیدائش جنت میں ہوئی اور قرآنی آیات کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں داخل ہونے سے قبل ہی حواء علیہا السلام کی پیدائش ہو چکی تھی جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے "یا آدم اسکن أنت و زوجک الجنة" ابن اسحاق نے اس روایت کو صریحاً ذکر فرمایا ہے کہ جنت میں جانے سے قبل ہی حواء علیہا السلام کی پیدائش ہو چکی تھی نیز ابن اسحاق نے ابن عباس سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ حواء علیہا السلام کی پیدائش آدم علیہ السلام کی سب سے چھوٹی پسیلی سے ہوئی تھی جبکہ آپ سوئے ہوئے تھے آپ کی جن پسیلی سے پید ہوئی تھیں اس جگہ پر گورنٹ منضم ہو گیا تھا۔ قرآن کریم کی آیت "یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة" اور "وهو الذی خلقکم من نفس واحدة وجعل منھا زوجھا" لیکن ایھا کا مصداق یہی ہے۔ ابن جریر فرماتے ہیں کہ جب آدم اور حواء علیہا السلام کو جنت میں ٹھیرا دیا گیا تو ان کو اللہ تعالیٰ نے مکمل آزادی دے دی کہ جنت میں جو چاہو کھاؤ اور جہاں چاہو پھرو مگر ایک خاص درخت کے بارے میں حکم دیا کہ اس کے قریب بھی نہ جانا اللہ تعالیٰ نے بطور آزمائش و ابتلاء اس سے منع فرمایا تھا تاکہ قضاہ الہی آدم اور حواء اور ان کی ذریت میں جاری ہو جائے جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے "و یا آدم اسکن أنت و زوجک الجنة و کلامنھا رغدا حیث شئتما ولا تقر باھذہ الشجرة فکلوا من الظلمین" پس شیطان نے ان کے قلوب میں دوسرے ڈال دیا یہاں تک کہ ان کو اس درخت کا پھل کھانے پر آمادہ کر دیا جس سے ان کو ان کے رب

نے منع کیا تھا۔ پس جب انہوں نے اس درخت کے پھل کو کھالیا تو فوراً ہی ان کا لباس ٹوٹنے لگا اور وہ برہنہ ہو گئے۔

ابلیس کی رسائی آدم و حوا تک کیسے ہوئی۔

ابن عباس اور ابن مسعود و دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماعاً سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم و حوا کو جنت میں ٹھہرنے کا حکم دے دیا اور ان کو کہہ دیا گیا کہ تم جہاں سے چاہو کھاؤ اور اس درخت کے پاس نہ جانا اور نہ تم نافرمان بن جاؤ گے تو ابلیس نے ان کے پاس جنت میں جانا چاہا پس جنت کے محافظ فرشتوں نے اس کو روک دیا پس ابلیس جنت کے ایک چوہا پائے کے پاس آیا جس کو حیہ کہا جاتا ہے اور اس سے کہا کہ توجہ کو اپنے منہ میں لے کر آدم تک پہنچا دے اس جانور نے اس کو اپنے منہ میں لے کر جنت میں داخل کر دیا اور جنت کے محافظ فرشتوں کو خبر نہ ہو سکی چونکہ اللہ کو ایسا ہی منظور تھا اس لئے فرشتے اس کے دخول سے بے خبر رہے۔ جب ابلیس جنت میں داخل ہو چکا تو اس نے اس جانور کے منہ میں سے ہی آدم علیہ السلام سے گفتگو شروع کر دی آپ نے اولاً کوئی توجہ نہ دی تو وہ اس جانور کے منہ سے باہر آیا اور آدم سے کہنے لگا اے آدم تجھے ایسا درخت نہ بتا دوں جس کو کھا کر تو ہمیشہ زندہ رہے اور فرشتوں میں سے تیرا شمار ہونے لگے ابلیس نے یہ بات آدم علیہ السلام سے قسم کھا کر کہی تھی تاکہ آپ کو بالکل یقین آجائے ابلیس نے یہ حرکت اس لئے کی تھی کہ اس کو معلوم تھا کہ آدم اور حوا کے ٹہر مگاہ ہے اور اس درخت کے پھل کے کھانے سے وہ لباس خود بخود ساقط ہو جائے گا جس سے ان دونوں کی بے عزتی ہوگی چونکہ ابلیس اس بات سے واقف تھا اور آدم علیہ السلام اس بات سے واقف نہ تھے پس آدم علیہ السلام نے کھانے سے منع کر دیا اور حضرت حوا علیہا السلام نے بڑھ کر اس کو کھالیا پھر آدم علیہ السلام نے کہا اے آدم آپ بھی کھالیں میں نے کھالیا ہے اور مجھے کچھ نقصان نہیں دیا پس آپ نے بھی

کھایا آدم علیہ السلام کے کھاتے ہی ان دونوں کا لباس خود بخود ساقط ہو گیا اور وہ دونوں برہنہ ہو گئے بعد شرم کی وجہ سے انہی کے بتوں سے اپنا بدن ڈھانکنا شروع کیا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ ابلیس نے زمین کے تمام جانوروں پر اپنے کو پیش کیا کہ مجھے اٹھا کر جنت میں داخل کر دو تاکہ میں آدم اور اس کی بیوی کو گمراہ کر سکوں۔ پس تمام جانوروں نے انکار کر دیا پھر سناپ سے کہا کہ میں انسان سے تیری حفاظت کروں گا بشرطیکہ تو مجھ کو جنت میں پہنچا دے پس سناپ نے شیطان کو اپنے کیلوں میں دبا لیا اور اس کو جنت میں پہنچا دیا اور ابلیس اس کے منہ میں ہی سے آدم و حوا سے گفتگو شروع کر دی چونکہ سناپ نے شیطان کا ساتھ دیا تو اللہ تعالیٰ نے بطور سزا سناپ کا فطری لباس سلب کر لیا اور اس کے پاؤں بھی ختم کر دیئے چونکہ اس حرکت سے قبل سناپ کے چار پاؤں تھے اور دیگر جانوروں کی طرح اس کے بدن پر فطری لباس بھی تھا اب وہ بے لباس ہے اور پیٹ کے بل چلتا ہے۔ ابن عباس نے فرمایا کہ جہاں بھی سناپ ملے اس کو قتل کر دو تاکہ شیطان کی حفاظت کی ذمہ داری ختم ہو جائے جو اس نے سناپ کو دی تھی۔

ابن جریر نے ربیع کی روایت ذکر کی ہے کہ شیطان اونٹ کی شکل میں جنت میں داخل ہوا تھا اللہ نے اس کو لعین کر دیا پس اس کے پر ختم ہو گئے اور وہ سناپ کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ حضرت ربیع نے ایک اور روایت ذکر کی ہے کہ اونٹ کے دانت واصل جنات میں سے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جب آدم علیہ السلام جنت میں داخل کر دیئے گئے تو آپ نے وہاں نعمتیں دیکھ کر کہا اے کاش یہاں ہمیشہ رہنا نصیب ہو جائے پس جب شیطان نے یہ بات سنی تو آپ کو اسی طریق سے بہکایا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ شیطان نے آدم و حوا کو گمراہ کرنے کی ابتداء اس طرح کی کہ اس نے ایک چمخ ماری جس کو سن کر وہ دونوں رنجیدہ ہوئے اور شیطان سے

کہا کہ تو کیوں رو رہا ہے اس نے کہا کہ میں تمہاری وجہ سے رو رہا ہوں کیونکہ تم عقل کے
 کے بعد یہ نعمت و کرامت تم سے سلب ہو جائے گی آدم و حوا نے جب یہ بات سنی تو
 پر ایک قسم کا اثر ہوا پھر شیطان نے دوسرے ڈالا کہ میں تمہاری رہنمائی ایسے درخت کی
 کر رہا ہوں جس کو کھا کر تم کو کبھی موت نہ آئے گی اور قسم کھا کر کہا کہ تمہارے بدن سے اس
 درخت کے پھل کو کھانے سے اس لئے منع کیا ہے کہ کہیں تم اس کو کھا کر حیاتِ ابدی
 کے مستحق نہ بن جاؤ اور تمہارا شمار فرشتوں میں نہ ہونے لگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے
 صَاحِبِ غُورٍ یعنی ابلیس نے ان کو دھوکہ والی بات کی رہنمائی کی۔ ابن جریر نے ایک روایت میں
 فرمایا ہے کہ ابلیس نے ایک درخت کے بلرے میں حوا کے دل میں دوسرہ پیدا کیا اور حوا کو
 اس درخت کے پاس لے جا کر اس درخت کی خوبیاں بیان کیں پھر اس طرح آدم علیہ السلام
 کے ساتھ کیا پھر جب آدم علیہ السلام نے حوا علیہا السلام کو اپنی جنسی حاجت کے لیے
 بلایا تو حوا نے کہا کہ جب تک آپ یہاں نہیں آئیں گے آپ کی حاجت پوری نہ کروں
 گی جب آپ وہاں چلے گئے تو پھر یوں کہا کہ جب تک آپ اس درخت سے نہیں کھائیں
 گے تب تک آپ کی حاجت پوری نہیں کروں گی۔ پس دونوں نے مل کر کھالیا کھاتے ہی
 خود بخود برہنہ ہو گئے اور آدم جنت میں بھاگنے لگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم مجھ
 سے بھاگ رہا ہے آپ نے جواب دیا نہیں میرے رب بلکہ مجھے شرم آرہا ہے۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اب آ رہا ہوں آپ نے کہا کہ حوا نے سب کچھ کرایا ہے اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا کہ اس جرم کے پاداش میں حوا کو ہر مہینہ حیض کا خون آنا کرے گا اور یہ ناقص العقل
 رہے گی حالانکہ میں نے اس کو کامل العقل پیدا کیا تھا اور اس کو صحتِ عمل اور وضعِ حمل کے
 وقت سخت پریشانی ہوا کرے گی حالانکہ میں نے آسانی کا فیصلہ کیا تھا۔ ابن زید فرماتے ہیں
 کہ اگر حوا سے وہ غلطی نہ ہوتی تو عورتوں کو حیض نہ آتا اور کامل العقل ہوتیں اور حمل
 وضعِ حمل میں آسانی ہوا کرتی۔ پس جب آدم و حوا نے درخت کا پھل کھالیا تو اللہ تعالیٰ

حضرت علیؑ سے فرمایا کہ جو شخص اپنے
 دل میں سے کسی چیز کو نکالے گا وہ اس کا
 حصہ ہے اور جو شخص اپنے دل میں سے
 کوئی چیز نہ نکالے گا وہ اس کا حصہ ہے۔
 (صحیح مسلم)

فصل

تیسرا سوچا جنت جہنم کے فرقہ

جنت و جہنم کے فرقہ سے مراد ہے کہ جو شخص
 اپنے دل میں سے کوئی چیز نکالے گا وہ اس کا
 حصہ ہے اور جو شخص اپنے دل میں سے
 کوئی چیز نہ نکالے گا وہ اس کا حصہ ہے۔
 (صحیح مسلم)

جنت و جہنم کے فرقہ سے مراد ہے کہ جو شخص
 اپنے دل میں سے کوئی چیز نکالے گا وہ اس کا
 حصہ ہے اور جو شخص اپنے دل میں سے
 کوئی چیز نہ نکالے گا وہ اس کا حصہ ہے۔
 (صحیح مسلم)

سیدنا زین العابدینؑ سے فرمایا کہ جو شخص
 اپنے دل میں سے کوئی چیز نکالے گا وہ اس کا
 حصہ ہے اور جو شخص اپنے دل میں سے
 کوئی چیز نہ نکالے گا وہ اس کا حصہ ہے۔
 (صحیح مسلم)

جنت کا دروازہ کھلا دیتے آدھ علیہ السلام جواب دیں گے "وہل افرحکم من الجنة الا طیبۃ ویکم
یعنی تمہارے لبا کی خطا ہی کی وجہ سے تم جنت سے نکلے گئے ہو۔ اس حدیث شریف میں ہی
جنت معروف بالام ہے اور جنت الماویٰ ہی مراد ہے۔ مسلم شریف میں اس قسم کی ایک
روایت ہے اس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ جنت مراد جنت الماویٰ ہی ہے۔

کچھ علماء کی رائے ہے کہ جس جنت میں آدم علیہ السلام ٹھہرائے گئے تھے وہ جنت
جنت الماویٰ نہیں تھی چونکہ آدم علیہ السلام کو جنت میں مکلف بھی بنایا گیا تھا مثلاً ایک
مخصوص درخت کے استعمال سے روک دیا گیا تھا اور آپ کو نیند بھی طاری ہوئی تھی اور پھر
آپ کو نکالا گیا اور ابلیس بھی آپ کے پاس داخل ہوا اور یہ سب چیزیں جنت الماویٰ کی
شان کے خلاف ہیں چونکہ جنت کی شان یہ ہے۔ از مترجم بہشت آنجا کہ آزار سے نباشد
کے ابا کے کار سے نباشد۔ یہ قول اپنی ابی کعب عبداللہ ابن عباس، دحب ابن منبہ، سفیان
ابن عیینہ سے منقول ہے اور علامہ ابن قتیبہ نے معارف میں اسی کو اختیار کیا ہے اور قاضی
منذر ابن سعید بلوطی نے بھی اپنی تفسیر میں اسی کو اختیار کیا ہے اور امام ابو حنیفہ اور آپ کے
اصحاب سے اس کو نقل کیا ہے اور علامہ رازکانے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے ابوالقاسم
اور ابوبکر اصغہانی سے اس کو نقل فرمایا ہے امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں اسی قول کو
قدر یہ اور معتزلہ سے نقل فرمایا ہے اور علامہ ابن حزم الملل والمحل میں اس مسئلہ کو مختلف
فیہ قرار دیا ہے۔ ابومحمد بن عطیہ اور ابوعسی الرمانی ان حضرات نے بھی اپنی تفسیر میں
اس کو مختلف فیہ قرار دیا ہے جمہور کی رائے وہی نقل کی ہے جو ابھی گزر چکی ہے یعنی
جنت الماویٰ ہی میں آدم علیہ السلام مقیم ہوئے تھے امام رابع اور قاضی ماوردی فرماتے
ہیں کہ علماء کے اس میں دو قول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ وہ جنت الماویٰ تھی دوسرا قول یہ
ہے کہ وہ جنت خاص کہ آدم وحواء کے ابتلاء کے واسطے بنائی گئی تھی جنت الماویٰ نہیں
تھی کیونکہ وہ تو دارالجزا ہے نہ کہ دارالبلاء جن لوگوں نے اس کو اختیار کیا ہے کہ وہ جنت

ابتلاء کے واسطے بنائی گئی تھی ان کا اس میں اختلاف ہے کہ اس کا جائے وقوع کہاں تھا۔ کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ آسمان میں تھی جس سے آدم و حوا کو زمین پر اتار دیا گیا حضرت حسن کی بھی یہی رائے ہے اور کچھ حضرات کی رائے ہے کہ وہ زمین پر ہی تھی اور ہمیں پر آدم و حوا کی آزمائش ہوئی تھی ابن سہیب کا بھی یہی قول ہے۔ اور یہ واقعہ اس وقت کے بعد کہ ہے جبکہ ابلیس کو آدم کے بیٹے سجدہ کا حکم دیا گیا تھا ہے اس کے اندر یہ تین اقوال ہو گئے اور ان کی اپنی رائے اس بارے میں توقف کی یہی وجہ ہے کہ امام رازی نے اپنی تفسیر میں چار قول نقل کئے ہیں اور چوتھا قول توقف شمار کر لیا ہے اور ابو علی جبانی سے نقل کیا ہے کہ وہ جنت آسمانوں میں ہی تھی لیکن جنت الماوی سے دوسری تھی۔ جن لوگوں نے قول ثانی کو اختیار کیا ہے انہوں نے ایک الشکال کیا ہے کہ جس وقت ابلیس سجدہ کرنے سے باز رہا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے دربار سے نکال دیا اور زمین پر اتار جانے کا حکم دے دیا اللہ تعالیٰ کا یہ حکم شرعی احکام میں سے نہ تھا کہ جس کی مخالفت کا امکان نہ ہو بلکہ یہ ایک تقدیری امر تھا جس کی مخالفت خارج از امکان تھی اور اس میں کوئی استعمال بھی نہیں ہے اور اخراج منہا کی ضمیر کا مرجع یا تو جنت ہے یا آسمان ہے اور یا ابلیس کا مقام ہے بہر حال جو بھی ہو ابلیس کسی ایسی جگہ میں نہ تھا جہاں سے اس کو الگ ہونے کا حکم دیا گیا ہو کہ اس کو حسی طور پر مشاہدہ کیا جاسکے بلکہ یہ سب کچھ ایک تقدیری معاملہ تھا اور بطریق تمثیل اس کو اس طرح تعبیر کیا گیا ہے نیز ان کا کہنا ہے کہ قرآن کریم کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے آدم علیہ السلام کے قلب میں دوسرے ڈالا تھا اور آدم علیہ السلام سے خطاب کیا تھا "صل ادک علی شجرة الخلد و ملک ہا یسلی" یعنی میں تیری شجرہ خلد کی طرف رہنمائی کروں تاکہ تجھ کو عذاب حاصل ہو جائے اور شیطان نے یہ بھی کہا تھا۔ ما منھا کما رکبھا من هذه الشجرة الا ان کونتا حکین او کونما من الخالدین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آدم و ابلیس دونوں

ایک ہی جنت میں جمع ہو گئے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ شیطان کا وہاں کوئی
 ہوا ہو جس کو اجتماع سے تعبیر کر دیا گیا ہو یا آدم و ابلیس کی گفتگو اس حال میں ہوئی ہو
 کہ آدم جنت کے اندر ہوں اور ابلیس جنت کے دروازہ پر ہو اس تمام تحقیق سے
 معلوم ہو رہا ہے کہ آدم علیہ السلام کی جنت زمین میں ہی تھی اور قول ثالث میں نظر
 ہے ان حضرات کا استدلال ابی ابن کعب کی حدیث ہے کہ جب آدم علیہ السلام کی جنت
 کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میرے واسطے جنت کے انگوروں کا
 ایک خوشہ لاؤ آپ کے بیٹے اس کی تلاش میں نکل پڑے پس ان کی ملائکہ علیہم السلام سے
 ملاقات ہوئی ملائکہ علیہم السلام نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہم
 والدہ نے جنت کے انگوروں کے خوشہ کی خواہش ظاہر کی ہے اس کی تلاش میں جا رہے
 ہیں ملائکہ نے ان سے کہا کہ واپس چلے جاؤ تمہاری کفایت کی جا چکی پس وہ آدم علیہ السلام
 کے پاس واپس آئے تو ان کی روح مبارک پر واز کر چکی تھی پس انہوں نے آدم علیہ السلام
 غسل دیا اور خوشبول گائی اور کفن دیا اور جبریل علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھائی تمام
 ملائکہ اور آدم کے بیٹوں نے جبریل علیہ السلام کی اقتداء کی اور آدم علیہ السلام کو دفن کر
 دیا پھر فرشتوں نے کہا کہ مردوں کو دفن کرنے کا طریقہ یہ ہے اس حدیث سے ان
 لوگوں نے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر آدم علیہ السلام کی جنت تک پہنچنا ممکن
 نہ ہوتا تو آدم علیہ السلام ہرگز جنت کے خوشہ کی تمنا نہ کرتے اور نہ ہی وہ تلاش کرنے
 کے لیے نکلتے پس اس سے معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کی جنت زمین میں ہی تھی
 واللہ اعلم۔

ان مستدین نے یہ بھی کہا ہے کہ "اسکن انت وزوجک الجنة" میں اللہ
 لام کو معبود ذمہنی کا قرار دینا یہ تسلیم ہے مگر سیاقِ قرآن کرم اس پر دلالت نہیں کرتا
 اس لئے کہ آدم علیہ السلام زمین سے پیدا ہوتا تو مستقول ہے مگر ان کا آسمان پر

جانا کہیں منقول نہیں ہے پھر دوسری بات یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو زمین میں رکھنے کے لئے پیدا کیا گیا تھا جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے "اللی جاعل فی الارض خلیفۃ الخ اور اسکن انت و زوجک الجنة" کو اس طرح سمجھو جیسا کہ قرآن کریم کی آیت "اِنَّا بَلَوْنَا هٰٓؤُلَآءِ اَنْصٰبَ الْجَنَّةِ" پس جس طرح یہاں پر کوئی معبود لفظی نہیں ہے بلکہ معبود ذہنی ہے جس پر سیاق کلام دلالت کر رہا ہے اسی طرح "اسکن انت و زوجک الجنة" کے الفاظ کو مان لیا جائے۔ نیز یہ بھی ہے کہ بہوٹ کے لئے نزول من السماء ضروری نہیں ہے اور نہ ہی بہوٹ نزول من السماء پر دلالت کرتا ہے دیکھیے قرآن کریم "یٰ نوح اصْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا اِنَّا نَرٰکَ صَادِقًا نَادِیًا لِّقَوْمٍ اٰتٰیہِمْ مِّنَّا مَوٰجِدًا لِّیَسْبُغُوْا رُءُوْسَہُمْ مِّنْہَا وَیَذَرُوْا اٰیٰتِہٖمْ وَاٰیٰتِہٖمْ مِّنْہَا وَیَذَرُوْا اٰیٰتِہٖمْ مِّنْہَا وَیَذَرُوْا اٰیٰتِہٖمْ مِّنْہَا" اور پانی ختم ہو چکا تھا اس وقت آپ کو حکم ملا تھا کہ زمین کی طرف اتر آؤ دوسری آیت ہے "وان منھا لما یھبط من خشیۃ اللہ" احادیث و لغت میں بھی اسی طرح کے استعمالات وافر تعداد میں موجود ہیں لہذا صہوٹ سے بھی جنت کے آسمانوں پر ہونے پر استدلال کرنا درست نہیں۔

ان حضرات کا کہنا ہے کہ واقعہ وہ زمین پر ہی تھا البتہ زمین کے تمام خطوں سے اس کا خطہ بلند و بالا تھا اس میں درخت بھی تھے سایہ بھی تھا پھل فروٹ بھی تھے سبزی و شادابی بھی تھی خوشی و خرمی بھی تھی غرضیکہ ہر قسم کی راحت کا سامان کثیر در کثیر تھا جیسا کہ قرآن کریم میں "انھ لکث الالبوع فیھا ولا تعری و انھ لانتظرو" فیھا ولا تفسی الخ میں جب آدم علیہ السلام سے اکل شجر کا صدور ہوا تو آپ کو مشقت والی زمین میں اتار دیا گیا اور ہر قسم کے مصائب و آلام میں آپ کو مبتلا کر دیا گیا نیز سکانِ ارض کے اخلاق و عادات متفاوت بنا دیئے گئے اور خیال و ارادے سے سب کے سب متغیر کر دیئے گئے جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے "ولکم فی الارض مستقر و متاع الی عین یعنی دنیا تہذیبی جلتے پناہ ہے اور چند دنوں تمہیں وہاں رہنا ہے اس سے کوئی یہ نہ

گمان کرے کہ آدم علیہ السلام آسمان میں تھے چونکہ یہ ایسا ہی ہے۔ وطننا من بعد ما بنی لہ
 اسکنوا الارض فاذا جاء وعد الاخرة جئنا بکم لغیظاً۔ اس آیت میں بنی اسرائیل کو زمین میں
 رہنے کا حکم مذکور ہے حالانکہ وہ پہلے ہی سے زمین میں تھے پس جس طرح اس آیت
 میں مطلق قرار فی الارض مراد ہے اس طرح ولکم فی الارض مستقر و متاع الی عین میں
 مطلق قرار فی الارض مراد ہے حبوط من السماء مراد نہیں۔

فصل

شجرہ ممنوعہ کا بیان

آدم و حوا کو جس درخت کے تناول سے منع کیا گیا تھا اس کے بارے میں علماء
 مفسرین کا اختلاف ہے کچھ صحابہ و تابعین کی رائے یہ ہے کہ وہ انگور کا پھل تھا جیسا کہ
 ابن عباس و سعید ابن جبیر وغیرہ کا یہی خیال ہے یہود کا کہنا یہ ہے کہ وہ گیہوں کا درخت
 تھا۔ حضرت ابن عباس و حسن بصری وغیرہ سے بھی ایک روایت میں یہی آیا ہے حضرت
 ذہب فرماتے ہیں کہ جنت سے اس گیہوں کا ایک دانہ بیل کی ٹاٹ کے برابر موٹا تھا اور
 اس کی روٹی گھی سے رقیق اور شہد سے زیادہ میٹھی تھی۔ سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ وہ
 کھجور کا درخت تھا۔ ابن جریر و مجاہد سے نقل فرماتے ہیں کہ وہ انجیر کا درخت تھا۔ حضرت قتادہ
 و ابن جریر کی بھی اپنی رائے یہی ہے۔ ابو العالیہ فرماتے ہیں کہ اس درخت کے کھانے
 ہی حدت لاتی ہو جاتا تھا اور حدت جنت کے مناسب نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ سے
 مروی ہے کہ فرمایا نبی کریم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں ایک درخت ہے جس
 کو سوار سو سال تک بھی طے نہیں کر سکتا اور وہ شجر خلد ہے۔ خذرفرمتے ہیں کہ میں
 شعبہ سے معلوم کیا کہ کیا وہ شجر خلد ہی ہے شعبہ نے جواب دیا کہ اس میں کوئی شک نہیں
 اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کی تعیین کو مبہم فرمایا اس میں کوئی مصلحت ہوتی تو اللہ

فصل

علم آدم الاسماء کلمہ کی مختصر تفسیر

اگرچہ یہ بحث ہماری کتاب کے موضوع کے مناسب نہیں مگر طرہ اللباب اس کو مختصر طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول: "وَسَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا" یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اسماء سکھلا دیئے تھے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس سے درجی اسماء مراد ہیں جن کو انسان آپس میں جانتے پہچانتے ہیں مثلاً انسان، جانور، زمین، پہاڑ، دریا، گدھے، گھوڑے وغیرہ ہر قسم کی مخلوق کے اسماء مراد ہیں۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ ہر چیز کے نام سکھلا دیئے گئے یہاں تک کہ پیالہ، بانڈی وغیرہ کے اسماء بھی سکھلا دیئے گئے تھے۔ سعید ابن جبیر و حضرت قتادہ وغیرہ کی بھی یہی رائے ہے۔ حضرت ربیع فرماتے ہیں کہ تمام فرشتوں کے نام سکھلائے گئے تھے۔ عبدالرحمن ابن زید فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کی ذریت کے نام سکھلائے گئے تھے۔ اور صحیح یہ ہے کہ تمام چھوٹے بڑے جانوروں کے نام اور ان کے افعال کے نام سکھلا دیئے گئے تھے۔ جیسا کہ ابن عباسؓ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔

امام بخاری نے اسی سلسلے میں ایک روایت ذکر کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن مسلمان جمع ہو کر کہیں گے اللہ تعالیٰ سے قبول شفاعت کی درخواست کرنی چاہیئے پس وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے کہ اے آدم آپ ابوالبشر ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا ہے اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا ہے اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھلائے گئے اس حدیث شریف میں آدم علیہ السلام کی چار فضیلتوں کا ذکر

ہے جن میں سے ایک ہر عزیز کے اسماء کا لکھا یا جانا بھی ہے۔ اس طرح آدم دکنی بن
جب مناظرہ ہوا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے بھی آپ کے ان چار فضائل کا تذکرہ کیا تھا اور
مخبر والے بھی ان کا ذکر کریں گے

۱۲۵ اوائل باب

شیطان کا آدم و حواء سے تعرض کرنا

امام احمد ابن حنبل نے حضرت سرور کی روایت نقل فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ فرمایا
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب حواء علیہا السلام کے بچے پیدا ہونے شروع ہوئے
تو آپ کے بچے حیات نہ رہتے تھے پس ابلیس نے حضرت حواء کے پاس آنا شروع
کر دیا اور ان سے یوں کہا کہ اب کی بار اپنے بچے کا نام عبدالحارث رکھنا وہ حیات
رہے گا پس جب ان کے بچہ ہوا تو انہوں نے اس کا نام عبدالحارث ہی رکھ دیا یہ سب
ابلیس ہی کے دوسو سے تھے امام ترمذی نے بھی اس حدیث کو نقل فرمایا ہے اور
حسن عزیز کا درجہ اس کو دیا ہے اور کچھ محدثین نے اس کو موقوف قرار دیا ہے جس
سے اس کی صحت مخدوش ہو جاتی ہے بظاہر یہ روایت امرائیلیات سے معلوم
ہوتی ہے کعب احبار اور اس کے اصحاب نے اس کو بیان کیا ہے۔ نیز حضرت
حسن سے آیت کریمہ "یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم الخ" کی تفسیر اس کے
خلاف ذکر فرمائی ہے اگر ان کے پاس کوئی مرفوع حدیث ہوتی تو وہ ہرگز اس سے
عدول فرما کر دوسری تفسیر نہ فرماتے نیز معتقد بھی یہ سمجھ میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ
نے آدم و حواء کو افزائش نسل انسانی کے لئے پیدا فرمایا تھا تو پھر ان کے بچے کیوں
مر جاتے تھے۔ جیسا کہ اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے پس اس حدیث شریف
کو مرفوع قرار دینا غلطی ہے بلکہ حق یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے۔ قرآن حکیم

میں ارشاد خداوندی "هو الذی خلقکم من نفس واحدة" الی قولہ تعالیٰ اللہ عزّ الشّرکون اس آیت کریمہ میں آدم علیہ السلام کے ذکر کی طرف اذہان کو مائل کرنا مقصود ہے پھر طرد اللہباب جنس انسانی کا بھی ذکر کر دیا گیا یہ مراد نہیں کہ نعوذ باللہ بذات خود آدم و حوا نے ہی کیا ہو اس طرح کا انداز بیان قرآن کریم میں بہت سی جگہ موجود ہے یعنی اولاً کسی فرد کو بیان کیا ہو پھر اس کی جنس کو بھی بیان کر دیا گیا ہو۔ ملاحظہ ہو قرآن کریم کی آیت "ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین" اس آیت میں اولاً انسان اول یعنی آدم علیہ السلام کا ذکر کیا گیا اور پھر تمام نسل انسانی کا تذکرہ کر دیا گیا ایک آیت میں ہے "ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلناھا رجوماً للشیاطین واعدنا لهم عذاب السعیر" اس آیت میں اولاً ان کو اکب کا ذکر کیا گیا جن سے آسمان دنیا کو مزین کیا گیا ہے اور پھر طرد اللہباب رجوم شیاطین کا بھی تذکرہ کر دیا گیا حالانکہ رجوم شیاطین اور ہیں اور مصابیح السماء اور ہیں مگر طرد اللہباب دونوں کو ذکر کر دیا گیا۔ بالکل یہی توجیہ اس آیت کی سہنے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے آدم کو پیدا کیا پھر ان کی تسکین کے لئے ان کی زوجہ حوا کو پیدا کیا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو ولد صالح عطا کیا تو انہوں نے شرک شروع کر دیا اس آیت میں شرک کرنے والوں سے آدم و حوا ہرگز مراد نہیں ہیں بلکہ اولاد آدم کے مشرکین مراد ہیں جن کو طرد اللہباب ذکر کیا گیا ہے۔

۲۶ اول باب

شیطان کا نوح علیہ السلام سے کشتی میں تعرض کرنا

سالم بن عبد اللہ اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں کہ جب نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہو گئے تو آپ نے کشتی میں ایک نامعلوم بوڑھا دیکھا آپ نے اس

سے کہا کہ تجھ کو کس نے آنے کی اجازت دی اس نے کہا میں اس لئے داخل ہوا ہوں تاکہ
 تیرے ساتھیوں کے قلوب کا شکار کر لوں پس ان کے قلوب میرے تابع ہوں گے اور
 اجسام تیرے تابع ہوں گے آپ نے یہ سن کر حکم دیا کہ نکل خدا کے دشمن یہاں سے اس
 نے کہا کہ پانچ چیزوں کے ذریعے میں لوگوں کو ہلاک کرتا ہوں تین چیزیں ان میں سے
 آپ کو بتا دوں گا اور دو نہیں بتاؤں گا نوح علیہ السلام کی طرف وحی آئی کہ اس سے
 یوں کہو کہ وہ دو ہی بتلا تین کو رہنے دے چونکہ وہ ان دو ہی سے لوگوں کو ہلاک کرتا
 ہے شیطان نے کہا کہ وہ دو چیزیں ان میں ایک حسد ہے۔ حسد ہی کی وجہ سے میں
 لعین و مردود ہوا ہوں اور دوسری چیز حرص ہے۔ جب آدم علیہ السلام کے لئے جنت
 میں رہنے کی عام اجازت مل گئی تو میں نے ان کو حرص میں مبتلا کر کے اپنی دشمنی
 پوری کی۔ حرص سے مراد شیطان کا وہ دوسرا ہے جس میں اس نے کہا تھا کہ تم اس
 درخت کو کھا لو اس سے تم کو ہمیشگی نصیب ہو جائے گی۔ پس آدم علیہ السلام نے
 ہمیشگی کی حرص میں اس کو کھا لیا۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ ابلیس موسیٰ علیہ السلام سے بلا اور یوں کہا کہ اے میری
 اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسالت سے نوازا اور آپ سے کلام فرمایا میں بھی اللہ کی مخلوق ہوں
 میں نے ایک گناہ کیا تھا اب میں چاہتا ہوں کہ تائب ہو جاؤں پس آپ میری خدا تعالیٰ
 کے یہاں سفارش کر دیں تاکہ وہ میری توبہ قبول فرمائے موسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ
 سے دعا کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا اے موسیٰ اس سے کہہ دو اگر وہ آدم کی قبر کو
 سجدہ کرے گا تو ہم اس کی توبہ قبول کر لیں گے موسیٰ علیہ السلام نے ابلیس سے کہا کہ
 خدا تعالیٰ کا حکم ہے تو آدم کی قبر کو سجدہ کرے تیری مفسدیت ہو جائے گی ابلیس نے عتس
 ہو کر متکبرانہ انداز میں کہا کہ میں نے آدم کو زندگی میں سجدہ نہیں کیا تھا اب مرنے کے
 بعد کیسے کر سکتا ہوں پھر ابلیس نے کہا اسے موسیٰ چونکہ آپ نے میری سفارش کی ہے

اس لئے آپ کا میرے اوپر ایک حق واجب ہو گیا پس میں بھی آپ کو بطور احسان ایک بات بتلاتا ہوں۔ تین وقتوں میں مجھے یاد کر لیا کرو کیونکہ ان تینوں وقتوں ہی میں میں لوگوں کو ہلاک کرتا ہوں۔

۱۔ غصہ کے وقت جب آدمی غصہ میں ہوتا ہے تو میں ہی اس کے دل میں دوسرے ڈالتا ہوں اور میں اس وقت پورا انسان کے اندر سما جاتا ہوں اور خون کی طرح اس کے پورے جسم میں سرایت کرتا ہوں۔

۲۔ جہاد کے وقت جب آدمی جہاد شروع کرتا ہے میں اگر اس کو بیوی بچے یا درہلا دیتا ہوں یہاں تک کہ وہ ان کی یاد میں جہاد سے بھاگ جاتا ہے۔

۳۔ آپ اجنبی عورت کے پاس بیٹھنے سے ہمیشہ بچتے رہیں چونکہ ایسے وقت میں میں اجنبی مرد و عورت کے درمیان قاصد بن جاتا ہوں اور ان کو مبتلا کر دیتا ہوں ابوالعالیہ فرماتے ہیں کہ جب نوح علیہ السلام کی کشتی ٹھیر گئی تو آپ نے اس پیچھے والے حصے میں ابلیس کو دیکھا آپ نے دیکھ کر فرمایا تیرا ناس ہو تیری وجہ سے زمین والے غرق ہو کر تباہ ہو گئے ابلیس نے کہا پھر میں کیا کروں آپ نے فرمایا توبہ کر لے ابلیس نے کہا کہ آپ رب سے معلوم کر لو کیا میرے لئے اب بھی توبہ کی گنجائش ہے نوح علیہ السلام نے دعا کی خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ ابلیس کی توبہ یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کرے ہم معاف کر دیں گے آپ نے ابلیس کو یہ پیغام خداوندی سنا دیا ابلیس نے سنی کہ کہا کہ میں آدم کو زندگی میں توبہ نہ کر سکا مرنے کے بعد کیسے کر سکتا ہوں۔ حضرت لیث سے مروی ہے کہ ابلیس نے نوح علیہ السلام سے کہا اے نوح خدا سے بچتے رہنا کیونکہ میں نے خدا کیا تھا پس مجھے جنت سے نکلنا پڑا اور طمع سے بھی بچتے رہنا کیونکہ آدم نے شجرہ ممنوعہ کھا کر خدا کی طمع کی تمہی ان کو بھی جنت سے نکلنا پڑا۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ جانوروں میں سے سب سے پہلے کشتی نوح میں درجہ ۱ ایک جانور کا نام

ہے) داخل ہوا تھا اور سب سے بعد میں گدھا داخل ہوا تھا پس بالیس بھی گدھے کی دم سے چمٹ کر داخل ہو گیا واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۲۷۰ وال باب

شیطان کا ابراہیم علیہ السلام سے تعرض کرنا جبکہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا ارادہ کر رہے تھے

امام زہریؒ آیت کریمہ "انی اری فی المنام لنی اذبحک" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ابوہریرہ اور کعب دونوں بیٹھے ہوئے تھے ابوہریرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سن رہے تھے لہذا کعبؓ امر ائیل کتابوں کی روایات سن رہے تھے حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کو ایک دعاء مستجاب کا اختیار دیا گیا ہے اور میں نے اپنی دعاء مستجاب بچا رکھی ہے کہ قیامت کے روز اپنی امت کی شفاعت کے لئے کروں گا کعب نے یہ سن کر کہا کہ کیا آپ نے بذات خود یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ابوہریرہ نے کہا کہ ہاں کعب نے کہا کہ میرے ماں باپ قربان ہوں اللہ پر کیا میں تجھ کو اس وقت کا عقد نہ سناؤں جبکہ ابراہیم علیہ السلام اپنے لڑکے کو ذبح کرنے کا ارادہ فرما رہے تھے۔ کعب نے کہا کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بچہ کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو شیطان نے کہا کہ اگر آج میں ان کو مبتلا نہ کر سکا تو پھر کبھی بھی پھیرے قبضہ میں نہ آسکیں گے پس جب ابراہیم اپنے بچے کو لیکر چلے تاکہ اس کو ذبح کر کے حکم خداوندی بجالائیں تو شیطان حضرت سارہ کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ ابراہیم تیرے بچے کو کہاں لے جا رہے ہیں حضرت سارہ نے کہا کہ کسی کام کے لئے لے جا رہے ہیں شیطان نے کہا وہ کسی کام کے لئے نہیں لے گئے بلکہ ذبح کرنے کے لئے لے گئے ہیں حضرت سارہ نے پوچھا وہ اس کو کیوں ذبح کر رہے ہیں ابلیس نے کہا

کہ ابراہیم یہ کہتا ہے کہ اس کے رب نے اس کے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت سارہ نے جو لب دیا اگر وہ اپنے رب کی اطاعت کے لئے ایسا کرنا چاہتے ہیں تو ان کا یہ اقدام قابل تحسین ہے پس شیطان یہ سن کر مایوس ہو کر واپس آیا اور حضرت اسماعیل سے کہا کہ تیرا باپ تجھے کہاں لے جاتا ہے انہوں نے کہا کہ کسی کام کے لئے لے جا رہے ہیں ابلیس نے کہا کہ کسی کام کے لئے نہیں لے جا رہے ہیں بلکہ تجھے ذبح کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں اسماعیل علیہ السلام نے پوچھا مجھے کیوں ذبح کر رہے ہیں ابلیس نے کہا وہ یوں کہتے ہیں کہ ان کے رب نے ان کو ایسا ہی حکم دیا ہے اسماعیل علیہ السلام نے سن کر کہا کہ اگر خدا کا حکم ایسے ہی ہے تو مجھے اس سے اعتراض نہیں میں راضی ہوں اور وہ ضرور اس کلمہ کو بجالائیں گے ابلیس یہاں سے بھی مایوس ہو کر لوٹا اور پھر ابراہیمؑ کے پاس آیا اور ان سے پوچھا کہ اپنے بچے کو کہاں لے جا رہے ہو انہوں نے کہا کہ ایک کام کے لئے لے جا رہا ہوں ابلیس نے کہا کہ کام کے لئے نہیں لے جا رہے بلکہ ذبح کرنے کے لئے لے جا رہے ہو ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ ذبح کیوں کر رہا ہوں پس ابلیس نے کہا کہ تیرا گمان یہ ہے کہ خدا کا حکم ایسے ہی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا جبکہ یہ خدا کا حکم ہے تو میں ضرور کروں گا ہرگز باز نہیں آؤں گا ابلیس یہاں سے بھی مایوس ہو کر واپس چلا آیا اس کے بعد وہ سارا واقعہ پیش آیا جس کو قرآن کریم نے ”فلما اسلمنا و تمکنا للبعیثین“ سے شروع کیا ہے۔

امام زہری فرماتے ہیں کہ جب وہ سارا واقعہ گذر چکا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے اسماعیل دعا مانگ تیری دعا قبول کروں گا حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا اے میرے رب میری دعا یہ ہے کہ اولین و آخرین جو بھی آدمی تجھ سے اس حال میں لے کہ اس نے شرک نہ کیا ہو آپ اس کو جنت میں داخل فرادیں۔

فصل

علماء و مفسرین صحابہ و تابعین کا اس میں شدید اختلاف ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے یا حضرت اسماعیل علیہ السلام کچھ حضرات صحابہ و تابعین نے ذبیح اللہ حضرت اسحاق کو قرار دیا ہے جیسا کہ خود اس کتاب میں بھی مذکور ہے اور بعض نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبیح اللہ قرار دیا ہے ہر ایک کے پاس مضبوط دلائل ہیں مصنف رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس مسئلہ کو بسط کے ساتھ اپنی کتاب قلاء النور فی تفسیر سورۃ المائدہ میں تحریر کر دیا ہے تفصیل وہاں ملاحظہ کر لی جاوے

نوٹ (از مترجم) مصنف رحمہ اللہ کی یہ کتاب ابھی تک نایاب ہے وغیر مطبوعہ اگر کوئی صاحب مطلع ہوں تو براہ کرم احقر کو بھی مطلع کر دیں نوازش ہوگی (محمد میرٹھی)

۲۸ اداں باب

شیطان کا موسیٰ علیہ السلام سے تعرض کرنا

زیاد ابن النعم سے مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا مجلس میں تشریف فرما تھے ابلیس ایک رنگین ٹوپی پہنے ہوئے آیا اور موسیٰ علیہ السلام کو سلام کیا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو ہلاک ہو تو کون ہے اس نے کہا کہ میں ابلیس ہوں آپ نے کہا کہ کیوں آیا ہے اس نے کہا کیونکہ آپ بلند مرتبہ ہیں اس لئے آپ کو سلام کرنے کی عرض سے حاضر ہوا ہوں آپ نے پوچھا کہ یہ ٹوپی میں کیا ہے ابلیس نے کہا کہ اس سے اولاد آدم کے دلوں کو اچکتا ہوں موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ انسان کے تیرے پھندے میں آجانے کی علامت کیا ہے اس نے کہا جب وہ تکبر کرنے لگے اور خود پسندی میں مبتلا ہو جائے اور اپنے گناہوں کا خیال اس کے دل سے نکل جائے اس وقت وہ میرے پودے قبضہ میں ہوتا ہے اور لے

موسیٰ میں آپ کو تین چیزوں سے بچنے کی ہدایت کرتا ہوں۔

- ۱۔ اجنبی عورت سے خلوت نہ کرنا۔ چونکہ جب آدمی اجنبی عورت سے خلوت کرتا ہے تو میں اس کا ساتھی بن کر اس کو اس عورت کے ساتھ مبتلا کر دیتا ہوں۔
- ۲۔ عہدِ خداوندی کو پورا کرتے رہنا۔ کیونکہ جب آدمی خدا سے عہد کرتا ہے تو میں عہد شکنی میں مبتلا کرنے کی پوری کوشش کرتا ہوں اور کامیاب ہو جاتا ہوں۔
- ۳۔ جب آپ صدقہ کرنا چاہیں تو اس کو گزریں ورنہ میں درمیان میں پڑ کر اس کو ایفاء سے روک دیتا ہوں۔

اس کے بعد شیطان یہ کہتے ہوئے واپس ہوا ہٹے افسوس موسیٰ علیہ السلام ان تین باتوں پر مطلع ہوئے اب وہ لوگوں کو ان سے بچنے کی ترغیب دیں گے۔
فضیل ابن عیاض اپنے کسی استاد سے نقل فرماتے ہیں کہ ابلیس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا جبکہ وہ اپنے ربک مناجاة فرما رہے تھے ایک فرشتہ نے ابلیس سے پوچھا تیرا نام ہو تو اس سے کیا چاہتا ہے اس حال میں کہ جب وہ مناجات میں مشغول ہیں ابلیس نے کہا کہ وہی چاہتا ہوں جو ان کے جدِ امجد آدم علیہ السلام سے چاہا تھا جبکہ وہ جنت میں تھے مراد اس سے گمراہ کرنا ہے ابلیس نے کئی انبیاء علیہم السلام سے تعرض کیا ہے جیسا کہ نوح علیہ السلام کا قصہ ابھی گزرا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کا قصہ اس باب میں مذکور ہے۔

۱۲۹ واں باب

ذوالکفل علیہ السلام سے ابلیس کا تعرض کرنا۔

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں کہ ایک نبی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جو شخص مجھے جنت سے اس بات کا کہ وہ عفت نہ ہوگا تو وہ جنت میں میرے ساتھ میرے درجہ میں رہے گا

اور وہی میرے بعد میرا خلیفہ ہوگا ایک نوجوان نے کہا میں ضمانت دیتا ہوں اس نبی نے میں نے بد
اس سے عہد کر لیا پس جب اس نبی کا انتقال ہو گیا تو وہی نوجوان اس کا خلیفہ مقرر ہوا پس
شیطان آیا تاکہ اس کو کسی بات پر ناراض کر دے پس شیطان نے پہلے ایک شخص کو بھیجا
اس شخص نے اگر جواب دیا کہ میں نے ان کو ناراض نہیں پایا پھر دوسرے شخص کو بھیجا اس
نے بھی یہی کہا پھر شیطان نے خود جا کر ان کا ہاتھ پکڑ لیا انہوں نے اپنا ہاتھ چھڑا لیا اور اس
کو کچھ نہ کہا پس اس وقت سے اس نوجوان کا قام ذوالکفل پڑ گیا چونکہ انہوں نے عدم ناراگی
کے عہد کا ایفاء کر دیا۔

۳۰واں باب

شیطان کا ایوب علیہ السلام سے تعرض کرنا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا اے رب
مجھ کو ایوب علیہ السلام پر مسلط کر دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جا میں نے تجھ کو ایوب کے مال و اولاد
پر مسلط کر دیا مگر اس کے جسم پر تصوف کا حق نہ ہوگا پس شیطان نے اپنا لشکر جمع کیا اور ان سے
کہا کہ مجھ کو ایوب پر مسلط کر دیا گیا ہے اب مجھ کو تم سے کام لینا ہے لہذا تم سب اپنی اپنی فتا
کا مظاہرہ کرو اتنا سنتے ہی وہ سب لشکر مثل آگ ہو گیا اور پھر اچانک مثل آگ ہو گیا اور
ایک لمحہ میں مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق تک پہنچ گیا پس جب ابلیس نے
ان کی طاقت و قوت دیکھ لی تو ان میں سے ایک ٹکڑی کو ایوب علیہ السلام کی کھیتی کی طرف
 روانہ کیا اور ایک کو ان کے اونٹوں کی طرف اور ایک کو ان کی بکریوں کی طرف اور ایک کو ان
کی گائے بیل کی طرف اور ان سے یہ کہہ دیا کہ ایک ایک کو تباہ کر دو بالکل کچھ نہ بچ پائے
پس انہوں نے حکم ابلیس سب کو تباہ کر دیا پس کھیتی کے نگران نے ایوب علیہ السلام کو خبر
دی کہ اے ایوب اللہ تعالیٰ نے ایک آگ سے آپ کی کھیتی کو تباہ کر دیا پھر اونٹوں کے

رکھو لے نے بھی خبر دی پھر گائے کے چرواہے نے اسی طرح خبر دی پھر بکریاں چرانے والے
 نے یہی خبر سنا کہ سنائی جب ابلیس کا لشکر ایوب علیہ السلام کے تمام جانوروں اور کھیتی کو
 تباہ کر چکا تو اب ابلیس ایوب علیہ السلام کے بیٹوں کو تباہ کرنے کے لئے چلے یا وہ سب
 کے سب ایک مکان میں جمع ہو کر کھانے پینے میں مشغول تھے کہ اچانک ایک ہوا چلی جس
 کی شدت سے مکان کے تمام ستون گر کر زمین پر جا پڑے اور وہ سب کے سب وہیں
 فنا ہو گئے ابلیس دو بالے مکان میں پہن کر ایک غلام کی شکل میں ایوب علیہ السلام کے
 پاس آیا اور تمام سرگذشت سنائی ایوب علیہ السلام نے معلوم کیا تو اس وقت کہاں تھا اس
 نے جواب دیا وہیں تھا مگر میں کسی طرح نکل بھاگا ایوب علیہ السلام نے کہا تو جھوٹا ہے بلکہ
 تو تو شیطان ہے تو نے ہی یہ سب حرکت کی ہے مگر ہم کو الحمد للہ کوئی پرواہ نہیں ماں
 کے پیٹ سے تنہا اٹتے تھے تنہا ہی رہ گئے ایوب علیہ السلام نے اپنا سر منڈا کر نماز کی نیت
 باندھ لی ابلیس نے یہ حالت دیکھ کر ایک بہت ہی تیز چیخ ماری اور پھر اللہ تعالیٰ سے کہا کہ
 اے اللہ ایوب اب بھی بعینہ ثابت قدم ہے اب کی بار مجھے اس کے جسم پر تسلط دیدے
 اللہ تعالیٰ نے کہا جاوے دیا مگر اس کے قلب پر تسلط نہیں ہے پس شیطان نے ایک
 پھونک ماری جس سے ان کا تمام بدن پھوڑے پھنیوں سے بھر گیا اور آپ ہر وقت
 راکھ پر پڑے رہنے لگے آپ کی بیوی نے کہا اے ایوب ہم بہت پریشان ہو گئے ہیں۔
 مزید کی کر کے تیرے لئے ایک ایک روٹی لاتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ آپ کو شفاء ہو
 جاوے ایوب علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہم ستر سال تک خوشحالی میں رہے پس ستر سال
 تک پریشانی میں رہتے رہیں اس کے بعد دعا کروں گا پھر آپ سات سال بعد پہلے کی
 طرح ہو گئے۔ ابو بکر ابن محمد نے طلحہ ابن مصیرف سے نقل کیا ہے کہ ابلیس نے کہا کہ ایوب
 علیہ السلام سے مجھے کوئی خوشی حاصل نہ ہو سکی کیونکہ وہ بہت بڑے صابر نکلے البتہ جب
 وہ شدت کم سے کم جتتے تھے تو میں خوش ہوتا تھا کہ ان کو کم از کم درد تو ہوا۔ وہ اب ابن مہذب

اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں کہ ابلیس نے ایوب علیہ السلام کی بیوی کے ساتھ کہا کہ تم اس عورت
 معصیت کو ہو چکی اس عورت نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری تقدیر میں ایسا ہی کر رکھا
 تھا ابلیس نے کہا کہ تو میرے پیچھے چھو آ پس وہ چل پڑی ابلیس نے ان کو ایک جنگل
 میں لے جا کر وہ سب مال و اسباب دکھلائے جو ان کے ہاک ہو چکے تھے اور اس
 عورت سے کہا کہ تو مجھ کو بھڑکھڑ کرے تمہارے سب مال و اسباب واپس کر دوں گا اس عورت
 نے کہا کہ میں اپنے شوہر سے معلوم کر لوں چنانچہ واپس آ کر ایوب علیہ السلام کو سارا قصہ سنایا
 آپ نے سن کر فرمایا کہ ہرگز نہیں یاد رکھو وہ شیطان ہے اگر تو نے اس کی بات مان لی تو
 تیرے سو کوڑے سید کروں گا۔

۳۱ اوال باب

حضرت سحیحی علیہ السلام کے مدبر و شیطان کا آنا۔

وصیب ابن ورد فرماتے ہیں کہ ہم کو یہ روایت پہنچی ہے کہ ابلیس حضرت سحیحی علیہ السلام
 کے سامنے ظاہر ہو کر آیا اور ان سے کہا کہ میں آپ کو ایک نصیحت کرتا ہوں آپ نے سن کر
 کہا تو جھوٹا ہے مجھ کو بھلی بات کیسے بتا سکتا ہے البتہ میں ہی تجھ سے پوچھتا ہوں کہ لوگو
 آدم تیرے حق میں کتنی قسم کی ہے اس نے کہا کہ ہم کو تین قسم کے لوگوں سے واسطہ پڑتا
 ہے پہلی قسم کے لوگ تو بہت سخت ہیں اور وہ، وہ لوگ ہیں کہ جن کو ہم بہکا کر مبتلائے
 معصیت کر دیتے ہیں مگر وہ پھر توبہ کر کے ہماری کمر توڑ دیتے ہیں ہم پھر دوبارہ مبتلا
 کرتے ہیں وہ پھر اسی طرح توبہ و استغفار سے ہماری کمر توڑ دیتے ہیں ایسے لوگوں
 نہ تو ہم بالکل ہی ہوتے ہیں اور نہ ہی ہمارا مقصد کا حقہ پورا ہو پاتا ہے البتہ ہم کو کثرت
 پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ دوسری قسم کے لوگ ہمارے ہاتھوں میں گنہگار کی طرح گنہگار
 رہتے ہیں ہم جن طرح چاہتے ہیں ان کو گھبراتے ہیں اور کبھی نہ تو ہمیں کچھ بھی کرنا

نہیں پڑتا تیسری قسم کے لوگ معصومین ہیں ہمارے اندران کے پاس پھٹکنے کی بھی ہمت نہیں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے یہ سب کچھ سن کر فرمایا اس کو چھوڑ مجھے یہ بتلا کہ کیا کبھی تو نے مجھے بھی بہکایا ہے۔ ابلیس نے کہا ایک مرتبہ جبکہ آپ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا تو میں اس کو برابر لذیذ تصور کرتا رہا یہاں تک کہ آپ نے معمول سے زیادہ کھالیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ اس وقت سوتے ہی رہے اور تہجد میں بیدار نہ ہو سکے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں کبھی آغذہ شکم سیر ہو کر نہیں کھاؤں گا ابلیس نے کہا میں بھی آغذہ کسی کو نصیحت نہ کروں گا۔

عبداللہ ابن اہمہ ابن حنبل نے بھی اس روایت کو تھوڑے سے فرق کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ابن ابی الدنیا نے ایک اور روایت ذکر کی ہے کہ ابلیس نے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ملاقات کی آپ نے اس سے پوچھا کہ تیرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے۔ اور سب سے زیادہ مبغوض کون ہے ابلیس نے کہا کہ میرے نزدیک بخیل مومن سب سے زیادہ محبوب ہے اور سخاوت کرنے والا فاسق سب سے زیادہ مبغوض ہے حضرت یحییٰ نے معلوم کیا کہ یہ کہیں ابلیس نے جواب دیا بخیل مومن کے بخیل سے میرے کفایت کر دیتا ہے اور فاسق سخی سے میں اس لئے ڈرتا ہوں کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کی سخاوت پر مطلع ہو کر اس کے فسق سے درگزر نہ فرمادیں یہ کہہ کر ابلیس بھاگ گیا اور یوں کہتا ہوا بھاگا اگر آپ نبی نہ ہوتے تو میں ہرگز نہ بتلاتا۔

۳۲ اول باب

شیطان کا عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کرنا۔

ابوبکر محمد سفیان بن عیینہ کی روایت سے بیان فرماتے ہیں کہ ابلیس نے عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی ابلیس نے آپ سے کہا کہ آپ بڑے پروردگار ہیں کیونکہ آپ نے گوارہ میں گشکو کی آپ سے پہلے کسی نے بھی گوارہ میں گشکو نہیں کی تھی آپ نے فرمایا کہ پروردگار تو

وہ ذاتِ بالکمال ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور پھر موت دیکر دوبارہ زندہ کرے گا ابلیس نے پھر دوبارہ یہی کہا کہ آپ بڑے پروردگار ہیں کیونکہ آپ مردوں کو بھی زندہ کر دیتے ہیں آپ نے پھر جواب دیا کہ وہ ہے جو مجھے بھی موت دے گا اور میرے زندہ کئے ہوئے کو بھی مار دیتا ہے ابلیس نے پھر کہا کہ آپ زمین و آسمان کے خدا ہیں یہ سن کر حضرت جبریل علیہ السلام نے ابلیس کو اس قدر مارا کہ وہ مشرق کی حدود میں جا کر رکا پھر آپ نے مارا تو کے پاس جا کر رکا پھر آپ نے مارا تو ساتوں سمندر پار کر گیا اور یوں کہا کہ عیسیٰ کی وجہ سے مجھے جو ذلت ہوئی ہے وہ آج تک کسی کی وجہ سے نہیں ہوئی۔

ایک روایت میں ہے کہ ابلیس نے عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اگر آپ سچے ہیں تو اس پہاڑ کی چوٹی سے اپنے آپ کو گرا دیجئے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تیرا ناس ہو کہ کیا خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اے ابن آدم اپنی ہلاکت سے میرا امتحان مت کرنا۔ اس لئے کہ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں ایک روایت میں آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ کی چوٹی پر نماز پڑھ رہے تھے ابلیس نے کہا اے عیسیٰ تو کہتا ہے کہ ہر چیز تھناؤ قدر کے تحت ہوتی ہے خدا اپنے آپ کو نیچے گرا کر دیکھ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے لعین بندہ کو یہ حق کہاں کہ وہ اپنے رب کا امتحان کرے۔

سعید ابن جبیر نے فرماتے ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم نے ابلیس کو دیکھا اور فرمایا یہ دنیا کا سردار ہے یہی دنیا کے بارے میں مسئول ہوگا میں دنیا پر اعتماد نہیں کرتا اور جب تک زندہ رہوں گا ہنس نہیں سکتا عیسیٰ علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ شیطان دنیا کا ساتھی ہے مال کا دلدادہ ہے خواہشات کو مزہ بن کر تلے ہے شہوات پر جستا ہے۔

۳۳ اوائل باب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو برو شیطان کا آنا

مسلم شریف میں حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اچانک ہم نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا "اعوذ باللہ منک واللعنک بلعنة اللہ" آپ نے تین بار اسی طرح فرمایا اور آپ نے اپنے دست مبارک پھیلائے گویا آپ کوئی پھیر لے رہے ہیں جب آپ نماز سے فارغ ہو چکے ہم نے کہا یا رسول اللہ آج ہم نے آپ کو ایسا جملہ فرماتے ہوئے سنا کہ اب سے پہلے کبھی آپ اس طرح نماز میں نہیں فرماتے تھے اور آپ نے دست مبارک بھی پھیلائے آپ نے فرمایا کہ ابلیس عدو اللہ انگارے لیے ہوئے آیا اور میرے منہ میں دینے لگا میں نے تین بار اعوذ باللہ پڑھی اور پھر اللعنک بلعنة اللہ التامة پڑھی وہ پھر بھی پیچھے نہیں ہٹا پھر میں نے اس کو کپڑا لینا چاہا پس خدا کی قسم اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا نہ ہوتی کہ اے اللہ مجھ جیسی حکومت میرے بعد کسی کو نہ ملنی چاہیے تو میں اس کو ہاندھ لیتا اور مدینہ کے بچے اس سے کھیل کرتے۔

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ سے اور نسائی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی اس مضمون کی روایتیں مروی ہیں ایک روایت میں ہے کہ ابلیس میرے پاس آیا میں نے اس کو کپڑا گھونٹ دیا اس کی زبان نکل پڑی خود میں نے اپنے ہاتھ پر اس کی زبان

اس سے مراد آیت کریمہ "وہب لی ملکا لا ینسبغنی لاحد من

بغسبہ"ی



کی رطوبت محسوس کی۔ ایک اور روایت میں بھی اس قسم کا مضمون وارد ہوا ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں نماز پڑھ رہے تھے ابلیس آیا اور آپ کا گلا گھونٹنا چاہا جبریل علیہ السلام نے اپنا ایک پر پھڑپھڑایا ابلیس بزم سکا اور اردن میں جا کر سانس لیا

امام مالک نے موطا میں ایک حدیث شریف ذکر کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ معراج کی رات میں ایک عفریت جن کو دیکھا وہ ایک آگ کا شعلہ لیے ہوئے مجھے ڈھونڈتا پھرتا تھا میں اس کو برابر دیکھ رہا تھا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا اسے محمد میں آپ کو ایک دعا سکھلا تاہوں اس سے یہ شعلہ سرد ہو جائے گا اور یہ عفریت منہ کے بل زمین پر گر پڑے گا آپ نے فرمایا ضرور سکھلائیے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ پڑھو ”اعوذ بوجه الشکر کم و بکلمات التذات التاتی لا یجاوز من بر۔ ولا فاخر من شرمای نزل من السماء وما یعرج فیھا ومن شرمای ذرا فی الارض ومن شرمای یتخرج منها ومن فتن اللیل والنهار ومن طوارق اللیل والنهار الا طارق یطرق بخیر یا رحمن“

پہلی حدیث شریف میں آپ کا استعاذہ فرمانا اور لعنت کرنا مذکور ہے اور دوسری میں آپ کا گلا گھونٹنا مذکور ہے یہ آپ نے ابلیس کی عداوت بالافعل کو دفع کرنے کے لئے کیا تھا جس میں آپ کامیاب رہے اور ابلیس کو ذلیل و خوار بنا کر بھگا یا جیسا کہ حدیث شریف میں گذر چکا آپ نے ابلیس کو مسجد کے ستون سے بانڈھنا چاہا مگر حضرت سلیمان کی دعا کی وجہ سے اس کو ترک فرمایا یہ آپ کا اختیاری فعل تھا چونکہ آپ عہد رسول کے مرتبہ پر فائز ہیں اور سلیمان علیہ السلام نبی ملک کے مرتبہ پر فائز ہیں اور ظاہر ہے کہ آپ ہی کا مرتبہ افضل ہے دلیل یہ ہے کہ آپ پر یہ دونوں منصب پیش کئے گئے آپ نے عہد رسول کا منصب قبول فرمایا اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے اپنے لئے افضل ہی کو اختیار فرمایا ہے۔ آپ کا ابلیس کا گلا گھونٹنا ظاہر ہے کہ نماز ہی میں تھا اس سے علما نے استدلال

کیا ہے کہ اس قسم کا عمل نماز میں کر سکتے ہیں جیسا کہ گزرنے والے کو روکنا اور سانپ بچھو
 کو مانا اور مقابلہ کفار کے وقت یا خوف سے بھاگتے وقت نماز پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔
 شیطان جن کا نمازی کے آگے سے گزرنا اور اس سے نماز کا ٹوٹ جانا اس میں
 ووقول میں امام احمد بن حنبل کے مذہب کے مطابق اس کا بیان مستقل ایک باب
 کے تحت گزر چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمایا جاوے۔

از صتر جہ :۔ نماز میں گزرنے والے کو روکنا اور موذی جانوروں کا روکنا اور
 اس قبیل کے دوسرے مسائل کا حکم کتب فقہ معتبرہ سے دریافت کر لیا جاوے یہ موقع
 مسائل فقہیہ کے بیان کرنے کا نہیں ہے اس لئے باب ہذا میں جس استدلال کا تذکرہ کیا
 گیا ہے وہ شافی نہیں ہے (محمد میرٹھی)

۳۴۲ اول باب

حضرت عمر ابن الخطاب سے شیطان کا ڈر کر فرار ہونا اور آپ
 کا اس کو پھار ڈینا

صحیحین میں حضرت سعد ابن بلدی وقاصؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے پاس آنے کی اجازت چاہی اس وقت قریش
 کی کچھ عورتیں آپ سے مسائل شرعیہ کے بارے میں گفتگو کر رہی تھیں اور ان کا لب و لہجہ
 کچھ بلند سا معلوم ہوتا تھا پس جب انہوں نے حضرت ابن الخطاب کے آنے کی آہٹ
 محسوس کی تو سب کی سب پردہ میں چھپ گئیں آپ داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ہنس رہے تھے حضرت عمر ابن الخطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ تعالیٰ
 آپ کو ہمیشہ ہنسا مے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ارشاد فرمایا کہ مجھے تعجب ان پر جو میرے پاس تھیں جب تیری آواز سنی تو سب کی سب

چھپ گئیں۔ حضرت عمر ابن الخطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلا علیک وآلہ وسلم کہ وہ آپ سے ڈرتیں پھر حضرت عمر نے ان کو قون سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے اپنی جان کی دشمنو مجھ سے تو ڈرتی ہو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں۔ ان کو توں نے جواب دیا کہ آپ زیادہ سخت ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر ابن الخطاب سے ارشاد فرمایا کہ سن اے ابن خطاب قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب شیطان کی آپ سے کسی راستہ میں ٹکھیر ہوتی ہے تو شیطان اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے۔

ترمذی اور نسائی میں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں تشریف لے گئے جب آپ فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو ایک حبشی باندی نے آکر کہا کہ یا رسول اللہ میں نے نذرمانی تھی کہ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس غزوہ سے صیح سالم واپس کر دیا تو میں آپ کے سامنے دف بجا کر کچھ اشعار پڑھوں گی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو نے نذرمان رکھی ہے تو بجالے ورنہ نہیں اسی نے کہا کہ میں نے تو نذرمان رکھی ہے اور یہ کہہ کر دف بجانا شروع کر دیا اس اثنا میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو وہ بجاتی رہی پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ داخل ہوئے وہ پھر بھی بجاتی رہی پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے وہ اب بھی بجاتی رہی پھر حضرت عمر ابن الخطاب حاضر ہوئے ان کو دیکھ کر اس باندی نے اپنی دف سون کے نیچے رکھ کر اس پر بیٹھ گئی آپ نے فرمایا اے عمر تم سے شیطان بہت ڈرتا ہے اور فرمایا کہ میں بیٹھا ہوا تھا اور یہ باندی دف بجا رہی تھی اور پھر ابو بکر داخل ہوا اور علی داخل ہوا اور عثمان داخل ہوا یہ پھر بھی بجاتی رہی اور جب تو داخل ہوا تو دف کو ڈال کر اس پر بیٹھ گئی۔

اور ترمذی و نسائی میں ایک روایت اور ہے جس کی راوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ اچانک ہم نے ایک شہر سنا اور پھوں کا فوغا سا محسوس کیا پس ہم نے دیکھا کہ ایک حبشی ہانڈی ناچ رہی ہے اور بچے اس کے چاروں طرف کھڑے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے عائشہ آجاؤ تو بھی دیکھ لے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں بھی آگئی اور آپ کے مونڈھے پر اپنا منہ رکھ کر اس کو دیکھنے لگی پس آپ نے فرمایا اسے عائشہ کیا تو دیکھ کر سر نہیں ہوتی میں نے کہا کہ نہیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے نہیں اس لئے کہا تاکہ معلوم ہو جائے کہ آپ کے نزدیک میرا کتنا مقام ہے۔ (امرا اس سے زیادت محبت ہے) یعنی آپ کو میرے سے کتنی محبت ہے کہ اگر محبت کم ہوگی تو مجھ کو آپ ابھی واپس کر دیں گے اور اگر زیادہ محبت ہوگی تو واپس نہیں کریں گے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اچانک کہیں سے حضرت عمر ابن الخطاب نکل آئے آپ کو دیکھ کر سب لوگ بھاگ گئے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ شیاطین جن وانس حضرت عمر ابن خطاب کو دیکھ کر بھاگ گئے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں بھی واپس آگئی۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صحابی کہیں جا رہا تھا راستہ میں اس کو شیطان ملا دونوں میں جھگڑا ہوا پس صحابی رسولؐ نے شیطان کو دبا لیا شیطان نے کہا کہ مجھے چھوڑ دے میں تجھ کو ایک عجیب بات سناؤں گا اس نے چھوڑ دیا اور کہا کہ سنا کیا بات ہے ابلیس نے کہا کہ نہیں سناؤں گا اس صحابی نے پھر اس کو دبا لیا ابلیس نے کہا کہ چھوڑ دے اب کی بار ضرور سناؤں گا انہوں نے اس کو چھوڑ کر کہا کہ سنا ابلیس نے کہا نہیں سناؤں گا اس صحابی نے اس کو تیسری مرتبہ پھر دبا لیا اور اس کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور ابلیس کا انگوٹھا دانوں میں چبانا شروع کر دیا ابلیس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دے ان صحابی نے کہا کہ جب تک وہ بات نہیں سنا دے گا نہیں چھوڑوں گا ابلیس نے کہا کہ وہ بات یہ ہے کہ سورۃ بقرہ جب شیاطین کے درمیان اس کی کوئی آیت پڑھی جائے

تو وہ بھاگ جاتے ہیں۔ اور جس گھر میں سورہ بقرہ کی تلاوت کر دی جاتی ہے اس گھر میں شیطان نہیں داخل نہیں ہوتے۔ حضرت عبد اللہ سے دیگر صحابہ نے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن وہ کون سا صحابی ہے آپ نے جواب دیا کہ وہ ملائین خطاب ہی ہو سکتے ہیں۔ ابو نعیم نے بھی اس طرح سے اس کو روایت کیا ہے۔

۳۵ اول باب

غیب ملائکہ حضرت حنظلہ ابن ابی عامر کے بیٹے حضرت عبد اللہ
سے شیطان کا ملنا

حضرت صفوان ابن سلیم فرماتے ہیں کہ مدینہ والے بیان کرتے تھے کہ حضرت عبد اللہ ابن حنظلہ کسی مسجد سے نکل رہے تھے پس ابلیس نے کہا کہ اے ابن حنظلہ کیا تو مجھے پہچانتا ہے آپ نے کہا کہ ہاں ابلیس نے کہا کہ کون ہوں میں آپ نے کہا کہ تو شیطان ہے ابلیس نے کہا کہ آپ کو اس کا کیسے علم ہوا آپ نے کہا کہ میں مسجد سے اللہ کا ذکر کرتا ہوا نکلا تھا جب میں نے تجھ کو دیکھنا شروع کیا تو تجھ کو دیکھنے کی وجہ سے ذکر اللہ ذہول ہو گیا پس میں نے جان لیا کہ تو شیطان ہے ابلیس نے کہا ابن حنظلہ تو نے سچ کہا میں تجھ کو ایک بات بتا رہا ہوں اس کو یاد کر لینا حضرت عبد اللہ نے کہا مجھ کو اس کی کوئی حاجت نہیں ہے ابلیس نے کہا سن کر دیکھ لو اگر اچھی بات ہو تو قبول کر لینا ورنہ رد کر دینا وہ بات یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی سے سوال مت کرو اور غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھو۔

مصنف فرماتے ہیں کہ غیب ملائکہ وہ حضرت حنظلہ ابن ابی عامر ہیں ابو عامر کا نام عمرو ہے اور ایک روایت میں ابو عامر کا نام عبد عمرو بن صیفی آیا ہے حضرت حنظلہ نے جنگ احد میں شہادت پائی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا میں نے ملائکہ علیہم السلام کو

دیکھا کہ چاندی کے برتن میں پانی لے کر ان کو غسل دے رہے تھے ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت حنظلہ کی بیوی سے معلوم کیا گیا اس نے بتایا کہ وہ حالت جنابت میں تھے کہ اچانک جنگ میں جانے کا اعلان ہو گیا اور وہ اسی حال میں چلے گئے۔ حضرت حنظلہ کی بیوی جمیلہ بنت ابی ابن سلولہ ہیں عبداللہ ابن ابی کی بہن یہ حضرت حنظلہ کے نکاح اسی رات آئی تھی اور ایک ہی رات گذری تھی جمیلہ بنت ابی ابن سکول نے اسی رات یہ خواب دیکھا تھا کہ حضرت حنظلہ کے لئے آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور وہ آسمان میں چلے گئے اور دروازہ بند ہو گیا۔ حضرت جمیلہ فرماتی ہیں کہ میں اس خواب کی وجہ سے سمجھ گئی تھی کہ میرے شوہر مر جائیں گے پس میں نے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو اکٹھا کیا دخول کے اوپر ان کو گواہ کر لیا اس اندیشہ سے کہ بعد میں قبض ہر کے سلسلہ میں نزل سے نہ ہو۔ امام کبیر علامہ واقدی نے اس کو ذکر فرمایا ہے اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت حنظلہ مقتولین میں پڑے ملے اس حال میں کہ ان کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا حالانکہ ان کے پاس پانی نہیں تھا اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے کہ ان کو مٹا کر علیہم السلام نے غسل دیا تھا اور اس سے امام ابوحنیفہ رحمہ کے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے کہ جب کوئی شخص حالت جنابت میں شہید ہو اس کو غسل دیا جائے

۳۶ اول باب

شیطان کا قارون کو گمراہ کرنا

امد ابن ابی الحواری فرماتے ہیں کہ میں نے ابوسلیمان کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ قارون نے چالیس سال تک ایک پہاڑ میں رہ کر اللہ کی عبادت کی تھی اور وہ عبادت میں تمام نبی اسرائیل پر فوقیت لے گیا تھا ابلیس نے اس عرصہ میں بہت سے شیاطین اس کے پاس بھیجے تاکہ اس کو گمراہ کریں مگر وہ اس کو گمراہ نہ کر سکے اخیر میں ابلیس خود ہی اس کے پاس گیا اور عابد بن کر قارون کے ساتھ مل کر عبادت کرنے لگا قارون دن میں دین سے نہیں رکھتا تھا ابلیس نے دن میں

روز سے بھی رکھنے شروع کر دیئے انقارون سے زیادہ عبادت کرنے لگا اور عبادت کا اعتبار سے قارون پر غالب آ گیا قارون نے کہا کہ تو عبادت زیادہ کرتا ہے میں کم کرتا ہوں حالانکہ تجھ میں آیت ہے ابلیس نے کہا میں زیادہ عبادت کرنی بند کروں گا مگر شرط یہ ہے کہ تو بنی اسرائیل کے جنازوں میں شرکت کرنی بند کر اور ان کے کسی کام میں حصہ مت لے قارون میں اور ابلیس میں یہ معاہدہ طے ہو گیا پھر ابلیس نے رفتہ رفتہ قارون کو بہاڑے اتار کر ایک کلیسا میں داخل کر دیا جب لوگوں نے ان دونوں کو دیکھا کہ رات دن عبادت میں لگے رہتے ہیں ان کو رامب سمجھ کر ان کے پاس کھانا لانا شروع کر دیا ابلیس نے کہا ہم دونوں بنی اسرائیل پر بار بن گئے ہیں یہ مناسب نہیں ہے ہم کو اپنے کھانے پینے کا خود انتظام کرنا چاہیئے قارون نے کہا کہ اس کی کیا صورت ہوگی ابلیس نے مشورہ دیا کہ ہفتہ میں ایک دن کمایا کریں گے اور باقی دنوں میں عبادت کیا کریں گے قارون نے کہا ٹھیک ہے ایسا ہی کیا کریں گے بس کچھ عرصہ تک ایسا ہی کرتے رہے پھر ابلیس نے کہا کہ اتنی کمائی سے صرف ہمارا ہی گزارا ہوتا ہے ہم کو صدقہ و خیرات کا موقع نہیں ملتا حالانکہ صدقہ کا بڑا ثواب ہے قارون نے کہا کہ اس کی کیا صورت ہوگی ابلیس نے کہا کہ ایسا کیا جائے ایک دن کمایا کریں گے اور ایک دن عبادت کر لیا کریں گے چنانچہ دونوں نے یہی کرنا شروع کر دیا پھر کچھ دنوں بعد ابلیس اس کو چھوڑ کر چلا گیا اور اس پر تمام دنیا کے خزانے کھول دیئے گئے یہاں تک کہ وہ بالکل ہی گمراہ ہو گیا۔ نعوذ باللہ من الشیطن وشرہ۔

۱۳۷۱ باب

شیطان کا دارلندہ میں مشورہ کے لئے آنا اور ابو جہل کی رائے

کو گمراہ بتلانا اور باقی آراء کی تردید کرنا

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ جب قریش نے دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

لوگ ہو گئے ہیں بعد مہاجرین ان کی طرف آنے شروع ہو گئے ہیں اور وہ ایسی جگہ رہنے لگے ہیں جہاں کے لوگ ان سے مانوس ہیں تو ان کو اندیشہ ہوا کہ اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہیں چلے جائیں گے اور سب مل کر ہم سے جنگ کریں گے تو سب کے سب دارالندوہ میں جمع ہوئے یہ قصی بن کلاب کا دار تھا قریش جب کسی اہم بات کے لئے مشورہ کرتے تو اس میں جمع ہوتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سب نے مل کر مشورہ کیا۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ اولاً سب نے مل کر ایک دن مشورے کے لئے ملے کر لیا جب وہ دن آیا قریش اس دن کو یومِ رحمت کہا کرتے تھے اور صبح سویرے سب اس مکان میں جانے لگے تو راستہ میں ایک بوڑھے کی شکل میں ابلیس بلا موٹے کپڑے پہنے ہوئے بہت ہی پُتر ہیبت شکل میں اور جا کر دروازہ پر کھڑا ہو گیا جب لوگوں نے وہاں کھڑے ہو کر دیکھا تو معلوم کیا کون ہو کہاں سے آئے ہو ابلیس نے کہا کہ میں نجد سے آیا ہوں تمہارے مشورہ کی وجہ کو خبر لگتی تھی تمہاری باتیں سننے کے لئے آیا ہوں لوگوں نے سن کر کہا ٹھیک ہے اندر آ جاؤ اپنی رائے پیش کرنے کے لئے آیا ہوں لوگوں نے سن کر کہا ٹھیک ہے اندر آ جاؤ پس ابلیس اندر چلا گیا وہاں پر قریش کے سب بڑے بڑے لوگ جمع تھے ہر خاندان کے چیدہ چیدہ افراد آئے ہوئے تھے۔ بنی بکد شمس میں سے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوسفیان بن حرب بن نوفل میں سے طعیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم، حارث ابن عمرو، بنی عبدالدار میں سے نضر ابن حارث، بنی راسد میں سے ابوالخثریٰ ابن ہشام، زموہ ابن اسعر، حکیم ابن حرام۔ بنی مخزوم میں سے ابو جہل ابن ہشام، بنی مسلم میں سے یثیبہ اور منبہہ یہ صحابہ کے دو بیٹے ہیں بنی جمح میں سے امیہ ابن خلف اور دیگر قریش کے بہت لوگ جمع تھے ان میں سے ایک نے کہا تم دیکھ رہے ہو اس محمد کا حال میں اندیشہ ہے کہ کہیں یہ اپنے متبعین کے ساتھ مل کر ہم پر حملہ نہ کر دے لہذا ہم کو مشورہ کر کے اس کا کچھ انتظام کرنا چاہیے پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ اس کو زنجیر میں باندھ کر اندر بند کر دو تاکہ یہ وہیں تڑپ کر مر جائے

جیسا کہ زحیر اور نابغہ وغیرہ کو یہ پہلے نزار کا جا چکی ہے کہ وہ اسی طرح تڑپ تڑپ کر رہ گئے تھے۔
سن کر اس نجد کا بوڑھے نے کہا کہ خدا کی قسم یہ تمہاری کلاٹے کوئی رات نہیں ہے چونکہ اگر تم نے اس
کو بند کر دیا تو اس کی خبر اس کے ساتھیوں تک ضرور پہنچ جائے گی پس ممکن ہے کہ تم پر حملہ آوے
ہو کر اس کو نکال کر لے جائیں اور پھر ایک بڑی جماعت بنا کر تم پر حملہ کر کے غالب آجائیں پس تمہارا
یہ مشورہ بہتر نہیں ہے کوئی اور ہی راتے ہونی چاہیے پس ان میں سے پھر کسی نے کہا کہ ہم سب
مل کر اس کو حلا وطن کر دیں جب وہ ہم سے دور ہو جائے گا تو ہم کو کوئی فکر نہ رہے گی کہ وہ
کہاں گیا کیا ہوا اور پھر ہم اپنا اور اپنے معبودوں کا معاملہ درست کر لیں گے نجد کا بوڑھے نے
کہا یہ راتے بھی کوئی واقعہ نہیں ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس کی گفتگو کس قدر شیریں ہے اور
وہ اپنے کلام سے لوگوں کے قلوب کو اپنا لیتا ہے اگر تم نے ایسا کر دیا مجھے اندیشہ ہے کہ وہ
عرب کے کسی قبیلہ کے پاس جا کر اپنی شیریں گفتگو کے ذریعہ ان کو اپنا بنا لے گا اور پھر وہ اس سے
بیعت کر لیں گے اور پھر وہ ان کو لے کر تم پر حملہ کرے گا اور تم کو برباد کر دے گا اور تمہارا حکم
بھین لے گا اور پھر جو چاہے گا کرے گا لہذا کوئی اور دوسری راتے پیش کرو۔ پھر ابو جہل ابن
ہشام بولا کہ میری ایک راتے ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم اس کو سن کر کوئی تردد نہیں کرو گے بلکہ
اس کو قبول کریں گے لوگوں نے کہا اے ابو الحکم وہ کیا راتے ہے اس نے کہا کہ میری راتے یہ ہے
کہ تم ہر قبیلہ کے کچھ نوجوان لڑکے منتخب کرو اور ہر ایک کو ایک ایک تلوار دو۔ پھر وہ سب
مل کر اس پر حملہ کریں اور اس کو قتل کر ڈالیں تاکہ اس کا قصہ ہی تمام ہو جائے اور ہم اس کو
طرف سے بالکل بے فکر ہو جائیں کیونکہ جب ایسا ہو جائے گا تو اس کا خون سب قبائل پر
بٹ جائے گا جس کی وجہ سے بنو عبد مناف سب سے جنگ نہ کر سکیں گے اور عاجز آکر
دیت لینے پر راضی ہو جائیں گے پس ہم سب مل کر اس کی دیت دے دیں گے یونہی کہ نجد کا
بوڑھا بولا کہ یہ بات بہت عمدہ رہی میری بھی بعینہ یہی راتے ہے اس کے بعد سب لوگوں نے
اس راتے پر اتفاق کر لیا اور مجمع منتشر ہو گیا۔ پس جب صل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کہ ہاں آئے اور کہا کہ آج رات اپنے بستر پر استراحت نہ فرمائیں۔ راوی کہتے ہیں کہ جب تہائی
 رات گزر گئی تو کفار جمع ہو کر آپ کے دروازہ پر آئے اس انتظار میں کہ آپ سو جائیں اور وہ حملہ کر دیں
 پس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وہاں دیکھا تو آپ نے حضرت علی ابن ابی طالب سے
 فرمایا کہ تو میرے بستر پر لیٹ جا اور میری یہ سبز رنگ کی چادر اوڑھ لے تجھ کو وہ ہرگز کوئی تکلیف
 نہیں دے سکیں گے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسی چادر کو سوتے وقت استعمال فرمایا
 کرتے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ جب کفار آپ کے دروازہ پر جمع تھے ان میں ابو جہل
 بھی تھا ابو جہل نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمد یوں کہتا ہے کہ اگر تم میری بات مان لو تو تم
 عرکب بن سہم کے بادشاہ بن جاؤ گے اور جب پھر تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو تم کو ایسی
 جنت ملے گی جیسے اردن کے باغات اور اگر تم میری بات نہیں مانو گے تو میں تم کو قتل کروں گا
 پھر جب تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو تم آگ میں جلائے جاؤ گے۔ راوی کہتے ہیں کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گواٹے آپ اپنے دست مبارک میں مٹی لے ہوئے
 تھے اور آپ فرما رہے تھے کہ ہاں میں یہی کہتا ہوں تو بھی ان میں سے ایک جہنمی ہے
 اتنے ہی میں وہ اندھے ہو گئے اور آپ کو دیکھ نہ سکے آپ ان میں سے ہر ایک کے سر پر
 مٹی ڈال رہے تھے اور یہ آیات تلاوت فرما رہے تھے "یس والقدر ان حکیم
 لک من المرسلین... الی قولہ منصرف لا بصرون" آپ نے ایک ایک کے سر پر مٹی ڈالی اور
 جہاں جلا تھا آپ آرام وہاں چلے گئے کچھ دیر بعد ایک شخص آیا جو ان کے ساتھ شریک نہیں
 تھا اس نے کہا یہاں کس کا انتظار کر رہے ہو انہوں نے کہا کہ محمد کا اس نے کہا تمہارا نام ہو
 محمد تو چلا بھی گیا اور تمہارے سروں پر مٹی بھی ڈال گیا تم کو اپنی بھی خبر نہیں ہے۔ راوی کہتے
 ہیں کہ ہر ایک نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا تو دیکھا کہ واقعہ مٹی ڈال رکھی ہے پھر وہ آپ کی
 جستجو میں اندھے گئے پس حضرت علی کو دیکھا کہ آپ چادر میں سوئے ہوئے ہیں پس کہنے لگے یہ
 محمد سو پا ہوا ہے اور صبح تک وہیں رہے جب صبح ہوئی تو حضرت علی بستر سے اٹھے پس

کہنے لگے کہ رات اس نے ہم سے سچ کہا تھا قرآن کریم میں اس بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں
 "واذ یکرکب الذین انج ام یقولون شاعرین وغیرہ۔"

قرن شیطان کے نجد سے طلوع ہونے کے بیان میں واضح کر دیا گیا تھا
فصل ۱۰ کہ ابلیس نجد کی بوڑھے کی شکل میں کیوں آیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ قریش

نے کہا تھا کہ تمہارے مشورہ میں کوئی تہامہ والوں میں سے نہیں ہونا چاہیے چونکہ وہ محمد کے

عالمی ہیں۔ مذکورہ بالا روایت میں ابن اسحاق نے مشورہ دینے والوں میں سے صرف ابو جہل

کا نام بتلایا باقی کا نام ذکر نہیں کیا۔ ابن سلام فرماتے ہیں کہ جس نے قید کرنے کا مشورہ دیا تھا

وہ ابو الجحش کی ابن ہشام تھا اور جس نے جلا وطنی کرنے کا فیصلہ دیا تھا وہ ابو الاسود ربیعہ بن

کعبیر تھا جو بنی عامر بن لوی خاندان سے تھا کفار کا آپ کے دروازہ پر پوری رات کھڑے رہنا

اور آپ کے نکلنے کا انتظار کرنا اور مکان کے اندر نہ جانا حالانکہ دیواریں چھوٹی تھیں ان کو

پھانڈ کر جانا ممکن تھا مگر کفار نے ایسا نہیں کیا اس کی وجہ اہل سیر نے یہ بیان کی ہے کہ انہوں

نے یہ ارادہ کیا تھا مگر جب اندر سے ایک عورت کی آواز سنی تو وہ رک گئے اور کہنے لگے کہ یہ

بات بہت بری ہے لوگ کہا کریں گے کہ وہ لوگ دیوار پھانڈ کر اپنے چچا کی بیٹی کے مکان میں

گئے تھے اور اپنے ہی اہل حرم کی ہتک کی تھی اس وجہ سے وہ اندر نہ جاسکے دروازہ پر ہی

کھڑے رہے یہاں تک کہ صبح تک آپ کے نکلنے کا انتظار کرتے رہے اور نکلنے وقت ان

کی آنکھیں بند ہو گئیں تھیں اور آپ سلامت نکل آئے تھے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر

کسی کو کوئی ڈر وغیرہ لاحق ہو اور وہ سورۃ یس کی یہ آیتیں پڑھ لے جو آپ نے پڑھی تھیں

تو اس کا ڈر وغیرہ جاتا رہے گا۔

حادث ابن اسامہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سورۃ یس کی فضیلت کے بارے

میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ اگر اس کو کوئی خائف انسان پڑھ لے تو اس کا خوف جاتا

رہے اور اگر کوئی بھوکا پڑھ لے تو وہ سیر ہو جائے اور اگر کوئی غمگین پڑھ لے تو اس کو کھپا

مل جائے اور اگر کوئی پیسا پڑھ لے تو اس کو پانی مل جائے اور اگر کوئی بیمار پڑھ لے تو اس کو شفا نصیب ہو جائے اور بھی بہت سی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔ واللہ اعلم

۳۸ اول باب

بیعت عقبہ کے وقت شیطان کا چیمخنا

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ جب لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کے لئے جمع ہوئے تو عباس ابن عبادہ بن نفلہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے قبیلہ خزرج کے لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ تم اس شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کس چیز پر بیعت کر رہے ہو انہوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت عباس نے فرمایا کہ تم اس بات پر بیعت کر رہے ہو کہ ہم اسود و امیر کے لوگوں سے جنگ کریں گے اسود و امیر سے عرب و عجم مراد ہیں پس اگر تم یہ گمان کرتے ہو کہ جب تمہارے اموال تباہ ہو جائیں گے اور تمہارے سردار مار دیئے جائیں گے تو تم یوں کہو گے کہ اسلام لانے کی وجہ سے اب یہ کیا ہو رہا ہے تو خدا کی قسم اگر تم نے ایسے کہا تو تمہاری دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جائیں گی اور اگر تم نے ہر قسم کی مشقت برداشت کرنے کے باوجود بھی محمد سے وفا کرتے رہے تو بخدا تم کو دونوں جہاں کی بھلائی نصیب ہوگی انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! آخرت میں ہمیں کیا ملے گا آپ نے فرمایا جنت یہ سن کر انہوں نے کہا کہ آپ اپنا ہاتھ پھیلائیے پس آپ نے اپنا دست مبارک پھیلا دیا سب نے آپ سے بیعت کر لی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر سب سے پہلے بیعت کے لئے کس نے ہاتھ رکھا۔ ابن اسحاق نے اس بارے میں نقل فرمایا کہ بنو نجار کہا کرتے تھے کہ سب سے پہلے ابو امامہ اسعد ابن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ رکھا تھا اور بنو عبید کہا کرتے تھے کہ صہبہ بن نے سب سے پہلے ہاتھ رکھا تھا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے بیعت کے لئے آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے والے براہ ابن معمر رضی اللہ عنہ تھے۔ مصنف فرماتے

ہیں کہ میں نے اپنی کتاب محاسن المناہل الی معرفۃ الاوائل میں اس کو ذکر کر دیا ہے حضرت
 کعب فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر چکے تو شیطان گھائی کے
 پیچھے بہت زور سے جمع کر بولا کہ اے خیمہ والو تم برے آدمی کے ساتھ ہو گئے ہو یہ تو اپنے
 دین سے پھل ہوا ہے اور تمہارا دشمن ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا یہ کینہ اس گھائی کا شیطان ہے اس کا باپ بھی کینہ ہے۔ ابن ہشام فرماتے ہیں کہ
 آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اے کینہ سن لے عنقریب تجھ سے بھی لڈ لوں گا اور اچھی طرح
 تیری بھی خبر لوں گا پھر آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ اپنے اپنے خیموں میں چلے جاؤ یہ سن کر
 حضرت عباس بن عبادہ بن نفلہ نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے اللہ کی جس نے آپ کو نبی برحق بنا
 کر بھیجا ہے اگر آپ کا ارشاد ہو تو ہم کل صبح اہل منیٰ پر تلواروں سے حملہ کر دیں آپ نے ارشاد
 فرمایا کہ ابھی ہم کو اس کا حکم نہیں ملا اب تو تم اپنی جگہ چلے جاؤ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ ہم
 سب اپنے اپنے خیموں میں لوٹ گئے اور پوری رات سوتے رہے پھر صبح ہوئی تو
 آپ کے پاس کچھ سردان قریش آئے اور وہاں سے ہو کر پھر وہ ہمارے پاس آئے اور انہوں
 نے کہا کہ اے قبیلہ خزرج والو ہم کو معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ محو کے پاس گئے تھے اور تم لوگ اس
 کو یہاں سے لے جانا چاہتے ہو اور ہم سے جنگ کرنے پر تم نے محو سے بیعت کی ہے خدا
 کی قسم اگر ایسی ہی بات ہے تو ہم تم سے اتنی سخت جنگ کریں گے کہ آج تک ہم نے کسی عرب
 قبیلہ سے نہ کی ہوگی۔ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ یہ سن کر ہماری قوم کے کچھ مشرک اٹھے اور قسم
 کھا کر کہنے لگے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ ہی ہمارے علم میں ایسی بات ہے۔ حضرت عباس
 فرماتے ہیں کہ مشرکین نے یہ سچ کہا واقعی ان کے علم میں بیعت وغیرہ کی بات نہیں تھی اللہ ہمارے
 بعض ساتھی بعض کو دیکھنے لگے پھر وہ سب لوگ کھڑے ہو گئے اور ان میں حادثہ ابن ہشام
 ابن مغیرہ مخزومی بھی تھا اور وہ نئی جوتی پہنے ہوئے تھا حضرت عباس فرماتے ہیں کہ میں نے اس
 کو کہا کہ تم اور یہ مشرکین مدینہ سب ایک ہی ہو۔ اے ابو جابر کیا ہم تجھ کو قید نہیں کر سکتے تھے کہ

تو رو رہے اور پھر تو مٹا کر کے ہی قبضہ میں رہے جب حارث نے یہ بات سنی تو غصہ میں آکر اپنی دونوں ہوتی نکال کر میری طرف پھینک دیں اور یوں کہا کہ اگر تو طلاق رکھتا ہے تو میری جوتی جی ذرا مٹا کر پہنا کر دیکھ لے میں نے وہ اٹھالی میرا ایک ساتھی کہنے لگا کہ واپس کر دو میں نے کہا کہ برگزواہیں نہیں کروں گا یہ ایک قسم کی فال نیک ہے اگر یہ سچا ہو گیا تو میں ضرور اس کا سب مال و اسباب لوٹ لوں گا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ پھر وہ کفار مکہ عبداللہ ابن ابی ابن سلول کے پاس گئے اس نے بھی یہی کہا کہ یہ تو بہت بڑی بات ہے اور مجھ کو اس کا کوئی علم نہیں ہے اور نہ ہی میری قوم اس بارے میں ہے پس وہاں سے بھی لوٹ آئے اور جب سب لوگ منی سے چلے گئے تو انہوں نے پھر تحقیق کی اور انہیں پتہ چل گیا کہ واقعی مدینہ والوں نے عقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے اب وہ سب کفار ان کو پکڑنے کے لئے بھاگے اذاخیر جو ایک جگہ کا نام ہے وہاں حضرت سعد اور حضرت منذر بن عمرو یہ دونوں حضرات چھپے ہوئے تھے حضرت منذر تو بھاگنے میں کامیاب ہو گئے اور حضرت سعد کو انہوں نے گرفتار کر لیا اور ان کے دونوں ہاتھ گردن کے پیچھے باندھ کر ان کو کجاوہ کی بکھی طرف لٹکا دیا اور ان کو مکہ میں لے آئے کبھی ان کو مارتے اور کبھی ان کے بال پکڑ کر کھینچتے کافی دنوں تک اسی حال میں رکھا یہاں تک کہ ابو بختری نے جویر بن مطعم اور حارث بن حرب نے بتلا دیا ابو بختری اور یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے حلیف تھے جب وہ تجارت کے لئے مکہ جایا کرتے تھے تو وہ ان کی امداد کیا کرتا تھا اور جب وہ مدینہ جایا کرتا تو وہ دونوں اس کا تعاون کرتے پھر یہ دونوں حضرات مکہ آئے اور حضرت سعد کو چھڑا کر لے گئے حضرت حسن سے مروی ہے کہ جب منی میں آپ سے لوگوں نے بیعت کی تھی تو شیطان بیخ اٹھا تھا آپ نے فرمایا کہ یہ خبیث تمہارا راز فاش کرنا چاہتا ہے تم سب یہاں سے الگ چلے جاؤ اور اپنے اپنے خیموں میں پہنچ جاؤ۔

ازہم ترجمہ معنی عنہ : یہاں پر مصنف نے ایک فصل قائم کر کے کچھ الفاظ کی لغوی تشریح فرمائی ہے چونکہ ان الفاظ کا ضروری ترجمہ گذر چکا ہے اس لئے اس

فضل کو چھوڑ دیا گیا ہے حضرت اہل علم جو عربی ذوق رکھتے ہیں عربی عبادت میں اصل کتاب
میں ملاحظہ فرمائیں (۱۲۷ منہ)

۱۳۹واں باب

شیطان کا جنگ بدر میں شریک ہونا

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے کہ شیطان نے ان کے اعمال مزین کر کے
دکھائے اور یوں کہا کہ تم پر کوئی غالب نہیں آئے گا اور میں بھی تمہاری مدد کروں گا پس جب
دونوں جماعتوں کا مقابلہ ہوا تو شیطان اسٹے پاؤں بھاگا اور کہنے لگا میں تم سے بری ہوں
مجھے جو چیزیں نظر آرہی ہیں جو تمہیں نظر نہیں آرہیں میں اللہ سے ڈر رہا ہوں اور اللہ بڑے
سخت عتاب والے ہیں۔

ابن اسحاق نے حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہ سنا کہ ابوسفیان ایک تجارتی قافلہ لے کر ملک شام سے آرہا ہے آپ نے تمام
مسلمانوں کو بلایا اور ان سے یوں کہا کہ یہ قریش کا تجارتی قافلہ ہے تم اس کی طرف چلو شاید
اللہ تعالیٰ اس میں سے کچھ مال تمہیں دلا دیں پس خواہ نہ خواہ تمام مسلمان نکل پڑے ان کو یہ
گمان ہرگز نہیں تھا کہ جنگ کی نوبت بھی آجائے گی ابوسفیان جب حجاز کے قریب لگا تھا تو
اس کو جو بھی قافلہ راستہ میں ملتا اس سے دریافت کرتا کہ محمدؐ اور اس کے اصحاب آج کل کیا کر
رہے ہیں پس اس سے کسی قافلہ نے بتلا دیا کہ محمدؐ اپنے ساتھیوں کو بلے کر آرہا ہے اور تیرے
قافلہ کو لوٹ لے گا ذرا ہوشیار رہنا یہ سن کر ابوسفیان نے منضم بن عمرو غفاری کو کچھ پیسے
دے کر جلدی سے مکہ جانے کے لئے تیار کیا کہ قریش کو لے کر آؤ اور ان سے یوں کہنا کہ محمدؐ اور
اس کے ساتھی قافلہ کا مال لوٹنے کا ارادہ کر رہے ہیں پس وہ جلدی سے مکہ کی طرف چلا
بطن وادی پہنچ کر اپنے اونٹ کو زخمی کر دیا اور کجاوہ کو پلٹ دیا اور اپنی قمیص پھاڑ دی

اور اونٹ پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے پکارنا شروع کر دیا کہ اے قریش اپنے مالوں کی حفاظت کرو محمد اور اس کے اصحاب تمہارے اموال لوٹنے کے لئے آگئے ہیں شاید وہ تم کو نہ بل سکیں۔ مدد کرو! مدد کرو۔

یہ سن کر لوگوں نے بہت جلد تیاری کر لی اور جو لوگ کسی وجہ سے خود نہ جاسکے انہوں نے اپنے بلہ میں دوسروں کو بھیج دیا غرضیکہ قریش کے تمام لوگ نکل پڑے سردارانِ قریش میں سے صرف ابو لہب بچا کہ جو خود تو نہ جاسکا مگر اس نے اپنی جگہ عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بھیج دیا۔ ابو لہب کا عاص بن ہشام پر چار ہزار درہم قرضہ تھا ابو لہب نے اس سے کہہ دیا کہ میں ان کو معاف کرتا ہوں کیونکہ تو میری جگہ جنگ میں جا رہا ہے یہ کہہ کر ابو لہب خود جنگ میں جانے سے باز رہا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ امیہ ابن خلف نے بھی جنگ میں نہ جانے کا فیصلہ کر لیا تھا امیہ بن خلف بہت موٹا تھا جس وقت وہ مسجد حرام میں بیٹھا ہوا تھا تو اس کے پاس عقبہ ابن ابی معیط آیا اس کے ہاتھ میں ایک انگلیٹھی تھی جس میں آگ اور خوشبو تھی وہ انگلیٹھی امیہ ابن خلف کے سامنے رکھ دی اور بطور طعنہ کہا کہ تو عورتوں میں سے ہے یہ سن کر امیہ بن خلف نے کہا تیرا ناس ہو تو تو بہت برا آدمی ہے ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ جب کفار قریش مکمل جنگ کا تیاری کر چکے اور روانگی کا ارادہ کیا تو ان کو یاد آیا کہ ہمارے درمیان اور قبیلہ بنو بکر کے درمیان جنگ ہوتی آئی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ قبیلہ ہمارے پیچھے سے ہم پر حملہ آور ہو جائے تو فوراً سراقہ بن مالک مدینے کی شکل میں آیا جو ان کا سردار تھا اور کہا کہ میں عہد کرتا ہوں کہ ہمارا قبیلہ تم سے ہرگز تعرض نہ کرے گا یہ سن کر وہ بہت جلد روانہ ہو گئے۔ ابن عقبہ اور ابن عامر نے اس میں یہ اضافہ کیا کہ ابلیس کچھ مشرکین کے ساتھ سراقہ بن مالک کی صورت میں آیا اور یوں کہا کہ بنو کنانہ تمہاری مدد کے لئے پیچھے آرہے ہیں آج تم ہی کو غلبہ ہوگا اور میں بھی تمہاری مدد کروں گا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ کبیر بن دھب یا حارث بن ہشام غالباً ان دونوں میں سے کسی

ایک نے ابلیس کو دیکھا جب وہ ملائکہ علیہم السلام کے نازل کے بعد بھاگ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ جو میں دیکھ رہا ہوں تم نہیں دیکھ رہے ہو ابلیس ان کو بلا برہنہ بکا تا رہا یہاں تک کہ ان کو بدر میں چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اس مضمون کو شاعر رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ہم اور کفار بدر میں اپنے اپنے وقت پہنچ گئے اگر ان کو صحیح علم ہوتا تو وہ ہرگز بدر میں نہ آتے ابلیس ان کو دھوکہ سے لے آیا اور پھر ان سے الگ ہو گیا ابلیس اپنے ہی دوستوں کو زیادہ دھوکہ دیتا ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ حدیث بن ہشام نے ابلیس کو پکڑا وہ اس کو سراقہ بن مالک گمان کر رہا تھا پس اس نے کہا اے سراقہ کہاں بھاگ رہے ہو ابلیس نے اس کے ایک منگھارا جس سے وہ پیٹھ کے بل جا پڑا اور پھر کہا میں اللہ تعالیٰ سے ڈر رہا ہوں۔ سہیلی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جب کفار نے سراقہ کو مکہ میں دیکھا تو اس سے کہا کہ تو نے صف قتال کو خراب کر دیا تھا اور ہم کو ناکام کر دیا تو اس نے جواب دیا کہ خدا کی قسم مجھے تمہاری کسی بات کا علم نہیں ہے اور نہ میں تمہارے ساتھ گیا میں اس سے بالکل بیزار ہوں۔ کفار نے اس کی تصدیق نہیں کی یہاں تک کہ جب وہ ایمان لے آئے اور قرآن پڑھا تو ان کو پتہ چلا کہ وہ تو ابلیس تھا جو سراقہ کی صورت میں آیا تھا اور لعین کا قول کہ میں اللہ سے ڈر رہا ہوں کافر تو اسی وقت ڈرے گا جب وہ فرشتوں کو آسمان سے اترتے ہوئے دیکھ لے گا جب لعین نے فرشتے اترتے ہوئے دیکھے تو اس کو اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ وہی دن نہ ہو جس کے بارے میں قرآن کی آیت ہے "یوم یرونہ الملائکۃ لا بشریٰ یومئذ للہربین" یعنی جس دن کافر فرشتوں کو اترتے ہوئے دیکھ لیں گے تو اب ان کی غیرت ہوگی ابلیس نے جب دیکھا کہ فرشتے کفار سے قتال کر رہے ہیں تو اس کو اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ مجھ پر بھی حملہ نہ کر دیں اسی وجہ سے وہ ڈرا۔

قاسم ابن ثابت فرماتے ہیں کہ قریش جب بدر کی طرف روانہ ہو چکے اور جس دن مسلمانوں نے ان کو تباہ کیا تو ایک جن نے مکہ میں بہت بلند آواز سے یہ اشعار پڑھے

مگر وہ کسی کو نظر نہ آیا اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

حنیفیوں نے بدر میں بہت مضبوط جنگ لڑی جس سے قیصر و کسریٰ کے ایوان بھی رز گئے بنو لوی کے بہت سے افراد کو ہلاک کر دیا ان کی دلہنیں رنج و غم کی وجہ سے اپنے سینے پیٹ رہی ہیں ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن بن گیا اس نے راہ ہدایت چھوڑی اور پریشان رہا۔

یہ سن کر کسی نے کہا کہ حنیفیوں کون لوگ ہیں جن نے کہا کہ محمدؐ اور اس کے ساتھی کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف کے متبع ہم ہی ہیں اس کے کچھ دیر بعد ہی صحیح خبر آگئی کہ واقعہ محمدؐ اور اس کے اصحاب کو فتح ہوئی اور کفار مکہ کو شکست ہوئی یہ اشعار اگرچہ پہلے گند چکے ہیں مگر چونکہ اس باب میں ابلیس کا قویٰ کے سامنے آنا بدر کے موقع پر بیان کرنا مقصود ہے اس مناسبت سے پھر ان کو دوبارہ ذکر کرنا پڑا اور اس کے ضمن میں غزوہ بدر کا بھی ذکر کیا اگرچہ یہ مقصود بالذات نہیں ہے چونکہ اس کتاب کا موضوع جن و شیاطین کا ذکر ہے۔

غزوہ بدر

قرآن کریم کی آیت کریمہ "وینزل علیکم من السماء ماءً لیطہرکم بہ ویزہب عنکم جزا الشیطن" یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے تمہارے لئے پانی اتارا تاکہ تم کو پاک کرے اور تمہارے دلوں سے شیطانی وساوس ختم کر دے۔ علامہ سہیلی فرماتے ہیں کہ میدان بدر میں کفار نے پانی کے چشموں پر پہلے ہی قبضہ کر لیا تھا اور اپنے لئے ایک گڑھا بھی کھود لیا تھا۔ مسلمانوں کو وضو کرنے اور نہانے کی ضرورت پیش آئی تو وہ پانی تک نہ جاسکے تو شیطان نے ان کے قلوب میں وساوس ڈالنے شروع کئے کہ تم لوگ اپنے کو حق پر کہتے ہو حالانکہ تمہارے دشمنوں نے تم سے پہلے پانی پر قبضہ

کر لیا اور تم پیاسے ہو بغیر وضو نماز پڑھتے ہو تمہارے دشمن اس انتظار میں ہیں کہ تم کو پیاس ہلاک کر دے اور تمہاری طاعت ختم ہو جائے تو اس وقت وہ تم کو اپنا زیر دست بنالیں جب مسلمانوں کے دل میں یہ دوسرہ پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آسمان کو حکم دیا کہ ان پر اپنے دھانے کھول دے پس خوب بارش ہوئی صحابہ کرام نے غسل کیا اور خوب سیر ہو کر پیا اور زمین بھی خوب ٹھوس ہو گئی کیونکہ وہ شور اور ریتلی زمین تھی اور ان کے قدم اچھی طرح اس پر چلنے لگے اور ان کے دساوس بھی بھاتے رہے پھر انہوں نے دشمنوں کا خوب اچھی طرح مقابلہ کیا اور ان کا گڑھا بھی چھین لیا جس میں انہوں نے پانی جمع کر رکھا تھا پس کفار پیاسے مرنے لگے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھلی مدد ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹھنی مٹی لے کر ان کی طرف پھینکی وہ ان کی آنکھوں میں پڑی جس سے ان کی آنکھیں بند ہو گئیں چنانچہ ارشاد خداوندی نازل ہوا "وما رمیت اذ رمیت ولكن اللہ رمی" یعنی حقیقی طور پر ہم نے ہی مٹی پھینکی تھی۔ واللہ الباہد الی الحق۔

۲۰ اوّل باب

ابلیس کا جنگ اُحد کے دن جبل عین پر چھینا
 محمد بن سعد فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں شرکت کرنے والے مشرکین جب مکہ
 مکرہ واپس لوٹے تھے تو انہوں نے وہ قافلہ جس کو ابوسفیان لے کر آیا تھا دارالندوہ
 میں کھڑا ہوا پایا پس سردران قریش ابوسفیان کے پاس آئے اور کہا کہ ہم سب بتوشی
 اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ اس قافلہ کے سامان کے نفع کو ہم سب سے مقابلہ کرنے
 میں صرف کیا جائے ابوسفیان نے کہا کہ میں سب سے پہلے اس رائے سے اتفاق
 کرتا ہوں اور میں اپنا سارا نفع دیتا ہوں اور بنو عبد مناف بھی پس انہوں نے وہ رائے

فوجت کر دیا اور کافی مونا جمع ہو گیا اس قافلہ میں ایک ہزار اونٹ تھے جن پر پچاس ہزار دینار
 کا سامان لویا گیا تھا پس سب مالکوں کو ان کے اموال واپس دے دیئے گئے اور نفع مقابلہ
 کے واسطے لکھ لیا گیا اس مال کے نفع کی مقدار بھی تقریباً پچاس ہزار تھی چونکہ ان کو مونا ایک
 دینار کے سامان میں ایک ہی دینار نفع ہوا کرتا تھا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں جیسا کہ مجھ سے
 ذکر کیا گیا ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ ان الذین کفروا ینفقون اموالہم لیصلو
 عن سبیل اللہ یعنی کفار اپنے اموال کو دین کی اشاعت کو روکنے کے واسطے صرف کر
 رہے ہیں پس قریش کے مختلف قبیلے اور ان کے حلیف بنو کنانہ اور اہل تہامہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لئے جمع ہو گئے۔ سعد فرماتے ہیں کہ حضرت عباس نے
 ان کے تمام حالات لکھ کر آپ کو باخبر کیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن
 ربیع سے اس کا تذکرہ کیا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
 ایک ہزار صحابہ کے ساتھ ان کے مقابلہ کے واسطے نکلے یہاں تک کہ جب آپ میدان
 شوط پر پہنچے جو مدینہ اور احد کے درمیان ہے (تو عبد اللہ ابن ابی ایک تہائی لوگوں کو اپنے
 ساتھ لے کر اٹک ہو گیا اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو
 آدمیوں کو لے کر جنگ کی تیاری کی اور قریش نے بھی تیاری کی اور ان کے لشکر کی تعداد تین
 ہزار (۳۰۰۰) تھی اور ان کے پاس دو سو گھوڑے تھے۔ ابن عسقلان فرماتے ہیں کہ مسلمانوں
 کے پاس ایک بھی گھوڑا نہیں تھا۔ واقعہ کی روایت ہے کہ جنگ احد میں مسلمانوں کے
 پاس کوئی گھوڑا نہیں تھا صرف ایک گھوڑا آپ کے پاس تھا اور ایک ابو بردہ کے پاس
 اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کون لے گا اس تلوار کو اس شرط پر کہ وہ اس کا پورا
 حق لدا کر دے پس چند حضرات اس کو لینے کے لئے کھڑے ہوئے مگر آپ نے ان میں سے
 کسی کو نہیں دیا پھر ابو جحانہ ابن سہاک ابن حرب کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں
 کا کیا حق ہے آپ نے فرمایا اس سے مارتے رہو یہاں تک کہ یہ مڑ جاوے اور کام کے

لائق نہ رہے یہ سن کر ابو دجانہ نے کہا کہ یا رسول اللہ میں لیتا ہوں اس کے حق کے ساتھ اپنی
 آپ نے وہ تلوار ابو دجانہ کو مرحمت فرمادی ابو دجانہ ایک بہادر شخص تھے جوڑا اہل کے
 بہت ہی اکر کر منگبرانہ چال چلتے تھے جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اکر کر
 چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ طریقہ ایسا ہے رفتار کا جس کو اللہ تعالیٰ جنگ کے سوانا پسند
 کرتے ہیں۔ یعنی اس طرح چلنا میدان جنگ میں تو جانتے ہیں کہ دشمنوں پر رعب پڑے دیگر
 مقامات میں یہ چال خدا کو ناپسند ہے۔ ابن ہشام فرماتے ہیں کہ مجھے بہت سے لوگوں نے بتایا
 کیا کہ زبیر ابن العوام فرمایا کرتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تلوار کو دینے
 سے مجھے بھی منع فرمایا تھا تو مجھے ایک قسم کی ناگواری سی ہوتی تھی اور وہ تلوار ابو دجانہ کو دے
 دی گئی تھی تو میں نے کہا تھا کہ میں بھی دیکھوں گا کہ یہ اس سے کیسے کام کرے گا پس میں
 ابو دجانہ کی تاک میں ہو لیا میں نے دیکھا کہ اس نے ایک سرخ پٹی لے کر اپنے سر پر
 کھینچ کر باندھی یہ دیکھ کر انصار نے کہا کہ ابو دجانہ نے اپنے سر پر موت کی پٹی باندھ لی
 عرب کا دستور یہی تھا مراد اس سے یہ ہوا کرتا تھا کہ یہ شخص بڑا بہادر رہے جب تک نرنہ
 جائے گا برابر مقابلہ کرتا رہے گا۔ پس اس کے بعد ابو دجانہ نکلے اور جو بھی کافر مقابلہ کے
 واسطے آتا آپ اس کو فوراً قتل کر ڈالتے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ مصعب ابن عمیر رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے کے واسطے مقابلہ کرتے رہے یہاں تک کہ مصعب
 قتل کر دیئے گئے ان کا قاتل ابن قیسہ یعنی تھا اس نے یہ سمجھا کہ میں نے تو رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم ہی کو قتل کر دیا پس وہ بھاگ کر قریش کے پاس واپس آیا اور مشورہ پایا
 کہ میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کام تمام کر دیا پس جب مصعب ملائے گئے
 جو قلم بھی لئے ہوئے تھے آپ نے پھر غلم حضرت علی کو دے دیا ابن سعد کی روایت میں
 ہے کہ حضرت مصعب کے قتل کے بعد غلم ایک فرشتے نے لیا جو حضرت مصعب کی
 شکل میں آیا تھا کہ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے بھی اس وقت موجود تھے جب مصعب

مارے گئے تو کسی نے بیچ کر کہا کہ لوگو سنو محمدؐ مارے گئے راوی فرماتے ہیں کہ یہ سن کر سب لوگ
 منتشر ہونے لگے مگر غلم برابر اونچا رہا جس سے کسی کافر کی ہمت ہم سے قریب آجانے کی نہ
 ہو سکی اسے حضرات برابر مارے جاتے رہے اور غلم برابر اونچا ہی
 رہا تو مشرکین کے حوصلے پست ہو گئے اور مشرکین بھاگنے لگے الٹا پھر کر بھی نہیں دیکھی
 حالانکہ ان کی عورتیں برابر آہ و بکا کر رہی تھیں اور مسلمان برابر ان پر مستحیلوں سے حملہ
 کرتے رہے یہاں تک کہ وہ سب مشرکین بھاگ نکلے یہ دیکھ کر بھی عبداللہ بن جبیر جو کہ
 چالیس آدمیوں کے ساتھ ایک درہ پر متعین تھے وہاں سے نہیں ہٹے مگر سب لوگ
 وہاں سے بھاگ نکلے اور عبداللہ بن جبیر اور ان کے ساتھ آٹھ حضرات وہیں ثابت قدم
 رہے یہ دیکھ کر خالد بن ولید جو اس وقت تک مسلمان نہیں تھے انہوں نے ان چند
 حضرات پر دوبارہ حملہ کر دیا اور ان سب کو قتل کر دیا اور مسلمانوں کی صفیں منتشر ہو گئیں
 اور ابلیس نے شور مچا دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے یہ سن کر مسلمانوں کے حواس
 خراب ہو گئے اور اندھا دھند قتال شروع کر دیا یہاں تک کہ خود مسلمانوں کے ہاتھوں
 نادانی کی وجہ سے بعض مسلمان بھی مارے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی برابر
 تیر مارے رہے یہاں تک کہ سب تیر ختم ہو گئے پھر آپ نے پھر مارنے شروع کئے اس
 وقت آپ کے ساتھ صرف چودہ آدمی تھے سات ہابشہ میں سے تھے جن میں حضرت
 ابو بکر صدیق بھی تھے اور سات انصاری تھے انہیں حضرات نے آپ پر ہونے والے حملوں
 کو روکا۔ بخاری کی روایت میں بارہ کی تعداد آئی ہے۔ حضرت ابو طلحہ فرماتے ہیں کہ یہ دن بہت
 ہی آزمائش کا دن تھا بہت سے مسلمان اس میں شہید ہوئے یہاں تک کہ دشمن رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا تھا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ یوم احد میں آپ کے دندان
 مبارک شہید ہوئے اور چہرہ انور زخمی ہوا جس سے خون بہہ کر آپ کے چہرہ پر آ گیا آپ خون
 صاف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ وہ قوم کیسے فلاح پاسکتی ہے جس نے اپنے

اپنے نبی کا چہرہ خون آلود کیا حالانکہ وہ نبی ان کو اللہ کی طرف بلا رہا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی
 "لیس لک من الامر شیء الا" یعنی آپ کچھ روز فرمادیں یہ لوگ ظالم ہیں پس ظالم کی
 منراہیائیں گئے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ جب یہ آواز مٹی گئی کہ محمد مارے گئے اور بولنے والا
 نظر نہیں آ رہا تھا یہ بولنے والا اس گھائی کا شیطان ہے جس کا
 نام ازیب ہے۔

نوٹ ۱۔ لفظ ازیب کی تحقیق شروع میں گزر چکی ہے۔

علامہ سہیلی فرماتے ہیں جہاں شیطان بول رہا تھا اس جگہ کا نام عینین ہے۔ عینین
 ایک شہر کا بھی نام ہے اور علی بن عینین ایک شاعر گذر رہے اور اس دن کو یوم عینین
 کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عثمان کو کسی نے کہا تھا کہ آپ یوم عینین کو بھاگ گئے تھے۔ ابن
 ہشام فرماتے ہیں کہ جب آپ کے زخم لگ گیا تو آپ اس کی شدت سے ایک گڑھے میں
 جا پڑے حضرت علی نے آپ کے دست مبارک پکڑے اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے
 آپ کو اٹھا کر بیدھا کیا یہاں تک کہ آپ کھڑے ہو گئے اور مالک بن سنان خداری
 نے آپ کے چہرہ اللہ سے بہتے ہوئے خون کو چوس لیا یہاں تک کہ خون ٹھکنا بند ہو گیا۔
 حضرت ابو بکر سے روایت ہے کہ ابو عبیدہ بن جراح نے ایک گڑھی خود کی کھینچی جس سے
 ابو عبیدہ کا ایک دانت گر گیا پھر جب دوسری کھینچی تو دوسرا گر گیا پس ان کے دو دانت
 گر گئے ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ جب یہ شور مچا دیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مارے
 گئے اور مسلمانوں کی شکست ہو گئی تو حضور کو پہچاننے والے اس وقت سب سے پہلے
 حضرت کعب بن مالک تھے کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیں
 خود کے اندر سے چمک رہی ہیں یہ دیکھ کر انہوں نے بلند آواز سے کہا کہ اے مسلمانو یہ رہے
 نبی پاک علیہ السلام رہے خوشخبری حضور نے اشارہ فرمایا کہ چپ رہو جب مسلمانوں نے آپ
 کو دیکھ لیا تو تو آپ اور سارے مسلمان پہاڑ کی ایک سمت کی طرف چلے پس جب ایک

طرف جمع ہو گئے تو حضرت علیؑ نے ان کے ہاں پانی تھا جس میں ہلکی سی بوتھی آپ نے اس کے پینے سے انکار کر دیا حضرت علیؑ نے آپ کے چہرہ انور سے خون صاف کیا اور آپ کے سر مبارک پر پانی انڈیل دیا اس وقت آپ فرما رہے تھے خدا کا بڑا غضب نازل ہو گا اس پر جس نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلود کیا حضرت عمرؓ کے غلام ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اس دن آپ شدتِ غم کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائی ابوسفیان نے واپس ہوتے وقت کہا کہ آئندہ سال پھر بدر میں مقابلہ ہو گا آپ نے جواباً فرمایا کہ ہاں ہاں ہم تیار ہیں غزوہ احد ہجرت کے تیسرے سال میں ہوا اور غزوہ بدر جس کا آپ نے وعدہ دوبارہ کیا تھا مکہ سے چار ہجری میں ہوا ماہ ذی القعدہ میں یہ غزوہ صفری کہلاتا ہے بدر میں تین غزوے پیش آئے اول ہجرت کے دوسرے سال جو کربلا بن جابر کی تلاش میں ہوا تھا جس نے آپ کے اونٹوں کو لوٹ لیا تھا دوسرا ماہ رمضان میں جو غزوہ کبریٰ معروف و مشہور ہے اور تیسرا صفری جس کا ذکر ابھی ہوا۔

خاتمہ

شیطان کے مکر و فریب سے بچنے کے بیان میں ابن جوزی فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا تو اس کے اندر خواہشات بھی پیدا فرمادیں تاکہ وہ اپنے نفع کی چیزیں حاصل کرے اور غفہ پیدا فرمادیا تاکہ وہ نقصان دینے والی چیزوں کو دفع کرتا رہے اور انسان کو عقل دی جو اس کو آداب سکھائے نفع و نقصان سے آگاہ کرتی رہے اور شیطان کو پیدا کیا تاکہ وہ انسان کو اصراف و تبذیر پر اکساتا رہے پس سمجھ لے انسان وہ ہے جس نے اپنے اس دشمن سے اپنا بچاؤ کر لیا یہ ایسا دشمن ہے جو آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر اب تک اپنی تمام تر جدوجہد انسان کو گمراہ کرنے میں صرف کر رہا ہے جو قرآن کریم نے کئی موقعوں پر اس سے بچنے کی ہدایت کی ہے جیسا

کہ ارشاد خداوندی ہے " لا تتبعوا خطوات الشیطان " شیطان کے نقش قدم پر مت چلو
 ایک جگہ ارشاد ہے " انہ لکم عدو مبین " شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد
 ہے " انما یامرکم بالسوء والفقہاء " شیطان تم کو بے حیائی اور گناہ ہی کا حکم کرتا رہتا ہے
 ایک جگہ ارشاد ہے " الشیطان یعدکم الفقہ " شیطان تم کو عزیت کے اندیشہ میں
 مبتلا کرتا ہے اور تم کو خیرات نہ کرنے کو کہتا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے " وییرید الشیطان
 ان یضلکم " شیطان انسان کو گمراہ کرتا ہے۔ ایک جگہ ارشاد رہانی ہے کہ شیطان تمہارے
 درمیان بغض و عداوت کا بیج بوتا ہے وہ تم کو گمراہ کرنے والا دشمن ہے شیطان تمہارا
 دشمن ہے تم بھی اس کو دشمن جانو یعنی اس سے بچو۔

امام احمد ابن حنبل نے ایک روایت میں بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ایک روز خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو وہ
 باتیں بتا دوں جو تم نہیں جانتے اور مجھے میرے رب نے وہ باتیں آج ہی بتلائی ہیں ان میں
 سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس مال کو میرے بندے کھاتے ہیں وہ ان کے
 لئے حلال ہے اور میں نے اپنے سب بندوں کو دین فطری پر پیدا فرمایا اور شیطان ان کے
 پاس آکر ان کو دین سے گمراہ کر دے گا اور جو چیزیں میں نے حلال کی ہیں ان کو حرام بتلائے
 گا اور میرے ساتھ شرک کرنے کا ان کو حکم دے گا جس کی کوئی دلیل ان کے پاس نہیں ہے
 پھر اللہ تعالیٰ اس قسم کے سب لوگوں سے ناراض ہو جائیں گے مگر وہ لوگ جو صحیح دین اسلام
 کو اپنائے ہوئے ہیں۔

حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ ابلیس کے ایک لڑکے کا نام قبتب ہے شیطان
 اس کو چالیس سال تک آرام کراتا ہے پھر جب کوئی شخص ایمان لانے کے قریب ہوتا
 ہے تو شیطان اس سے کہتا ہے کہ اس کو گمراہ کر رہیں نے تجھ کو اسی لئے آرام کرایا تھا
 اس کو جلد از جلد فتنہ میں مبتلا کر دے حضرت جن سے مروی ہے کہ لوگ ایک درخت

کی پوجا کیا کرتے تھے ایک آدمی نے جب یہ منظر دیکھا تو اس نے کہا کہ میں اس کو بڑے سے اکھاڑ کر پھینک دوں گا پس وہ اس کو کاٹنے کے لئے آیا جب شیطان نے دیکھا تو ایک انسان کی صورت میں اس شخص سے ملا اور کہا کہ تیرا کیا ارادہ ہے اس نے جواب دیا کہ اس درخت کو کاٹنے آیا ہوں جس کو لوگ پوجتے ہیں شیطان نے کہا آپ تو نہیں پوجتے پھر آپ کو پوجنے والوں سے کیا غرض جو کرے کیا کرے آپ کو کیا نقصان ہے اس نے کہا مجھے تو کاٹنا ہی ہے شیطان نے کہا کہ تجھ کو روزانہ دو دینار تیرے ٹکٹے کے پاس بل جایا کریں گے مگر اس کو مت کاٹ اس شخص نے کہا کہ کون ذمہ دار ہے اس کا ابلیس نے جواب دیا کہ میں ذمہ دار ہوں یہ سن کر وہ شخص اپنے ارادہ سے پھر گیا پس جب صبح ہوئی تو اس کو دو دینار ٹکٹے کے نیچے سے ملے اگلے روز کچھ نہ ملا پھر وہ غصہ میں ہو کر اس کو کاٹنے کے لئے چلا ابلیس پھر انسان کی صورت میں اس کو ملا اور کہا کہ تو کیا ارادہ رکھتا ہے اس نے کہا کہ اس درخت کو کاٹوں گا جس کو لوگ پوجتے ہیں اللہ کو چھوڑ کر ابلیس نے کہا تو جھوٹا ہے اور تو ذرا اس کے قریب جا کر دیکھ میں ہی تیری خبر لوں گا پس وہ شخص اس کو کاٹنے کے لئے چلا ابلیس نے اس کو زمین پر دے مارا اور اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ اس کا دم نکلنے کو ہو گیا ابلیس نے کہا تو مجھے جانتا ہے میں کون ہوں میں شیطان ہوں تو پہلی بار اللہ کے لئے غصہ کی وجہ سے اس کو کاٹنے آیا تھا اس لئے میں تجھ سے الگ رہا اور جب میں نے تجھے دو دینار کا لالچ دے دیا اور وہ تجھ کو نہ مل سکے تو تو اب دیناروں کی وجہ سے آیا ہے اس لئے میں تجھ پر غالب آ گیا۔

خاتمہ

اللہ کا احسان و شکر ہے کہ اس نے ہمیں اتنے ابواب کے لکھنے کی توفیق دی ہم بھی خدا سے پناہ چاہتے ہیں شیطان کے مکر و فریب سے انہیں کلیات سے جن کو حضور

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کو اللہ کی پناہ کی دعا دیا کرتے تھے۔ یہ حسین میں
 حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنین کو اکثر یہ دعا دیا
 کرتے تھے۔ اے اللہ! بکلمۃ اللہ التامۃ عن کل شیطان وصالۃ و من کل عن لادۃ
 پھر آپ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی حضرت اسماعیل واسحاق کے لئے یہی
 دعا کیا کرتے تھے۔ اس دعا میں ایک لفظ حامتہ آیا ہے۔ ابو بکر ابناری اس کی لغوی
 تحقیق کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کی جمع حوام آتی ہے ہر موز کی چیز کو عربی
 میں حامتہ کہتے ہیں اور ایک لفظ عربی میں لامۃ آیا ہے اس کے معنی آتے ہیں نختہ
 مصیبت کے عین لامۃ کے معنی نظر بد اصل تو اس کی ملوۃ ہے مگر لامۃ حامتہ کو
 موافقت سے بولا گیا ہے کہ اس کا تکلم ہلکا ہے بخلاف ملوۃ کے کہ اس کے تکلم میں
 کلفت ہوتی ہے ہم شیطان کے مکر و فریب سے پناہ چاہتے ہیں اور دعا کرتے
 ہیں کہ لے اللہ اس کو ہمارے تمام اعمال سے الگ رکھیو۔

والحمد لله رب العالمین و صلی اللہ علی سیدنا محمد
 والہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا وحسبنا
 اللہ ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر

اگرچہ کہ اکام المرجان کا اردو ترجمہ الموم بہ احسان المنان آج بتا رہا
 ۱۶ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ ہجری بعد نماز مغرب مطابق ۹ نومبر ۱۹۸۷ء بروز منگل کو پورا
 ہوا اللہ تعالیٰ اس کو تسلیم و طلباء کے لئے نافع بنائے

امین یارب العالمین

بندہ محمد میرٹھی

خادم دارالافتاء مدرسہ ہرہ